اَلمُهَنَّدُ عَلَى المُفَنَّدُ

"عقائد علماء دیوبند"

تالیف

الشیخ خلیل احمد سہارنپوری (المتوفی ۱۳۴۶ھ)

تحقیق و تعلیق

پروفیسر ڈاکٹر سید طالب الرحمٰن شاہ

Islamic Research Centre, Rwp.
Book No.
اسلامک ریسرچ سنٹر راولپنڈی
عقائد
علماء اہلسنت دیوبند

نام کتاب	المہند علی المفند عقائد علماءِ اہلسنت دیوبند
تالیف	خلیل احمد سہارنپوری
نام کتاب	پروفیسر ڈاکٹر سید طالب الرحمٰن شاہ
تالیف	دار الکتاب و السنۃ (الباکستان)
تالیف	۱۰۰۰ / ایک ہزار
قیمت	۹۰ روپے

المُهنّد علی المُفنّد

"عقائد علماء اہلسنت دیوبند"

تالیف

خلیل احمد سہارنپوری

تحقیق

پروفیسر ڈاکٹر سید طالب الرحمٰن شاہ

مقدمہ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن الصالح المحمود (سعودی عرب)

ترجمہ و تعلیق

ابو محمد شیخ محمد امجد السندی

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین نبینا محمد و علی آلہ و اصحابہ أجمعین و بعد:

عقیدۂ سلف صالحین کی طرف وسائل شرعیہ کے ذریعے دعوت ہر دور کے طالب علموں کے لئے نہایت اہمیت کی حامل ہے بالخصوص ہمارے اس زمانے میں جبکہ ہر طرف گمراہی اور بدعات نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں اور گمراہی کے علمبردار علماء سوء کی بڑی تعداد ان عقائد باطلہ کی مختلف طریقوں سے نشر واشاعت میں مصروف ہے۔

سنت کی ترویج اور بدعت کی تردید کے اعتبار سے ہمارا ٹارگٹ (Target) دو گروہ ہیں:

(۱) پہلا گروہ ان علماء پر مشتمل ہے جو بدعات کو مزیّن کر کے ان کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں اور اپنے شیوخ سے اور ان کے اتباع مقلدین سے ان بدعات کی تحسین کراتے ہیں ہم اس قسم کے تمام حضرات کو عقیدۂ اہل السنۃ کی طرف بلاتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کی دعوت دیتے ہیں تاکہ وہ ان بدعات کے بھنور سے نکل آئیں اور ان کے پس پردہ خواہشات اور شیطان کی پیروی سے بچ سکیں۔

(۲) دوسرا گروہ عام اہل السنۃ علماء و طالب علموں اور ہدایت وسنت پر چلنے والے ان کے پیروکاروں پر مشتمل ہے تاکہ انہیں اپنے صحیح عقیدے پر مزید ثابت قدمی حاصل ہو جائے اور اہل بدعت کی طرف سے ان کی گمراہی وبدعات کی تزئین وآرائش اور دھوکہ میں کوئی مبتلا نہ ہو جائے۔

کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانے میں اہل بدعت کا اپنے نظریات کے پرچار اور اس کی طرف دعوت دینے میں بہت زیادہ زور وشور پایا جاتا ہے اور ہر جگہ خصوصاً جہاں اہل حق جمع ہوں ان پر اپنے باطل نظریات کو مزیّن کرتے ہیں اور ان کا ہدف اصلی اہلسنت

ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم بعض اہل علم کو ان کے تساہل اور اہل بدعت کے خلاف نرم گوشہ رکھنے کی وجہ سے مسائل اعتقادی میں ان کی مخالفت کمزور ہونے کا سنتے رہتے ہیں۔

اور میں اس بات کی اُمید کرتا ہوں کہ یہ کتاب جسے ہمارے بھائی دکتور سیّد طالب الرحمٰن نے آپ کی خدمت میں ان دو اہداف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر اُس شخص کو نصیحت کرتے ہوئے پیش کی ہے جو ان بدعات میں مبتلا ہو گیا ہے تاکہ وہ توبہ کر لے اور اصلی عقیدۂ اہل السنۃ کی طرف لوٹے اور تمام مسلمانوں کو ان گمراہیوں سے بچنے کے لئے بطور نصیحت پیش کی ہے۔

میں چاہتا ہوں کہ یہاں اس بات کا اشارہ کردوں کہ اس کتاب میں انہوں نے الزامی طور پر حجت قائم کرنے کے لئے ان کے اہل علم بزرگوں کے فتاوی جات اور کتب سے استفادہ کیا ہے اور یہ وہی طریقہ ہے جو شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتب میں کثرت سے نظر آتا ہے جیسا کہ وہ بطور حجت فریق مخالف کی کتب سے حرف بحرف بغیر کسی کمی وزیادتی کے حوالہ جات نقل کرتے اور ان کا رد کرتے حتی کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ بناوٹی بات ہے یا محض نقل بالمعنی یا نقل حسب فہم مخالف ہے یعنی فریق کی بات کی معنوی مخالفت۔ اسی طرح یہ کتاب دو بڑی اقسام اُدلّہ پر مشتمل ہے۔

پہلی قسم: المهند على المفند اور عقائد اہل السنۃ جو کہ دیوبندیوں کی مستند ترین کتابیں ہیں "جن پر ان کے قدیم اور جدید علماء کی تصدیقیں ہیں" سے ان کے عقائد پیش کئے ہیں جن میں انہوں نے بعض ایسے بدعتی وشرکیہ عقائد کا اقرار کیا گیا ہے جو اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کے خلاف ہیں اور طالب الرحمٰن شاہ صاحب نے ان کا پردہ چاک کیا ہے اور ان کے عقیدے کو حرف بحرف نقل کیا ہے۔ دیوبندیوں کی جماعت سے تعلق رکھنے والے اور ان کا دفاع کرنے والے اپنی کم علمی کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ علماء دیوبند کے یہ عقائد نہیں اور یہ وہ بدعات

ہیں جن کی طرف شاہ صاحب نے اپنے حاشیوں اور مقدمہ میں ذکر فرمایا ہے یہاں ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں۔

دوسری قسم: مقدمہ اور حواشی میں ڈاکٹر سیّد طالب الرحمٰن حفظہ اللہ نے اپنی اس کتاب کو اس طریقے سے پیش کرنے کا مقصد واضح کیا ہے اور عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کو حواشی میں نقل کر کے دیوبندیوں کی کتابوں میں موجود مسائل اعتقادیہ پر روشنی ڈالی ہے تاکہ حق واضح ہو جائے اور ان کتب کو پڑھنے والا ان کے بڑے علماء کی تصدیقات و تقریبات کو دیکھ کر غلط عقائد کو صحیح سمجھنے کا دھوکہ نہ کھا جائے۔

میں ڈاکٹر سیّد طالب الرحمٰن حفظہ اللہ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ ان دونوں کتابوں میں موجود مسائل اعتقادیہ پر مزید حاشیوں کا اضافہ کریں اور ان مترجمین کے حالات بیان کریں جن کا ان کتابوں میں ذکر کیا گیا ہے تاکہ صورتحال مزید واضح ہو جائے اور المہند علی المفند کی بعض لغوی غلطیوں کو درست کریں جس کا انہوں نے وعدہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے۔

میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب سے اہل ایمان کو نفع عطا فرمائے اور اس کے مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ہم سب کو ہدایت و سنت اور سلف صالحین کے منہج پر قائم و ثابت قدم رکھے۔ و صلی اللہ علیہ علی نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ وسلم

کتبہ: أ. د. عبدالرحمن الصالح المحمود حفظہ اللہ

وكيل قسم الدراسات العلياء و رئيس قسم العقيده سابقاً و استاذ قسم العقيده بكلية اصول الدين (بجامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية بالرياض)

بتاریخ: ۳/۴/۱۴۲۷
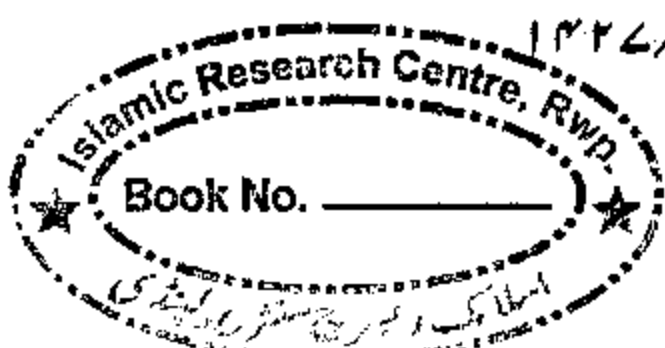
مقدمة التحقيق

ان الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا و سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادی له

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝]

(آل عمران: ۱۰۲)

[يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝](سورة النساء: ۱)

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝] (سورة الاحزاب: ۷۰۔ ۷۱)

امابعد! مملکت عربیہ السعودیہ میں ہماری کتاب "الدیوبندیة" کی طباعت نے دیوبندیوں کی صفوں میں جس قدر کھلبلی اور تباہی مچائی ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہو جاتا ہے کہ اس کے رد میں انھوں نے دو کانفرنسیں منعقد کیں ایک پشاور پاکستان میں اور دوسری دہلی انڈیا میں۔ ان اجتماعات میں اس کتاب اور اس کے مصنف کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا۔ ہم یہاں ان کی ہفوات ذکر نہیں کرتے۔ اسی طرح "الدیوبندیہ" کے رد میں دو کتابیں بھی منظر عام پر آئیں جن میں ایک پاکستان میں "کشف اللثام عن مقتدی خیر الانام" کے نام سے

انوار خورشید دیوبندی نے لکھی جسے مکتبہ اہل السنۃ لاہور نے بغیر کسی ایڈریس کے چھاپا اور دوسری کتاب ابوبکر غازیپوری نے جو غالی دیوبندی ہے، ''کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' کے نام سے انڈیا میں شائع کی جسے ابن الحسن عباسی نے جو کہ جامعہ فاروقیہ میں شعبہ تالیف وتصنیف کے رکن ہیں، ترجمہ کر کے اس پر تحقیق تقدیم اور تعلیق بھی کی ہے۔

غازی پوری کی کتاب پڑھ کر ایک اہم بات سامنے آئی ہے جو کہ خود دیوبندیوں نے پیش کی ہے جیسا کہ ان کے شیخ الحدیث سلیم اللہ خان [1] (مدیر جامعہ فاروقیہ کراچی رئیس وفاق المدارس پاکستان) نے کہی:

''الدیوبندیہ'' میں اکابر علماء دیوبند رحمہم اللہ کی عبارتوں میں خورد برد کر کے ان کے عقائد کو بالکل غلط انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ: ص: ج)

اور سلیم اللہ خان صاحب کے بقول ابن الحسن عباسی نے الدیوبندیہ کتاب میں جن مسائل میں غلط بیانی سے کام لیا گیا تھا ان میں اکابر رحمہم اللہ کی پوری عبارتیں ذکر کر کے ان کے اصل عقائد کی تشریح وتوضیح کی۔ (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ: ص: ث)

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان علماء کے عقائد ذکر کرنے میں جن حوالہ جات کتب کو پیش کیا گیا ہے ان میں کسی قسم کا کوئی تغیر وتبدل نہیں کیا گیا بلکہ جو ان کی کتابوں میں تھا وہی پیش کیا گیا ہے۔ ابن الحسن نے دوسرے مقام پر لکھا:

''اس کتاب کا طرز استدلال یوں ہے کہ مؤلف ایک عنوان قائم کرتے ہیں، اس کے تحت اکثر وعظ سوانح یا حکایات کی کسی کتاب سے کوئی جزئی واقعہ لیتے ہیں۔ اس واقعے سے ایک

---

(۱) شیخ الحدیث سلیم اللہ خان مظفر نگر یوپی انڈیا میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴۲ء میں دیوبند میں تعلیم شروع کی اور پانچ سال تک تمام علوم وفنون کی تعلیم حاصل کی اور دورۂ حدیث بھی وہیں مکمل کیا۔ ان کے اہم اساتذہ میں خاص طور پر شیخ محمد شریف کشمیری، عبدالحق اکوڑوی، شیخ عبدالخالق ملتانی، محمد ادریس کاندھلوی، اعزاز علی امروہوی اور شیخ الاسلام حسین احمد مدنی وغیرھم شامل ہیں۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۵۲۸)

مشرکانہ عقیدہ کشید کر کے علماء دیوبند کے سر تھوپتے ہیں۔" (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، صفحہ ۳ مکتبہ فاروقیہ کراچی)

ابن الحسن عباسی مزید لکھتے ہیں:

"یہ بھی ایک مسلمہ اصول ہے کہ کسی جماعت کے عقائد (جانچنے) کے لئے سب سے اول اس کے کلام کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے اس کے فتاوی دیکھ لینے چاہییں، حدیث اور تفسیر کے فن میں اگر اس کا ذخیرہ ہے اس کا مطالعہ کر لینا چاہئے اگر اس کے عقائد اس کے کلام کی کتابوں، اس کے فتاویٰ اور حدیث و تفسیر کی خدمات میں مدون اور واضح ہوں تو اس جماعت کے وہی عقائد معتبر سمجھے جائیں گے۔" (کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، ص:۱۰)

ہم ابوبکر غازی پوری اور ابن الحسن عباسی کی ان ہفوات کا رد "الدیوبندیہ" کے نئے ایڈیشن میں کریں گے ان شاء اللہ۔

اب ہم ان اہم نقاط کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو کہ ہم نے دیوبندیوں کے رد میں ذکر کئے ہیں:

(۱) "الدیوبندیہ" میں سب سے پہلے جس دیوبندی عقیدے پر تبصرہ کیا گیا ہے وہ عقیدۂ وحدۃ الوجود ہے۔ اس عقیدے کے بارے اکثر حوالے "شمائم امدادیہ" جو کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی کتاب ہے سے لئے گئے ہیں، جو خصوصاً اسی مسئلہ وحدۃ الوجود کے اثبات میں لکھی گئی ہے۔ اسی طرح ہم نے انور شاہ کشمیری کی "فیض الباری شرح صحیح البخاری" سے بھی استفادہ کیا ہے جو کہ شروحات حدیث میں سے ہے۔

اسی طرح تفسیر عثمانی جو کہ شبیر احمد عثمانی صاحب کی ہے، اور ارشد القادری کی دیوبندیوں کے خلاف لکھی گئی مشہور زمانہ کتاب "زلزلہ" کے جواب میں لکھی گئی دیوبندیوں کی

کتاب ''انکشاف'' سے حوالے دیئے ہیں جو کہ ان کے عقائد کی کتاب ہے، سے استفادہ کیا ہے۔ اسی طرح شیخ زکریا کاندھلوی تبلیغی کی کتابوں سے بھی مثلاً ''فضائل صدقات''، ''فضائل اعمال'' وغیرہ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جو کہ ان کی مساجد میں بالاہتمام پڑھی جاتی ہیں۔ اسی طرح ''ارواح ثلاثہ'' مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کی ''ولی کامل'' صوفی اقبال کی ''محبت'' اور ''تذکرہ الرشید'' جیسی کتابوں سے ہم نے ان کے عقائد کو ان کے بنائے ہوئے اصول کے مطابق ثابت کیا ہے کہ ان کے بقول عقائد، ان کی عقائد کی کتابوں، کتب تفسیر و احادیث میں موجود ہونے چاہئیں۔ (دیکھیں ''الدیوبندیہ'' ص ۲۹۔۴۱)

(۲) دوسرا عقیدہ جو دیوبندیوں کی کتب میں مذکور ہے وہ ''عقیدۂ تصورِ شیخ'' کا عقیدہ ہے جس کو ہم نے ان کے مولانا شبیر احمد عثمانی کی تفسیر عثمانی اور ''امداد المشتاق شرح شمائم امدادیہ'' تالیف مولانا اشرف علی تھانوی سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۵۰)

(۳) دیوبندیوں کا قبروں سے فیض لینے کا عقیدہ ''المہند علی المفند'' نامی کتاب جسے خلیل احمد سہارنپوری نے اپنے علماء کی تصدیقات کے ساتھ تالیف کیا ہے، کے حوالے سے ہم نے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۵۷)

(۴) اور ہم نے اس کتاب میں دیوبندیوں کے افعال صوفیہ سے شغف رکھنا مثلاً فنافی الشیخ، مراقبہ، روحانی فیض حاصل کرنا ان کے شیخ حسین احمد مدنی کی کتاب ''الشھاب الثاقب'' کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں، الدیوبندیہ، ص: ۵۸۔۶۰)

(۵) ہم نے ان کی مستند کتب ''المھند علی المفند'' اور ''الشھاب الثاقب'' سے (خرافات و بدعی اذکار پر مشتمل کتب) ''دلائل الخیرات'' اور ''قصیدۃ بردۃ'' پڑھنے کی تلقین ثابت کی ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ: ۶۳۔۶۵)

(۶) ہم نے اپنی کتاب الدیوبندیہ میں دیوبندیوں کا زندہ بزرگوں کی روحوں سے فریاد کرنا اور مدد مانگنا ان کی کتابوں مثلاً تفسیر عثمانی اور نجم الدین الاحیائی کی ''زلزلہ در زلزلہ'' سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۶۹۔۷۲)

(۷) ہم نے اپنی کتاب میں دیوبندیوں کا فوت شدہ بزرگوں کی ارواح سے فریاد کرنا ان کی کتابوں مثلاً ''فتاویٰ امدادیہ'' اور عقیدے پر لکھی گئی ''انکشاف'' نامی کتاب سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۷۷۔۷۸)

(۸) ان کا ایک اور عقیدہ کہ فوت شدہ بزرگ اپنی ارواح اور جسد عنصری کے ساتھ دنیا میں آتے ہیں، ان کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے قول کے ذریعے ہونا ثابت کیا ہے نہ کہ کسی حکایت کے بل بوتے پر۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۹۶)

(۹) ہم نے ان کا ایک عقیدہ کہ بزرگ طی الزمان یعنی زمان و مکان کے فاصلوں کو پل بھر میں طے کر لیتے ہیں، ان کے محدث شیخ انور شاہ کشمیری کی شرح ''فیض الباری'' اور ایک روایت کے مطابق دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود الحسن کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں: الدیوبندیہ، ص: ۱۰۲۔۱۰۴)

(۱۰) ان کا عقیدہ کہ فوت شدہ بزرگ بیماروں کو شفاء دے دیتے ہیں۔ کسی حکایت سے نہیں بلکہ خود دیوبندی علماء کے نزدیک ایک حقیقی واقعہ پیش آنے پر جسے بعض دیوبندی علماء کرامت اور بعض اسے تصرف فی الکون قرار دیتے ہیں، سے ثابت کیا ہے جو کہ شرکیہ عقیدہ ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۱۱۹)

(۱۱) دیوبندیوں کے نزدیک غیر اللہ کو پکارنا ان کے بڑے علماء مثلاً اشرف علی تھانوی اور مرشد الطائفہ الحاج امداد اللہ مہاجر مکی کے اقوال سے اور حسین احمد مدنی کی ''الشہاب الثاقب''

سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۱۲۱۔۱۲۲)

(۱۲) ہم نے قبروں پر مراقبہ، چلّے کاٹنا اور بزرگوں کی روحوں سے فیض پانا، کا عقیدہ خلیل احمد سہارنپوری اور شیخ محمد الیاس کاندھلوی جیسے بڑے علماء کے اپنے عمل سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ: ۱۳۱۔۱۳۲)

(۱۳) ہم نے قبروں پر قرأت کرنے کا ثبوت شیخ عبدالعلی مدراسی حنفی کے قول سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۱۳۷)

(۱۴) اس کے علاوہ دیوبندیوں کے کئی عقائد مثلاً، قبروں کے حالات، دلوں کے وسوسے، موت کے وقت کا علم، سینوں کے مخفی راز جاننا، بارش کے نزول کا وقت معلوم ہونا اور ماں کے پیٹ میں بچے یا بچی کا جاننا، ہم نے ان کی مختلف کتب "عقائد وکمالات علماء دیوبند"۔ "زلزلہ در زلزلہ"۔ "انکشاف" اور "تفسیر شبیر احمد عثمانی" کے حوالہ جات دے کر ثابت کیے ہیں۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۱۴۱۔۱۵۹)

(۱۵) بزرگوں کو علم غیب ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ ہم نے ان کی جن کتابوں سے ثابت کیا ہے ان میں المہند علی المفند، الشہاب الثاقب، تفسیر عثمانی، شمائم امدادیہ، فیض الباری، زلزلہ در زلزلہ اور انکشاف جیسی کتابیں شامل ہیں۔ یہ تمام کتب عقائد، حدیث وتفسیر کی ہیں۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۱۶۵۔۱۷۰)

(۱۶) ہم نے ان کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے فتوے پر ان کا " لا الـــه الا الله اشرف علی رسول الله" (معاذ اللہ) کہنا ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۱۸۲)

(۱۷) اسی طرح ان دیوبندیوں کا ایک اور گمراہ کن عقیدہ کہ نبی ﷺ کے نور کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تخلیق کیا اور دوسرا عقیدہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ

سے پیدا فرمائی ہے۔ (یہ دونوں عقیدے صوفیوں کے بنیادی عقائد میں سے ہیں اور من گھڑت اور جھوٹی احادیث پر مبنی ہیں۔) دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے "النشر الطیب" میں حسین احمد مدنی نے "الشہاب الثاقب" میں اور شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر میں یہ عقائد بیان کیے ہیں۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص:۱۸۸-۱۹۲)

(۱۸) دیوبندیوں کے عقیدۂ حیاۃ النبی ﷺ کا اثبات ہم نے ان کی مشہور کتابوں "المهند علی المفند، فیض الباری، فتح الملہم از شبیر احمد عثمانی، عقائد اہل السنۃ والجماعۃ از عبدالشکور ترمذی اور الشہاب الثاقب سے کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص:۱۹۹-۲۰۵)

(۱۹) نبی ﷺ کی قبر کی طرف زیارت کی نیت سے سفر کرنا ان کی کتب المهند علی المفند، بذل المجهود، فیض الباری اور الشہاب الثاقب کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ ۲۱۳-۲۱۷)

(۲۰) نبی ﷺ اور ان کی صفات، انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا وسیلہ لینا ہم نے ان کی جن کتابوں سے ثابت کیا ہے ان میں المهند علی لمفند، فیض الباری، الشہاب الثاقب، اور تفسیر عثمانی وغیرہ سرفہرست ہیں۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص:۲۲۳-۲۲۴)

(۲۱) دیوبندیوں کا ایک اور عقیدہ کہ نبی ﷺ کو جاگتی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے ہم نے شمائم امدادیہ اور فیض الباری کے حوالے سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص: ۲۳۳-۲۳۸)

(۲۲) دیوبندیوں کا عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی نہیں بلکہ ہر جگہ موجود ہے۔ ہم نے ان کی کتب المهند علی المفند، فیض الباری، الشہاب الثاقب اور تفسیر عثمانی سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں الدیوبندیہ، ص:۲۴۱-۲۴۳)

(۲۳) دیوبندیوں کا یہ قول کہ "محمد بن عبدالوہاب اور ان کے اتباع خارجیوں کا ایک فرقہ ہیں، ہم نے ان کی کتب مثلاً المهند، فیض الباری سنن نسائی پر شیخ محمد تھانوی کی تعلیق اور الشہاب الثاقب سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں، الدیوبندیہ، ۲۴۷۔۲۵۱)

(۲۴) دیوبندیوں کا عقیدہ کہ تقلید واجب ہے اور اس کا ترک الحاد وزندقہ تک پہنچا دیتا ہے، ہم نے ان کی کتابوں المهند علی المفند، الشہاب الثاقب اور تقریر ترمذی سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں، الدیوبندیہ ۳۶۱۔۲۶۳)

(۲۵) قرآن میں تحریف کرنا، دیوبندیوں کا یہ شنیع فعل ایضاح الأدلۃ (جو کہ شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی کی کتاب ہے) اور حاشیہ علی سنن ابی داؤد سے ثابت کیا ہے۔ (دیکھیں، الدیوبندیہ، ۲۶۵۔۲۷۰)

ان مثالوں کی روشنی میں ابن الحسن عباسی کے اس دعوے کو پرکھیں کہ "الدیوبندیہ" کے مؤلف نے دیوبندیوں کے عقائد کو "ارواح ثلاثہ" نامی کتاب سے ثابت کیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ دیوبندیوں کے عقائد جاننے کے لئے "ارواح ثلاثہ" سب سے بڑی کتاب ہے۔ ابن الحسن کے اس دعوے کے جھوٹے اور بے بنیاد ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔ (دیکھیں "کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ" ص: ۱۰)

جبکہ ہم نے ان کے تمام عقائدان کی کتب تفسیر شروحات احادیث، کتب فتاویٰ اور ان کے عقیدوں کی کتابوں سے نقل کئے ہیں۔ (وللہ الحمد)۔

ابن الحسن عباسی صاحب نے حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ وہ عقیدۂ کرامات اولیاء پر زیادہ بھروسہ کریں جبکہ ہم اس عقیدے کا انکار تو نہیں کرتے لیکن کرامات پر مکمل بھروسہ کر کے اس پر عقیدے کی بنیاد رکھنا، حدوں کو پھلانگنا اور اس بنیاد پر عقیدۂ توحید کو ترک کرنا جائز نہیں جانتے۔

ابن الحسن عباسی نے اپنے جن عقائد کا خود اعتراف کیا ہے

(۱) علماء دیوبند کے نزدیک نبی ﷺ اور نیک بزرگوں کا وسیلہ لینا جائز ہے جبکہ سلفی علماء کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۲) نبی ﷺ کی قبر کی طرف زیارت کی نیت سے سفر کرنا علمائے دیوبند کے نزدیک باعث اجر وثواب ہے جبکہ علامہ ابن تیمیہ اور ابن قیم صرف نبی کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کے جواز کے قائل نہیں ہیں۔

(۳) رسول اللہ ﷺ کے روضہ پر جا کر شفاعت کا سوال علماء دیوبند کے نزدیک جائز جبکہ سلفی علماء کے نزدیک ایسا کرنا شرک کی ایک قسم ہے۔

(۴) استغاثہ اور نداء لغیر اللہ کی بعض اقسام علماء دیوبند کے نزدیک جائز ہیں جبکہ علماء سلفیہ ان تمام انواع استغاثہ اور نداء لغیر اللہ سے بالکل منع کرتے ہیں۔

(۵) علماء دیوبند کے نزدیک بے نمازی کافر نہیں جبکہ علماء سلفیہ اسے کافر اور خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔

ابن الحسن عباسی کے ان چند اختلافات کے اعتراف کے باوجود وہ اسے معمولی اختلافات سمجھتے ہیں اور عقائد علماء دیوبند کے بارے یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ علماء حجاز ان عقائد کو درست جانتے ہیں۔(دیکھیں ''کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' ص:۱)

دراصل ''المہند علی المفند'' نامی کتاب جسے خلیل احمد سہارنپوری نے تصنیف کیا، اس کا موضوع عقائد علماء دیوبند کا دفاع کرنا ہے کہ ان پر بریلویوں کی طرف سے وہابی ہونے کے الزام کو دور کرنا ہے۔المہند میں علماء دیوبند کے عقائد اردو اور عربی زبان میں شائع کیے گئے ہیں۔اسی طرح اپنے مشائخ اور مفتیوں کے نام اور علماء حجاز کی طرف سے عقائد علماء دیوبند کے صحیح

ہونے کی تصدیقات شائع کی گئی ہیں اور عبدالشکور کی کتاب عقائد علماء دیوبند سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ دیوبندی علماء اب تک انہی عقائد پر عمل پیرا بھی ہیں اوران کا دفاع بھی کرتے ہیں۔نئی چھپنے والی کتابوں میں ان عقائد کا اختصار بھی شائع کرتے ہیں۔

ہم نے یہ بات پسند کی کہ علماء دیوبند کی کتاب المہند شائع کی جائے اوراس کے ساتھ علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے فتاویٰ جات بھی شائع کیے جائیں(تاکہ ان عقائد کی حقیقت واضح ہو جائے)۔لہٰذا ان فتاویٰ جات علماء اہل السنۃ کی روشنی میں ہم عقائد علماء دیوبند تمام علماء ومشائخ اور طلباء کرام کے سامنے رکھتے ہیں کہ وہ ان عقائد پر اپنی رائے ظاہر کریں کیا یہ عقائد اہل السنۃ والجماعۃ ہو سکتے ہیں یا ان عقائد کی کیا حیثیت ہے؟

اس کتاب کے نشر کرنے کا ایک مقصد اس الزام کو دور کرنا بھی ہے کہ ''الدیوبندیہ'' کے مؤلف نے دیوبندیوں پر زیادتی کی اوران پر ویسے ہی تہمتیں لگادی ہیں اوران کے مصادر اصلیہ کتب عقائد کی طرف رجوع نہیں کیا گیا۔

پھر اس کتاب کو ان علماء کرام ''جو دیوبندیوں کے عقائد سے مکمل آگاہی نہیں رکھتے'' کے سامنے پیش کرنا مقصود ہے تاکہ وہ یہ فیصلہ کرسکیں کہ آیا یہ عقائد درست ہیں یا نہیں؟

اوران عقائد کے ماننے والے اہل السنۃ والجماعۃ میں شامل ہیں یا نہیں؟ یا ان عقائد کے ماننے والوں کو گمراہ سمجھا جائے گا اور ایسے لوگوں کو ایسے عقائد سے توبہ اور عقائد اہل السنۃ کی طرف لوٹنا ضروری سمجھا جائے گا یا نہیں؟
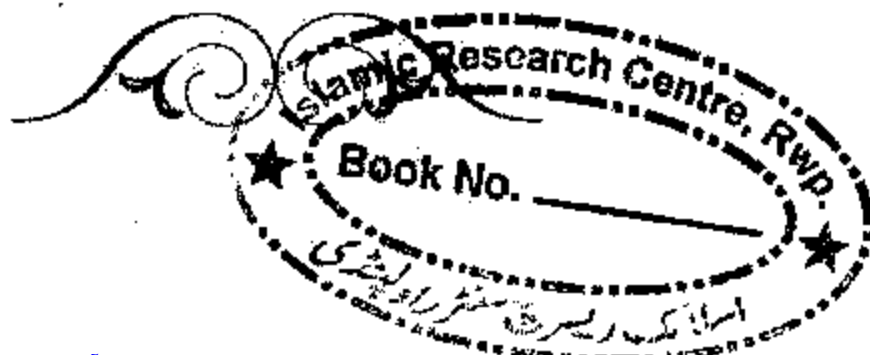
☆عملی فی الکتاب☆

(۱) اس کتاب پر میری تحقیق اس فرقۂ دیوبندیہ کے مراجع الاصلیہ سے ان کے عقائد کا اثبات کرنا، اس میں ذکر کردہ شخصیات کا تعارف اس فرقے کی تاریخ کی کتابوں سے کرنا اور ضرورت کے مطابق اس میں درج آیات واحادیث کی تخریج کرنا۔

کتاب کی تحقیق کرتے ہوئے میرے پیش نظر اس کتاب کے دو نسخہ جات میں سے

پہلا نسخہ: ادارۂ اسلامیات، ۱۹۰، انارکلی لاہور سن ۱۹۸۴ء کا چھپا ہوا ہے جسے اشرف برادران نے شائع کرایا ہے۔

دوسرا نسخہ: دارالاشاعت اُردو بازار کراچی سے محمد رضی عثمانی نے شائع کرایا ہے۔

(۲) میں نے اس کتاب میں دیوبندیوں کے عقائد پر تعلیقات لکھیں ہیں اور علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے فتووں کو ان عقائد کی تردید میں پیش کیا گیا ہے اسی طرح فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والأفتاء بالمملكة العربية السعودية سے فتاویٰ جات نقل کیے گئے ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے اور اسی پر موت آنے تک جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

الدکتور سید طالب الرحمٰن ۔ پروفیسر زرعی بارانی یونیورسٹی (قسم الشریعۃ) راولپنڈی پاکستان۔
مدیر المعھد الاسلامی، اسلام آباد۔ موبائل ۰۰۹۲-۳۲۱۵۰۰۳۴۹۹۔

المہند علی المفند کی وجہ تالیف

مولانا نجیب احمد دیوبندی (رفیق دارالتصنیف دارالعلوم کراچی) حسین احمد مدنی کی کتاب ''الشہاب الثاقب'' کے مقدمہ، متن اور خلاصہ کتاب میں ''المہند علی المفند'' لکھنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فطرت کی ستم ظریفی کہ حجاز مقدس میں قدم رکھتے ہی خان صاحب کو بعض ناخوشگوار حالات سے دوچار ہونا پڑا اور پھر علمائے حرمین سے جس طرح تصدیقات حاصل کی گئیں اس کہانی میں ہر معقولیت پسند ذہن کے لئے عبرت کے سامان موجود ہیں۔''

(اور یہ بات جان لینی چاہیے کہ شیخ حسین احمد مدنی اس وقت مدینہ منورہ میں عرصہ دراز سے سکونت پذیر تھے چنانچہ شیخ مذکوران واقعات کے چشم دید گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔)

''احمد رضا خان کا حجاز مقدس پہنچنا اور گرفتار ہونا''

۱۳۲۳ ہجری بمطابق ۱۹۰۵ء کے ایام حج میں ہندوستان سے دو بڑے دینی رہنما خلیل احمد سہارنپوری اور احمد رضا خان بریلوی دیگر حجاج کرام کے ساتھ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے حجاز مقدس پہنچے۔ احمد رضا خان مکہ مکرمہ پہنچے ہی تھے کہ کچھ دنوں بعد شیخ محمد معصوم نقشبندی رامپوری مرحوم (جو کہ اس وقت شریف مکہ کے مشیر تھے) کے پاس ایک طویل محضرنامہ ہندوستان سے پہنچا جس پر ہند کے بے شمار بڑے بڑے لوگوں کے دستخط اور مہروں کے ساتھ یہ درج تھا کہ فلاں بن فلاں نامی شخص جو فلاں شہر کا رہنے والا ہے حجاز میں آ پہنچا ہے وہ سخت بدعتی اور خواہش نفسانی میں مبتلا شخص ہے، تمام مسلمانوں اور خصوصاً علماء کرام اور بزرگان دین کو فاسق و گمراہ کہتا پھر رہا ہے اور لوگوں کے دلوں میں علماء کرام کی نفرت پیدا کرنے کے لئے اس نے سینکڑوں کتابیں اب تک لکھ رکھی ہیں جن میں علماء کی تکفیر اور ان پر سب و شتم کیا گیا ہے وہ لوگوں کے

درمیان گمراہ کن عقائد پھیلا کر ہر گھر میں فساد اور جنگ وجدال پیدا کر رہا ہے۔(مولانا حسین احمد مدنی کا نقش حیات:۱/۱۰۰ ملخصاً، الشہاب الثاقب:ص ۲۷)

اس محضر نامہ کا مقصد یہ تھا کہ اس شخص کو ہندوستان میں انگریز حکومت تحفظ فراہم کرتی ہے جس کی وجہ سے ہندوستان میں عدالت سے اس کے خلاف کوئی کاروائی عمل میں نہیں آسکتی البتہ عرب میں مسلمانوں کی حکومت ہے اور وہ مسلمانوں اور علمائے اسلام کے ایسے بدخواہ کو قرار واقعی سزا دے سکتی ہے۔

جب یہ رسالہ شیخ آفندی عبدالقادر شیبی نے دیکھا جو کہ خانہ کعبہ کے کنجی بردار تھے، غصے سے کانپ اٹھے اور یہ کہنے لگے: ''کہ علماء کرام کا دشمن اور بلادِ عرب میں آزادانہ پھرے، اسے کوئی سزا یا قید نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے؟'' چنانچہ یہ رسالہ وہ خود لے کر شریف مکہ کے پاس پہنچے، اس رسالہ کو دیکھ کر شریف مکہ سخت غضبناک ہوئے اور احمد رضا خان کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ شیخ شیبی بھی اس معاملہ میں بہت متشدد تھے اور اپنے امیر کے شریک رائے تھے جبکہ شیخ محمد معصوم اور شیخ منور علی جو کہ شریف مکہ کے مشیر تھے، ان دونوں عالموں نے شیخ شیبی کو سمجھایا کہ اس مسئلہ میں تشدد نہ برتا جائے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو تمام علماء ہند کی اس میں توہین ہوگی اور دنیائے اسلام میں علماء کے دشمن اور فاسد عقائد کے حامل اس شخص کی اصل حقیقت نہ پہنچ سکے گی بلکہ محض یہ بات پہنچے گی کہ ایک ہندوستانی عالم کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور یہ چیز لوگوں کی نظروں میں حرم مکہ میں مقیم ہندوستانی باشندوں تذلیل وتوہین کا باعث ہوگی۔

چنانچہ ان دونوں حضرات نے ان کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ اس شخص سے اس کے عقائد وخیالات کے بارے دریافت کر لیا جائے شائد اس نے اپنے پہلے عقائد وخیالات سے توبہ کر لی ہو۔ شیبی صاحبؒ نے اس تجویز کو مان لیا اور شریف صاحب پر بھی زور دے کر ان کو اس

بات پر آمادہ کر لیا۔ (الشہاب الثاقب، ص ۲۷، ۲۸ ملخصاً، عقائد علماء دیوبند اور حسام الحرمین: ص ۳۶)

چنانچہ تجویز کے متعلق یہ سوال پیدا ہوا کہ اس تحقیق و تفتیش کا مدار کن کتابوں کو بنایا جائے کیونکہ احمد رضا خان کے افکار و عقائد کی جانچ پڑتال اور معرفت کے لئے مکہ مکرمہ میں کوئی ایسی کتاب نہ تھی جس سے ان کے عقائد معلوم ہو سکتے البتہ وہاں ایک کتاب (کسی رامپوری بزرگ کی لکھی ہوئی) پر احمد رضا خان کی تقریظ موجود تھی چنانچہ اسی تقریظ کو بنیاد بنا کر مندرجہ ذیل تین سوالات احمد رضا خان کے سامنے رکھے گئے۔ آپ نے یہ لکھا ہے:۔

(۱) کہ نبی ﷺ کو ازل سے ابد تک کی جملہ چیزیں معلوم ہیں۔

(۲) نبی ﷺ سے اس کائنات کی ذرہ برابر چیز بھی پوشیدہ نہیں تھی۔

(۳) آپ نے تقریظ کے آخر میں یہ الفاظ لکھے ہیں "و صلی اللہ علی من ھو الاول والاخر والظاھر والباطن"

پھر احمد رضا کو یہ حکم دیا گیا کہ ان تینوں سوالات کے جوابات فوراً لکھو اور اپنا عقیدہ بیان کرو، اس وقت تک تمہیں سفر کی اجازت نہ ہوگی جب تک کہ ان سوالوں کے جواب نہ دو گے۔

اب حضرت صاحب کے لئے "پائے ماندن نہ جائے رفتن" کے مصداق گلوخلاصی کی کوئی صورت نہ رہ گئی نہ اپنے عقائد و خیالات سے دستبرداری گوارا تھی کہ آخر ہندوستان اپنے مریدوں کے پاس واپس کس منہ سے تشریف لے جائیں گے؟ نہ ان عقائد سے انکار ممکن تھا کیونکہ اس تقریظ کے خاتمے پر خان صاحب کی مہر اور دستخط بھی تھے۔ آخر خلاصی کی ایک صورت نکل آئی اور وہ یوں کہ تقریظ میں مندرج الفاظ کی تعبیرات ہی کو بدل دیا۔ چنانچہ ان سوالوں کے جوابات انہوں نے یوں لکھے:

(۱) پہلے سوال کا جواب:

میری مراد کلمہ ازل سے وہ نہ تھی جو کتب دینیہ اور کتب علم الکلام میں درج ہے بلکہ میری مراد ازل سے ابتداء دنیا اور کلمہ "ابد" سے انتہاء دنیا ہے۔

(۲) دوسرے سوال کا جواب:

میں نے اپنے کلام میں ہرگز "مثقال ذرّۃ" نہیں کہا۔ میری عبارتوں میں "ذرہ برابر" کا لفظ ہے جس کا عربی ترجمہ "مثقال ذرّۃ" کرنا درست نہیں۔

(۳) تیسرے سوال کا جواب:

میری کتاب میں یہ الفاظ طباعت کی غلطی سے چھپ گئے ہیں اصل میں تو میں نے یہ الفاظ لکھے تھے کہ:

" و صلی اللہ علی من ھو مظھر الاول والآخر" یعنی نبی ﷺ اول وآخر نہیں بلکہ وہ مظہر اوّل وآخر ہیں یعنی اللہ وحدہ سبحانہ جو اول وآخر ہے کا مظہر ہیں۔ چنانچہ غلطی سے لفظ مظہر چھپنے سے رہ گیا۔

خان صاحب کے ان جوابات کو سن کر تمام علماء ان پر غضبناک ہوئے اور کہنے لگے کہ خان صاحب نے اپنی ذہانت اور حیلہ سازی کی بناء پر اپنے اصل معانی کو تحریف کر کے بدل دیا ہے جیسے انہوں نے چاہا اور جس وقت یہ جواب مجلسِ امیرِ شریفِ مکہ میں علماء کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا گیا تو سب علماء نے اس جواب کو دھوکہ اور فراڈ قرار دیا اور مفہوم وعبارات میں تبدیلی کی کوشش قرار دیا امیر شریف حسین بھی ان جوابات پر غضبناک ہوئے اور احمد رضا خان کو فوراً بلادِ حرمین حجاز سے نکال دینے کا حکم دیا۔

علماء دیوبند پر ایام ابتلاء میں کیے گئے افتراء

ایک طرف تو خان صاحب کے خلاف پوچھ گچھ کی یہ کاروائی ارض حرم ہو رہی تھی دوسری طرف انہوں نے اپنے اصلی مقصد کو بھی فراموش نہیں کیا تھا۔ خلیل احمد سہارنپوری ان دنوں مکہ مکرمہ میں ہی مقیم تھے۔ احمد رضا خان نے اپنے وکیل شیخ صالح کمال کے ذریعے یہ پیغام امیر شریف کو بھیجا کہ افسوس مجھ پر تو اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں اہل السنۃ کے خواص علماء میں سے ہوں جبکہ اس ملک میں ایک آدمی یہ دعوی کرنے والا موجود ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ جھوٹا اور شیطان کا علم رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر ہے مگر اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا جاتا۔

جس وقت مفتی صالح کمال نے احمد رضا خان کی یہ بات امیر شریف کی مجلس میں پہنچائی تو شیخ شعیب اور شیخ احمد فقیہ موجود تھے اسی طرح دیگر علماء اور ارا کین مجلس موجود تھے۔ سب نے احمد رضا کا یہ قول سن کر کہا کہ یہ محض بہتان اور افتراء ہے کیونکہ کوئی مسلمان کہلوانے والا شخص ایسی بات ہرگز نہیں کہہ سکتا۔

شیخ صالح کمال کو اس وقت احمد رضا خان کی وکالت پر ندامت و شرمندگی ہوئی۔

خلیل احمد سہارنپوری کا اظہار حقیقت

جب خلیل احمد سہارنپوری صاحب نے اس واقعے کے بارے میں سنا تو اپنے بعض احباب کے ہمراہ شیخ شعیب اور مفتی صالح کمال کے پاس گئے اور دوران ملاقات ان سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک آدمی نے امیر شریف کے پاس کسی شخص کے اللہ اور اس کے رسول کے بارے میں بہت غلط اور فاسد عقیدے کی شکایت کی ہے۔ جب ان دونوں شیوخ نے اس کا اعتراف کر لیا تو شیخ خلیل احمد نے کہا: ''جس کے بارے میں یہ بہتان لگائے گئے ہیں وہ میں

ہوں اور ان الزامات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ میں نئے اہل السنۃ کے عقیدہ ”جواز خلف وعد و وعید کے امتناع بالغیر“ اور نبی ﷺ کے علم غیب کلی کے انکار کا میں قائل ہوں اور اس کا برملا اظہار کرتا ہوں۔“

شیخ خلیل احمد نے ان دونوں مسئلوں پر ان دونوں حضرات سے تفصیل سے گفتگو کی اور ان دونوں علماء نے اس پر تائید کرتے ہوئے انہیں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ قرار دیا اور کئی آیات واحادیث نبویہ ﷺ اس تائید میں پیش کیں۔

یہ مجلس طویل گفتگو کے بعد ختم ہوگئی۔ شیخ خلیل احمد سہارنپوری اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف سفر کر گئے البتہ احمد رضا خان کے لئے سفر کرنے کی پابندی تھی۔ (الشہاب الثاقب: ص ۳۱، ۳۲ ملخصاً)

رسالہ حسام الحرمین کی تالیف

مکہ مکرمہ میں اقامت کے دوران احمد رضا صاحب نے اکابر علماء دیوبند کی کتب میں سے بعض عبارتوں میں قطع وبرید کر کے اپنی طرف سے کچھ ایسی عبارتیں ترتیب دیں جن سے کفرو شرک واضح طور پر عیاں ہوتا تھا، جس میں:

(۱) علماء دیوبند کو وہابی ظاہر کیا ہے۔ (حسام الحرمین ص: ۱۱۔۲۸)

(۲) دوسرا مکر و فریب یہ کیا کہ احمد رضا خان نے اپنی کتاب کی ابتداء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مہدی ہونے اور نبی ہونے کے دعوے ذکر کیے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تفصیلی ذکر کیا جس سے ہر مسلمان کا جذباتی ہونا یقینی بات ہے۔ پھر اس کے ساتھ ہی متصل علماء دیوبند کا تذکرہ اس ایہام کو پختہ بنیاد فراہم کر دیتا ہے کہ یقیناً موخر الذکر حضرات اول الذکر ہی کے ساتھ قوی تعلق رکھتے ہیں پھر مختلف

طریقوں سے اس تعلق کا بار بار تذکرہ اس بات کو اور بھی پکا کر دیتا ہے۔ (حسام الحرمین، ص: ۱۱۔۱۲)

(۳) احمد رضا خان نے شیخ قاسم نانوتویؒ پر یہ بہتان باندھا کہ وہ نبی کی خاتمیت زمانی یعنی نبی آخر الزماں ہونے کے منکر ہیں۔ اور اس مقصد کے لیے ان کی شہرہ آفاق کتاب "تحذیر الناس" کی تین الگ الگ صفحات کی عبارات کو سیاق وسباق سے نکال کر ان میں تقدیم وتاخیر کر کے پہلے اپنی ایک عبارت ترتیب دی، پھر اس کے عربی ترجمہ میں انتہائی علمی بددیانتی کا مظاہرہ کر کے اس کو ایسے معنی پہنائے جن کے کفریہ کلمات ہونے میں کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی ذرہ برابر شک نہیں ہو سکتا۔ اور یہ سب خان صاحب کی طبع زاد جدت طرازی کا کرشمہ تھا۔ (حسام الحرمین، ص ۱۹۔۲۰)

(۴) اسی طرح احمد رضا خان نے رشید احمد گنگوہی کے بارے میں ایک مَن گھڑت فتویٰ منسوب کیا جس میں آپ کی طرف اس تحریر کی نسبت کی گئی کہ اگر کوئی اللہ کی نسبت یہ کہتا اور اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے تو اسے کافر مت سمجھو۔ (حسام الحرمین ۲۱۔۲۲)

(۵) اسی طرح خلیل احمد سہارنپوری کی کتاب "براہین قاطعہ" کی ایک عبارت کا سیاق وسباق سے علیحدہ کر کے اپنے الفاظ میں ایسا مختصر مطلب نکالا جو سراسر کفر کے معنی پر دلالت کر رہا ہے۔ وہ یوں کہ موصوف اپنی کتاب "براہین قاطعہ" میں (معاذ اللہ) شیطان کے علم کو نبی ﷺ کے علم سے زائد کہتے ہیں اور شیطان کو نبی ﷺ سے بڑا عالم قرار دیتے ہیں۔ (حسام الحرمین، ص: ۲۱۔۲۲)

(۶) اسی طرح اشرف علی تھانوی صاحب کے رسالہ "حفظ الایمان" کی عبارت

کو قطع برید کے بعد یہ معنی پہنائے کہ (معاذ اللہ) نبی ﷺ کا علم زید و عمر بلکہ چوپایوں کے علم جیسا ہے۔ (حسام الحرمین، ص: ۲۷۔۲۸)

اکابر علماء دیوبند کی تحریروں کو یوں من مانے معنی والفاظ پہنا کر اور عبارات میں قطع و برید اور تقدیم وتاخیر کر کے ان کو حتی الامکان بھیانک بنا کر ایک رسالہ بنام "المعتمد المستند" کے خوبصورت نام کے ساتھ علماء مکۃ المکرمۃ کے سامنے پیش کیا اور بعض علماء حرمین سے اس پر تصدیقات بھی حاصل کیں۔ (حسام الحرمین ۲۴۔۳۱)

شیخ منظور (نعمانی دیوبندی) نے اپنی کتاب "المناظرہ الفاصلۃ" میں احمد رضا خان کے "حسام الحرمین" میں علماء دیوبند پر لگائے گئے بہتان ذکر کیے ہیں۔

(۱) محمد قاسم نانوتوی[1] پر منکر نبوت کا بہتان لگایا۔

احمد رضا خان نے "حسام الحرمین" ص ۱۲۔۱۳ پر جہاں سے اکابر علماء اہل سنت کی تکفیر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، دار العلوم دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی کے بارے میں لکھا:

قاسم نانوتوی، صاحب "تحذیر الناس" نے اپنے اس رسالے میں لکھا کہ بالفرض نبی ﷺ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کا ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم

---

(۱) اکبر شاہ لکھتے ہیں: حجۃ الاسلام محمد قاسم نانوتوی کی پیدائش نانوتہ (سہارنپور) میں ہوئی جو کہ دیوبند شہر سے ۱۲ میل میں مغرب کی طرف واقع ہے ابتدائی تعلیم مدرسہ دیوبند سے حاصل کی پھر فارسی وعربی سیکھی اور شیخ الہند محمود الحسن، احمد حسن امروہی، حکیم محمد صدیق مراد آبادی، فیض الحسن گنگوہی وغیرہم سے درس حدیث مکمل کیا اسی دوران شیخ الحاج امداد اللہ مہاجر مکی کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کا خلیفہ بن کر سلوک وتصوف کی منازل طے کیں۔ ان کی تالیفات میں "تحذیر الناس"، "آب حیات"، "حجۃ الاسلام"، "بوصلۃ القبلۃ" مشہور علمی کتب ہیں۔ ۱۲۹۷ھ کو وفات پائی۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۳۱)

پر روشن ہے کہ تقدم یا تأخر زمانہ میں بالذات کوئی فضیلت نہیں. الخ، حالانکہ فتاویٰ تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرھما میں تصریح فرمائی کہ اگر کوئی نبی ﷺ کو سب سے پچھلا نبی نہیں جانتا تو وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ حضور اقدس ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریات دین سے ہے۔ (المناظرة الفاصلة، ص: ۹۶)

(۲) اسی طرح رشید احمد گنگوھی [۲] پر اللہ تعالیٰ کے بارے میں امکان کذب کے ممکن ہونے کے بہتان لگایا اور اس کے خلاف دلائل دیئے۔ احمد رضا خانؔ نے حسام الحرمین ص ۱۳ پر شیخ گنگوھی کے بارے میں لکھا: ''پھر تو ظلم وگمراہی میں اس کا حال یہاں تک بڑھا حتیٰ کہ ایک فتویٰ لکھا اور اس پر اپنی مہر لگائی، دستخط کئے جسے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور بمبئی میں کئی مرتبہ اپنے ردود سمیت شائع کیا جا چکا ہے، صاف لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کو بالفعل

شیخ الاسلام العلامۃ المحدث رشید احمد بن ہدایت احمد بن پیر بخش بن غلام حسن بن غلام علی بن علی اکبر بن قاضی محمد اسلم انصاری حنفی رامپوری ثم الگنگوھی علماء محققین اور فضلاء مدققین میں سے ایک تھے، ان کے زمانے میں صدق وپاکیزگی توکل وتفقہ دین پر سختی سے کاربند رہنے والا اور دین کی خاطر سختیاں برداشت کرنے والا ان کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ قاضی احمد الدین جہلمی سے عربی کی تعلیم حاصل کی پھر شیخ مملوک علی نانوتوی سے درسی کتب پڑھیں کچھ کتب صدر الدین دہلوی سے پڑھیں۔ حدیث وتفسیر کا زیادہ تر حصہ شیخ عبدالغنی سے اور کچھ حصہ احمد سعید بن ابی سعید العمری الدہلوی سے، حتیٰ کہ اپنے زمانے کے علم عقل ونقل میں لائق وفائق ویکتا ہوگئے۔ پھر امداد اللہ بن محمد امین العمری التھانوی سے علم طریقت اخذ کیا اور بڑی مدت تک ان سے وابستہ رہے۔ پھر گنگوہ میں مدرسہ قائم کیا، پھر رامپور سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کے خرچے پر حجاز کی طرف رخت سفر باندھا۔ دوسری دفعہ حجاز کی طرف ۱۲۹۴ ہجری میں صالحین کی جماعت کے ساتھ گئے جن میں قاسم نانوتوی، شیخ مظہر، شیخ یعقوب، شیخ رفیع الدین، شیخ محمود حسن الدیوبندی، مولانا احمد حسن کانپوری بھی شامل تھے۔ پھر مدینہ منورہ جاکر شیوخ سے ملاقات کی اور ہندوستان لوٹ گئے اور پھر گھر بیٹھ رہے صرف ایک یا دو مرتبہ دار العلوم دیوبند کے معاملات دیکھنے کے لیے گئے۔

آپ آیت باہرۃ اور تقویٰ میں نعمت ظاہرۃ تھے۔ ان پر علم وعمل اور مریدوں کی تربیت ختم تھی۔ تزکیۃ النفوس میں کامل تھے۔ ان کے بڑے خلفاء میں خلیل احمد سہارنپوری، محمود حسن دیوبندی، عبدالرحیم رائے پوری اور حسین احمد فیض آبادی نمایاں ہیں۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا ہے اور اس بڑی بات کا مرتکب ہو تب بھی اسے فاسق نہ سمجھو چہ جائیکہ گمراہ و کافر جانو کیونکہ بڑی تعداد میں آئمہ ایسے قول کے قائل کے بارے میں مخطی فی التاویل کا فتویٰ دیتے رہے ہیں..... یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے بہرہ اور اندھا کردیا۔" ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم. (المناظرة الفاطه: ۱۱٦)

(۳) خلیل احمد سہارنپوری [1] پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کا بہتان لگایا چنانچہ احمد رضا خان نے اپنی کتاب "حسام الحرمین" کے صفحہ ۱۵ پر ان کے بارے میں لکھا: "یہ دیوبندی آفاق ابلیس لعین کے پیروکار اور یہ بھی اسی تکذیب خدا کرنے والے گنگوہی کے دُم چھلے ہیں کیونکہ اس نے اپنی کتاب "براہین قاطعہ" میں تصریح کی ہے اور خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتی مگر ان چیزوں کو جن کے جوڑنے کا اللہ عزوجل نے حکم فرمایا ہے، کیونکہ ان کا پیر شیطان نبی ﷺ سے زیادہ علم والا ہے اور اس کا برا قول خود اس کے بدالفاظ میں صفحہ ۴۷ پر ہے۔" (المناظرة الفاصلة: ۱۲۷)

(گزشتہ سے پیوستہ)...ان کے مشہور شاگردوں میں محمد یحییٰ کاندھلوی، ماجد علی مانوی، حسین علی وانی و دیگر شامل ہیں۔ ان کی تصانیف قلیل ہیں جن میں تصفیۃ القلوب، امداد السلوک، ہدایۃ الشیعۃ، زبدۃ المناسک، ہدایۃ المعتدی، سبیل الرشاد اور براہین قاطعہ نمایاں حیثیت کی حامل ہیں۔ (نزھۃ الخواطر ۱۴۸/۸)

اکبر شاہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ تصوف کے طریقے پر بیعت لینے کے بعد انہیں گنگوہ سفر کی اجازت ملی، وہاں عبدالقدوس گنگوہی کے نام پر ایک خانقاہ روحانی اصلاح کے لئے قائم کی جو کہ تین صدیوں سے غیر آباد ومنہدم تھی وہاں وہ صبح وشام عبادت میں معروف رہتے تھے۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۲۹)

(۱) شیخ عالم فقیہ خلیل احمد بن مجید علی بن احمد علی بن قطب علی بن غلام محمد الانصاری الحنفی الانبیٹھوی صالحین میں سے تھے اور کبار فقہا ومحدثین میں سے تھے۔ ۱۲۶۹ھ کو صفر کے آخری ایام میں نانوتہ کے قریب انبیٹھہ نامی علاقے میں پیدا ہوئے۔ اپنے ماموں یعقوب بن مملوک علی نانوتوی سے اخذ علم کیا پھر شیخ مظہر نانوتوی اور دیگر دیوبند مدرسہ کے اساتذہ سے سہارن پور کے مدرسہ مظاہر العلوم سے تعلیم حاصل کی حتی کہ دارالعلوم دیوبند میں استاد مقرر کیے گئے پھر سہارنپور کے مدرسہ میں تعینات ہوئے اور تدریس کے شعبہ کے رئیس مقرر کیے گئے۔ ان کے دور میں مدرسہ کی شہرت چار دانگ پھیل گئی اور علوم دینیہ اور مقام علمیہ اور دنیا بھر کے

یعنی یہ علم کی وسعت شیطان اور ملک الموت کے لئے نص سے ثابت ہے تو کون سی نص قطعی ایسی ہے جو علم رسول ﷺ کی وسعت پر دلیل ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے اور اس سے قبل لکھا جا چکا ہے کہ یہ ایسا شرک ہے جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔ پھر "براہین قاطعہ" کے مؤلف کو صلواتیں سنا کر چند سطروں بعد لکھا:

طالب علموں کا مرجع ٹھہرا۔ حتی کہ ۱۳۴۴ھ میں حرمین شریفین کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس نہ لوٹے۔ تحصیل علم کے بعد شیخ رشید احمد گنگوہی سے بیعت کی، ۱۲۹۷ھ میں زیارت وحج بیت اللہ سے مشرف ہوئے۔ مکہ میں شیخ اجل الحاج امداد اللہ مہاجر مکی سے ملاقات کی اور انھوں نے خلیل احمد سہارنپوری کی خصوصی توجہ وعنایت کے ذریعے تربیت فرمائی اور سلسلہ ہائے طریقت کی اجازت مرحمت فرمائی اور پھر وہ ہندوستان لوٹے۔ ہندوستان میں رشید احمد گنگوہی نے انہیں طرق تصوف کی اجازت بعنایت خاص عطا فرمائی اور خلیل احمد نے ان سے بہت عظیم نفع حاصل کیے حتی کہ ان کے خاص شاگرد اور سب سے بڑے خلیفہ قرار پائے اور ان کے علوم وبرکات کو پانے والوں میں نمایاں ٹھہرے۔ اسی طرح ان کے طریقے اور دعوت کو پھیلانے میں امتیازی مقام حاصل کیا۔ بڑے اتقان وتدبر سے درس حدیث سے مستفیض ہوئے اور حدیث کی سند کی تحصیل اور اجازت بڑے علماء ومسندین مثلاً شیخ مظہر نانوتوی، عبدالقیوم برھانوی، شیخ احمد دحلان مفتی الشافعیہ، شیخ عبدالغنی بن ابی سعید المجددی اور سید احمد برزنجی سے حاصل کی۔

شیخ خلیل احمد انبیٹھوی کو حدیث وفقہ میں ملکہ حاصل تھا اور جدل واختلاف میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ علوم دینیہ میں بہت راسخ تھے، معرفت ویقین میں بڑے راسخ القدم تھے۔ طلباء کی رشد وہدایت میں کوشاں رہتے اور انہیں رشد وسلوک کی منازل پر چلنے کی دلالت بہم پہنچاتے۔ تصوف کی دقیقہ فہمی غوطہ زنی درغوائل نفوس سے بڑی قوی نسبت رکھتے تھے اور الہامات و افاضات میں الٰہی جذبہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر بڑی خلقت کو نفع عطا فرمایا اور ان کے ہاتھ پر بڑی تعداد میں اہل علم ومشائخ ہوئے۔ ان کی تربیت پر ایک جماعت نے رشد وہدایت کاملہ پائی اور ہند میں ان کے ہاتھ پر بڑی کثرت سے خیر اور علوم دینیہ پھیلے۔ عقائد کی تصحیح ہوئی۔ نفوس کی تربیت اور اصلاح کی دعوت پھیلی۔ ان کے ہونہار شاگردوں میں مصلح الکبیر العالم و محدث جلیل شیخ محمد الیاس بن اسماعیل الکاندھلوی دہلوی مشہور زمانہ تبلیغی جماعت کے مؤسس اور شیخ محمد زکریا بن یحییٰ کاندھلوی سہارنپوری صاحب "اوجز المسالک" و "لامع الدراری" اور بہت سی مقبول تالیفات کرنے والے اور علامہ عاشق الٰہی میرٹھی وغیرہ شامل ہیں۔ خلیل احمد کی کتب میں "المہند علی المفند" اور "اتمام النعم علی تبویب الحکم" اور "مطرقۃ الکرامۃ علی مرآۃ الامامۃ" "ھدایات الرشید الی افحام العنید" مؤخر الذکر دونوں کتابیں شیعہ امامیہ کے رد میں لکھی گئیں ہیں اور سنن ابوداؤد کی شرح "بذل المجہود" ہیں۔ (نزہۃ الخواطر ۸/۱۳۳-۱۳۶)

''نسیم الریاض'' نامی کتاب میں جو لکھا گیا جیسا کہ اس کا نص اصل کتاب میں، پیچھے گزرا کہ جو کسی کا علم نبی ﷺ کے علم سے زیادہ بتائے، تو اس نے آپ ﷺ کی تنقیص کی اور عیب لگایا تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس پر وہی حکم مترتب ہوتا ہے جو گالی دینے والے کے لئے ہے۔ بلاکسی استثناء وتفریق کے اوران تمام احکام پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر اب تک برابر اجماع چلا آرہا ہے اور پھر میں کہتا ہوں:

اللہ تعالیٰ کی لگائی مہر کے آثار دیکھو کہ کیسے بینا اندھا ہو گیا اور کیسے ہدایت کے بدلے گمراہی کو اختیار کیا اور زمین کے علم کا احاطہ ابلیس کے لئے تو مان لیا مگر جب محمد ﷺ کا ذکر آیا تو کہنے لگا یہ شرک ہے۔ شرک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کیا جائے۔ تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لئے ثابت کرنا شرک ہو تب تو تمام جہان میں جس کے لئے ثابت کی جائے تو وہ قطعی طور پر شرک ہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ تو دیکھو ابلیس لعین کے اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے۔ شرکت تو محمد ﷺ سے منفی ہے پھر غضب الٰہی کا گھٹا ٹوپ اس کی آنکھوں پر دیکھو کہ محمد ﷺ کے لئے تو اثبات علم پر نص طلب کرتا ہے اور نص پر بھی راضی نہیں جب تک قطعی نص نہ ہو۔ لیکن جب آپ ﷺ کے علم کی نفی پر آیا تو خود اسی بحث میں صفحہ (۴۶) پر اس ذلت دینے والے کفر سے پہلے ایک ایسی باطل حدیث کو پیش کرتا ہے جس کی دین میں بالکل اصل نہیں اور ان کی طرف اس کی نسبت کر رہا ہے جنہوں نے

محمد اکبر شاہ نے ان کے متعلق فرمایا:

جب خلیل احمد سہارنپوری بیعت کے لئے رشید احمد گنگوہی صاحب کے پاس گئے تو انہوں نے ان سے کہا کہ آپ صرف شیخ ہی نہیں بلکہ قطب بھی ہیں آپ کو مرید ہونے کی کیا حاجت؟ تو جواباً خلیل احمد نے فرمایا کہ شیخ وقطب ہونا تو دور کی بات میں تو اس روحانی خانقاہ کے کتوں کے برابر بھی نہیں۔ مجھے مرید ہونے کی صرف حاجت نہیں بلکہ شدید احتیاج ہے۔ آپ مجھے قبول کر لیں یا اپنے در سے دھتکار دیں، دونوں صورتوں میں میں آپ کا بندہ غلام اور خادم ہوں۔ (اکابر علماء دیوبند: ۴۸)

اس کو روایت نہ کیا بلکہ اس کا صاف رد کیا کہ کہتا ہے شیخ عبدالحق قدس سرہ نے نبی ﷺ سے یہ روایت کی ہے کہ:

[لا اعلم ما وراء الجدار] ترجمہ: ''میں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں رکھتا ہوں''

جبکہ شیخ عبدالحق نے مدارج النبوۃ میں فرمایا کہ:

یہاں یہ اشکال پیش کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تو ایک بندہ ہوں اور اس دیوار کے پیچھے کا علم نہیں رکھتا ہوں۔'' تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت درست ہے اور نہ ہی اس کی کوئی اصل ہے پس ذرا دیکھو کہ کیسے (لا تقربوا الصلاۃ) سے دلیل لے رہا ہے اور (و أنتم سکاری) کو چھوڑ دیا ہے۔(المناظرۃ الفاصلۃ، ص: ۱۳۰)

(۴) اشرف علی تھانوی پر بھی نبی ﷺ کی شان میں اہانت کا بہتان لگاتے ہوئے احمد رضا خان بریلوی نے اپنی کتاب ''حسام الحرمین'' کے صفحہ ۲۰۔۲۱ پر لکھا:

اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور گنگوہی کا چیلہ جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں اس نے تقریباً چار صفحات پر مشتمل ایک چھوٹا رسالہ لکھا اور اس میں نبی ﷺ کو حاصل علم غیب کو چھوٹے بچے مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم (چوپایوں) کے علم کے مثل قرار دیا یہ اس معلون کے الفاظ ہیں:

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا علم تو ہر زید وعمرو بلکہ صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو حاصل ہے اور اگر علم غیب سے مراد تمام علوم غیب ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اسکا

بطلان دلیل عقلی ونقلی سے ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کا اثر دیکھو یہ شخص کیسی برابری کررہا ہے نبی ﷺ چنیں وچناں ہیں۔(المناظرة الفاصلة: ۱۸۲)

شیخ نجیب احمد دیوبندی نے ''المهند على المفند'' کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

علماء حرمین شریفین نے ۲۶ سوالات توضیح عقائد کے لئے دیوبند روانہ کئے تاکہ ان کے عقائد کی معرفت وتحقیق ہوجائے جس کا جواب خلیل احمد سہارنپوری نے علماء دیوبند کی طرف سے بطور نمائندے اور ترجمان لکھا اور اس پر تمام اکابر علماء دیوبند کی مہریں اور دستخط بھی ثبت کردیے۔ اور جب یہ جواب مع تصدیقات علماء حرمین کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کی مکمل تائید کی اور دیوبندیوں کے عقائد کو اہل السنۃ کے عقائد کے مطابق قرار دیا اور ان کے مخالف عقائد کے حاملین کو اہل السنۃ سے خارج قرار دیا اور علماء حرمین نے اس مجموعۂ رووو پر اپنی تصدیقات وتقریظات رقم فرمائیں۔ (المناظرة الفاصلة، ص: ۵۹)

اب ہم آپ کے سامنے یہ کتاب ''المهند على المفند'' پیش کررہے ہیں اور فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں کہ کیا اس کتاب میں مذکور عقائد ''اهل السنة والجماعة'' کے عقائد کے مطابق ہیں یا نہیں؟

اَلْمُهَنَّدُ عَلَی الْمُفَنَّدُ

یعنی

''عقائد علماء اہلسنت دیوبند''

تألیف

الشیخ خلیل احمد سہارنپوری الدیوبندی (ت۱۳۴٦ھ)

ویلیہ

عقائد اهل السنة والجماعة

للمفتی السید عبدالشکور ترمذی دیوبندی

مع

تصدیقات القدیمہ والجدیدة

جو اِن عقائد پر علماء دیوبند سے کرائی گئی ہیں

تحقیق وتعلیق

دکتور سید طالب الرحمٰن شاہ

اُستاذ زرعی بارانی یونیورسٹی (قسم الشریعة) راولپنڈی۔ پاکستان

ترجمہ وتعلیق

ابومحمد شیخ محمد امجد السندی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

اے علماء کرام اور سرداران عظام! تمہاری جانب چند لوگوں نے وہابی عقائد کی نسبت کی ہے اور چند اوراق اور رسالے ایسے لائے ہیں جن کا مطلب غیر زبان ہونے کی سبب ہم نہیں سمجھ سکے۔ اس لئے امید کرتے ہیں ہمیں حقیقت حال اور قول کے مراد سے مطلع کرو گے اور ہم تم سے چند امور ایسے دریافت کرتے ہیں جن میں وہابیہ کا اہل سنت والجماعت سے خلاف مشہور ہے۔

[پہلا اور دوسرا سوال]

(۱) کیا فرماتے ہو حضرات اس میں سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے تمہارے نزدیک اور تمہارے اکابر کے نزدیک ان دو باتوں میں کون سا امر پسندیدہ و افضل ہے کہ زیارت کرنے والا بوقت سفر زیارت خود آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے یا مسجد نبوی کی بھی حالانکہ وہابیہ کا قول ہے کہ مسافر مدینہ منورہ کو صرف مسجد نبوی کی نیت سے سفر کرنا چاہئے؟

[الجواب]

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اسی سے مدد اور توفیق درکار ہے اور اسی کے قبضہ میں تحقیق کی باگیں ہیں۔

حمد و صلاۃ و سلام کے بعد!

اس سے پہلے کہ ہم جواب شروع کریں جاننا چاہئے کہ ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری ساری جماعت بحمد اللہ فروعات میں مقلد ہیں مقتدائے خلق حضرت امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اور اصول و اعتقادات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام

ابو منصور ماتریدی (۱) رضی اللہ عنہما کے اور طریقہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلۂ عالیہ حضرات نقشبندیہ (۲) اور طریقہ زکیہ مشائخ چشت (۳) اور سلسلۂ بہیہ حضرات قادریہ (۴) اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ (۵) رضی اللہ عنہم کے ساتھ (۶)

---

(۱) اصل میں شافعی مقلدین اصول میں ابوالحسن اشعری کے پیروکار ہیں ابوالحسن اشعریؒ نے عقائد اہل السنۃ اپنا کر گمراہی کا راستہ ترک کر دیا تھا لیکن دیوبندی حنفی زیادہ تر صرف "ابو منصور ماتریدی" ہی کو اصول میں اپنا امام و مقتدیٰ مانتے ہیں جبکہ یہ نہایت فاسد عقائد کا مالک گمراہ انسان تھا۔ چنانچہ صاحب "الماتریدیۃ" شمس الدین افغانی فرماتے ہیں: ابو منصور کو ان کے پیروکار امام الھدیٰ اور علم الھدیٰ کا لقب دیتے ہیں۔ اسی طرح امام المتکلمین مصحح عقائد المسلمین قدوۃ اهل السنة و رافع اعلام السنة والجماعة وغیرہ کے القاب دیتے ہیں جیسا کہ اہل بدعت کا اپنے بزرگوں کے القابات میں یوں غلو کرنا ہمیشہ سے ان کی عادت رہی ہے جبکہ ابو منصور ماتریدی متکلم تھا اور اللہ کی صفات معطل کرنے میں اور تاویلات باطلہ کرنے میں امام سمجھا جاتا تھا، جس نے مسلمانوں کے عقائد برباد کر ڈالے جبکہ اس کے مقابلے میں آئمہ ہدیٰ صحابہؓ اور ان کے مثل احمد بن حنبلؒ جیسے لوگ تھے۔ (الماتریدیہ ۲۳۵، ابو محمد عفا اللہ عنہ)

(۲) خواجہ بہاؤ الدین بن محمد البخاری کی طرف نسبت مراد ہے۔ غالب حنفی صوفی اسی طریقہ سے وابستہ ہیں اور یہ طریقہ خرافات سے بھرپور ہے۔ نقشبندیت کی کئی شاخیں ہندوستان و خراسان میں پھیلی ہوئی ہیں۔

(۳) اس سلسلے کی نسبت معین الدین چشتی کی طرف ہے جن کی قبر کو ہندوستان کے شہر اجمیر میں پوجا جاتا ہے اور یہ خرافاتی سلسلہ ہندوستان و پاکستان میں پھیلا ہوا ہے۔

(۴) اس سلسلے کی نسبت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے جو کہ خود سلفی العقیدہ تھے لیکن اس سلسلے میں وابستہ لوگوں نے ان کی طرف کئی خرافات منسوب کر رکھی ہیں واللہ اعلم۔

(۵) اس سلسلے کی نسبت ابو حفص شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی کی طرف ہے۔ یہ تصوف کا سلسلہ بھی خرافات و بدعات سے بھرپور ہے (ان چاروں طرق صوفیہ کی مزید تفصیل جاننے کے لئے "الماتریدیۃ" شمس الدین سلفی افغانی رحمہ اللہ کی تالیف کا مطالعہ کریں۔ (۱/۵۱۷)

(۶) اس مسئلے پر علماء اہل السنۃ کی رائے: اہل السنۃ کے طرق صوفیہ کی طرف منسوب ہو کر اعمال صوفیہ میں مشتغل ہونے کے بارے میں موقف جاننے کے لئے "اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء" سعودی عرب کی دارالافتاء کمیٹی کے فتوے کو دیکھتے ہیں:

☆ السوال: کیا عبدالقادر جیلانی اور ابوالحسن شاذلی کی طرف منسوب سلسلوں سے وابستہ ہونا کسی کے لئے درست ہے اور کیا یہ طریقے سنت ہیں یا بدعت؟

☆ الجواب: امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور اصحاب سنن نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں بہت فصیح و بلیغ وعظ و نصیحت فرمائی

دوسری بات یہ ہے کہ ہم دین کے بارے میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جس پر کوئی دلیل نہ ہو قرآن مجید کی یا سنت کی، یا اجماع امت یا قول کسی امام کا، اور بایں ہمہ ہم دعویٰ نہیں

حتی کہ اس وعظ کو سن کر آنکھیں بھیگ گئیں اور دل ڈر گئے۔ ہم سمجھے کہ گویا یہ الوداعی وعظ ہے تو ہم نے آپؐ سے کہا آپ ہم سے کیا وعدہ لیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

او صیکم بتقوی الله والسمع والطاعة و ان تامر علیکم عبد حبشی، فانه من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیراً، فعلیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین المهدیین تمسکوا بها و عضوا علیها بالنواجذ وایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة. (ابوداؤد)

''میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور امیر کے حکم کو سننے اور اطاعت کرنے، چاہے وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا تو وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا چنانچہ تم پر میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے کہ انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو اور اپنی داڑھوں سے پکڑ لو اور خبردار دین میں نئے کاموں سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نیا کام بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت میں اختلاف اور مختلف طریقوں میں بٹ جانے کی پیشین گوئی فرمائی ہے جن میں بدعات و محدثات کی بھر مار ہوگی اور ساتھ ہی مسلمانوں کو کتاب و سنت سے تمسک اور مضبوطی سے داڑھوں سے تھامنے کا حکم دیا ہے۔ بدعات و محدثات اور تفرقہ و اختلاف سے ڈرایا ہے کیونکہ یہ گمراہی اور سبیل اللہ سے ہٹانے والے امور ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے لوگوں کو وہی وصیت فرمائی جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمائی۔ [واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا] یعنی ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے مل کر تھامے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا [و ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله ذلکم وصاکم به لعلکم تتقون]

''بے شک یہ میرا راستہ ہی صراط مستقیم ہے اس کی پیروی کرو، دیگر راستوں پر نہ چلو کہ تمہیں حق راستے سے یہ بھٹکا نہ دیں یہ تمہارے لئے وصیت ہے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ'' پس ہم آپ سب مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی وصیت کی طرح یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے منہج سے چمٹ جائیں اور ہم آپ سب مسلمانوں کو صوفیوں کے سلسلوں سے بچنے کی وصیت و نصیحت کرتے ہیں کیونکہ صوفیوں نے دین کے نام پر کئی بدعات اور اذکار بدعی و غیر شرعی اور مختلف غیر اللہ کے نام کی پکاریں جو شرک ہیں اپنے سلسلوں میں جمع کر رکھی ہیں اور ایسے اذکار جو مبہم ہوں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسماء میں جو شامل نہیں مثلاً کلمہ ''آہ'' یا ''ھو'' وغیرہ کا ورد اور ایسی ادعیۃ جو شرک کی طرف جانے کا وسیلہ ہیں یا اپنے پیروں کے وسیلہ باطلہ لینے اور انہیں دلوں میں چھپے حالات و احساسات تک جاننے والا سمجھتے ہیں اور اپنے حلقات میں ایک آواز سے بآواز بلند ذکر و اذکار یا دیگر ایسی محافل جن میں ساز و سُر کے ساتھ کتاب و سُنت سے غیر ثابت شدہ کلام پڑھتے ہیں جو شرکیات و خرافات پر مشتمل ہوتا ہے۔(فتاوی لجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء ج/۲ـص ۲۰۰، ۲۰۱)

کرتے کہ قلم کی غلطی یا زبان کی لغزش میں سہو وخطا سے مبرا ہیں پس اگر ہمیں ظاہر ہو جائے کہ فلاں قول میں ہم سے خطا ہوئی۔ عام ہے کہ اصول میں ہو یا فروع میں۔ اپنی غلطی سے رجوع کر لینے میں حیا ہم کو مانع نہیں ہوتی۔ اور ہم رجوع کا اعلان کر دیتے ہیں چنانچہ ہمارے آئمہ رضوان اللہ علیہم سے ان کے بہتیرے اقوال میں رجوع ثابت ہے حتی کہ امام حرم محترم امام شافعی رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ ایسا منقول نہیں جس میں دو قول جدید وقدیم نہ ہوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اکثر مسائل میں دوسروں کے قول کی جانب رجوع فرمایا چنانچہ حدیث کے تتبع کرنے والے پر ظاہر ہے کہ پس اگر کسی عالم کا دعویٰ ہے کہ ہم نے کسی حکم شرعی میں غلطی کی ہے سو اگر وہ مسئلہ اعتقادی ہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنا دعویٰ ثابت کرے، علماء کلام کی تصریح سے اور اگر مسئلہ فروعی ہے تو اپنی بنیاد کی تعمیر کرے آئمہ مذہب کے راجح قول پر جب ایسا کرے گا تو انشاء اللہ ہماری طرف سے خوبی ہی ظاہر ہوگی یعنی دل وزبان سے غلطی قبول کریں گے اور قلب واعضاء سے شکریہ ادا کریں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہندوستان میں لفظ "وہابی" کا استعمال اُس شخص کے لئے تھا جو آئمہ رضی اللہ عنہم کی تقلید چھوڑ بیٹھے پھر ایسی وسعت ہوئی کہ یہ لفظ ان پر بولا جانے لگا جو سنت محمدیہ پر عمل کریں اور بدعات سیئہ ورسوم قبیحہ کو چھوڑ دیں۔ یہاں تک ہوا کہ بمبئی اور اس کے نواح میں یہ مشہور ہے کہ جو مولوی اولیاء کی قبروں کو سجدہ اور طواف کرنے سے منع کرے وہ وہابی ہے بلکہ جو سود کی حرمت ظاہر کرے وہ بھی وہابی ہے گو کتنا ہی بڑا مسلمان کیوں نہ ہو اس کے بعد لفظ وہابی ایک گالی کا لفظ بن گیا سو اگر کوئی ہندی شخص کسی کو وہابی کہتا ہے تو یہ مطلب نہیں کہ اس کا عقیدہ فاسد ہے بلکہ یہ مقصود ہوتا ہے کہ وہ سُنی حنفی ہے سنت پر عمل کرتا ہے بدعت سے بچتا ہے اور معصیت کے ارتکاب میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور چونکہ ہمارے مشائخ رضی اللہ عنہم احیاء

سنت میں سعی کرتے تھے اور بدعت کی آگ بجھانے میں مستعد رہتے تھے اسی لئے شیطانی لشکر کو اُن پر غصہ آیا اور ان کے کلام میں تحریف کر ڈالی اور ان پر بہتان باندھے، طرح طرح کے افتراء اور خطاب وہابیت کے ساتھ متہم کیا مگر حاشا کہ وہ ایسے ہوں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو خواص اولیاء میں ہمیشہ جاری رہی ہے چنانچہ اپنی کتاب میں خود ارشاد فرمایا ہے:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا. وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ (الانعام:۱۱۲)

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بنا دیئے ہیں جن وانس کے شیاطین، کہ ایک دوسرے کی طرف جھوٹی باتیں ڈالتا رہتا ہے دھوکہ دینے کے لئے۔ اور اے محمد ﷺ اگر تمہارا رب چاہتا تو یہ لوگ ایسا کام نہ کرتے سو چھوڑ دو اُن کو اُن کے افتراء کو'' پس جب انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ معاملہ رہا تو ضرور ہے کہ ان کے جانشینوں اور قائم مقاموں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نحن معاشر الانبياء اشد الناس بلاء ثم الامثل فالامثل ليتوفر حظهم و يكمل لهم اجرهم.

''ہم انبیاء کا گروہ سب سے زیادہ مورد بلا ہے پھر کامل اشبہ پھر کم اشبہ تا کہ ان کا حظ وافر اور اجر کامل ہو جائے۔''

پس مبتدعین جو اختراع بدعات میں منہمک اور شہوات کی جانب مائل ہیں اور جنہوں نے خواہش نفس کو اپنا معبود بنایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے اور ہم پر بہتان باندھے اور ہماری جانب گمراہی کی نسبت کرتے رہتے ہیں جو صاحب کبھی آپ کی خدمت میں ہماری جانب منسوب کر کے کوئی مخالف مذہب قول بیان کیا کرے تو آپ اس کی

طرف التفات نہ فرمایا کریں اور ہمارے ساتھ حسن ظن کام میں لاویں اور اگر طبع مبارک میں کوئی خلجان پیدا ہو تو لکھ بھیجا کریں ہم ضرور واقعی حال اور سچی بات کی اطلاع دیں گے اس لئے کہ آپ حضرات ہمارے نزدیک مرکز دائرۃ الاسلام ہیں:

توضیح الجواب

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارتِ قبرِ سیّد المرسلین (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شدّ رحال اور بذل جان و مال سے نصیب ہو اور سفر کے وقت آپ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ خالص قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب ﷺ کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے ارشاد سے ہو رہی ہے۔

"من جاء نی زائرا لا تحمله حاجة الا زيارتي كان حقا عليّ ان اكون شفيعا له يوم القيامة" (1)

"جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔"

---

(1) یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ علامہ شیخ ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ نے فرمایا: جان رکھیں کہ قبر نبوی ﷺ کی زیارت پر دیگر احادیث بھی آئی ہیں جنہیں سبکی نے "الشفاء" میں بیان کیا ہے تمام احادیث نہایت کمزور اور واہی جاتی ہیں اور ان کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "القاعدة الجليلة" (ص: ٥٧) پر بہت خوب فرمایا کہ احادیث زیارت قبر نبوی ﷺ تمام کی تمام ضعیف ہیں جن پر دینی امور میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں کوئی روایت صحاح ستہ میں نہیں بلکہ ضعفاء راویان سے جیسے دارقطنی و بزار وغیرھما سے مروی ہے۔ (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة ٦٣/١)

اور ایسا ہی عارف مُلّا جامیؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے زیارت کے لئے حج سے علیحدہ سفر کیا اور یہی طرز "مذہب عشاق" سے زیادہ ملتا ہے۔ اب رہا وہابیہ کا یہ کہنا کہ مدینہ منورہ کی جانب سفر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی نیت کرنی چاہئے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا کہ: (لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد) "کجاوے نہ کسے جاویں مگر تین مسجدوں کی جانب"

سو یہ قول مردود ہے اس لئے کہ حدیث کہیں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صاحب فہم اگر غور کرے تو یہی حدیث بدلالت النص جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو علت سہ مساجد کے دیگر مسجدوں اور مقامات سے مستثنیٰ ہونے کی قرار پاتی ہے وہ ان مساجد کی فضیلت ہی تو ہے اور یہ فضیلت زیادتی کے ساتھ بقعۂ شریفہ میں موجود ہے اس لئے کہ وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کیے ہوئے ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔[1] چنانچہ فقہاء نے اس کی تصریح فرمائی ہے اور جب فضیلت خاصہ کی وجہ سے تین مسجدیں عموم نہی سے مستثنیٰ ہوگئیں تو بدرجہا اولی ہے کہ بقعۂ مبارکہ فضیلتِ عامہ کے سبب مستثنیٰ ہو۔ ہمارے بیان کے موافق بلکہ اس سے بھی زیادہ بسط کے ساتھ اس مسئلہ کی تصریح ہمارے شیخ شمس العلماء حضرت مولانا مولوی رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے اپنے رسالہ "زبدۃ المناسک" کی فصل زیارت مدینہ منورہ میں فرمائی ہے جو بارہا طبع ہو چکا ہے نیز اسی بحث میں ہمارے شیخ المشائخ مفتی صدر الدین دہلوی قدس سرہ کا ایک رسالہ تصنیف کیا ہوا ہے جس میں مولانا نے وہابیہ اور ان کے موافقین پر قیامت ڈھا دی اور بیخ کن دلائل ذکر فرمائے ہیں۔ اس کا نام "احسن المقال فی شرح حدیث لا تشد الرحال" ہے، وہ طبع

---

(1) یہ عقیدہ ماتریدوں کا اختراعی ہے آئمہ سلف و متاخرین علی منہج سلف الصالح اس عقیدہ کو نہیں جانتے تھے یعنی حدیث "لا تشد الرحال... الخ" کی تردید میں جو یہ عقیدہ بیان کیا گیا ہے غیر مستند ہے۔ (ابو عمر)

ہو کر مشتہر ہو چکا ہے اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ (1)

[تیسرا اور چوتھا سوال]

(۳) کیا وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

---

(1) اس مسئلے پر علماء اہل السنۃ کا موقف: سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ نے اس سوال کہ قبر نبوی ﷺ اور دیگر اولیاء کرام وصالحین کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟ کے جواب میں فرمایا: علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق قبر نبوی ﷺ اور دیگر صالحین وغیرھم کی قبروں کی طرف زیارت کے لئے سفر جائز نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد، المسجد الحرام و مسجدی ھذا و المسجد الاقصی" (متفق علیہ) نہ سفر کے لئے کجاوے تیار کئے جائیں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد الحرام، میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصی۔ (بخاری و مسلم)

دور دراز علاقوں سے سفر کر کے آنے والوں کے لئے مشروع یہ ہے کہ وہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے قصد کریں اور اسی میں قبر نبوی ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت داخل ہو۔ اسی طرح شہداء جنت البقیع کی قبور کی زیارت بھی مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کے تابع ہو۔ اس صورت میں سفر کا جواز ہے البتہ محض قبر کی زیارت کی نیت سے سفر نا جائز ہے اور جس سفر پر شد رحال کا اطلاق نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنھما کی قبروں کی زیارت بلا قصد نیت کرنا یا شد رحال کرنا نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق جائز ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی" (اخرجہ مسلم فی صحیحہ) اور آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو زیارت کے موقع پر تعلیم دیتے تھے کہ وہ یہ کہا کریں "السلام علیکم اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین و انا ان شاء اللہ بکم لاحقون نسال اللہ لنا ولکم العافیۃ" (اخرجہ مسلم فی صحیحہ فتاوی الاسلامیۃ ۱/۷۹)

☆ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے قبر نبوی ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

قبروں کی طرف زیارت کے لئے سفر نا جائز ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:
لا تشد الرحال... الخ "ترجمہ" نہ کجاوے کسے جائیں مگر... الخ

اس حدیث کا مقصود زمین کے کسی بھی حصے کی طرف عبادت کی نیت سے سفر کرنا ممنوع مراد ہے کیونکہ اس مقصد سے سفر صرف تین مسجدوں کی طرف ہی جائز ہے البتہ دیگر جگہوں کی طرف سفر نا جائز ہے جن میں قبر نبوی ﷺ بھی شامل ہے۔ البتہ جب مسجد نبوی میں زیارت کی نیت سے پہنچ جائیں تو مردوں کے لئے نبی ﷺ کی قبر کی زیارت مسنون ہے البتہ عورتوں کے لئے یہ اجازت نہیں ہے واللہ الموفق (مجموع فتاوی ابن عثیمین ۲/۲۳۷)

☆ اس موضوع پر لجنۃ الدائمۃ سے بہت سے سوال کئے گئے لجنہ نے مندرجہ ذیل جوابات دیئے۔ (اگلے صفحہ پر)

(۴) آپ کے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء و اولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے یا ناجائز؟

[جواب]

"ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء و اولیاء و شہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے اُن کی حیات میں یا بعد وفات بایں طور کہ کہے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی

(گزشتہ سے پیوستہ) (۱) انبیاء و صالحین کی قبروں کی طرف زیارت کے لئے سفر ناجائز ہے بلکہ بدعت ہے بدلیل حدیث شریف: لا تشد الرحال الا الی ثلاثة مساجد: المسجد الحرام، مسجدی هذا، والمسجد الاقصی، اور آپ علیہ السلام نے فرمایا: [من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو ردّ] "جو کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود عمل ہے۔" البتہ بلا قصد کئے گئے سفر میں اگر زیارت قبر کی جائے تو وہ سنت ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں آخرت کی یاد دلائیں گی۔" (أخرجه مسلم) (فتاویٰ اللجنة الدائمة ۱/۲۸۶، ۲۸۷)

(۲) قبر رسول ﷺ کی زیارت کے لئے سفر ناجائز ہے البتہ مسجد نبوی کی طرف زیارت کی نیت سے سفر اور وہاں نماز ادا کرنا مشروع ہے مگر واجب نہیں ہے اور جو مسجد کی زیارت کرے تو اس کے لئے مشروع ہے کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صاحبین رضی اللہ عنہما پر سلام کہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت، اور التزام سنت اور آپ ﷺ کی پیروی حصول ثواب کی خاطر ہر زمان و مکان میں سعادت اور دنیا و آخرت کی فلاح کے ذرائع ہیں۔ وباللہ التوفیق (فتاویٰ اللجنة الدائمة ۱/۲۸۷، ۲۸۸)

(۳) حج کرنے والے مرد و خواتین پر یہ لازم نہیں کہ وہ قبر نبوی ﷺ کی زیارت کریں اور نہ ہی بقیع الغرقد کی، بلکہ قبروں کی زیارت کے لئے سفر حرام ہے مطلقاً اور عورتوں پر بلا قصد زیارت بھی حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا لا تشد الرحال... الخ اور آپ ﷺ نے فرمایا "لعن زائرات القبور" "قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے۔" عورتوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مسجد میں نماز پڑھیں اور نبی ﷺ پر کثرت صلاۃ و سلام مسجد ہی میں پڑھیں یا دیگر جگہوں پر۔ وصلی اللہ تعالیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم (فتاویٰ اللجنة الدائمة ۱/۲۸۷)

(۴) زیارت کے لئے سفر صرف تین مسجدوں کی طرف جائز ہے لقوله ﷺ لا تشد الرحال الا الی... الخ یہی قول ابن قیم، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہما اللہ اور آئمہ اہلحدیث کا بڑی تعداد میں ہے اسی بنیاد پر علماء کے صحیح ترین قول کے مطابق ابراہیم علیہ السلام کی یا کسی اور کی قبر کی طرف سفر زیارت بھی ناجائز ہے (فتاویٰ اللجنة الدائمة ۱/۲۸۹)

نے بھی اپنے فتاویٰ (۱) میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔"

---

(۱) علماء اہل السنۃ کا اس مسئلے میں موقف: سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے توسل بالنبی ﷺ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: نبی ﷺ سے وسیلہ لینے میں تفصیل ہے اگر تو آپ ﷺ کی اتباع، محبت، پیروی احکام اور ترک نواہی اور عبادت میں اخلاص کا وسیلہ لینا چاہے تو یہ جائز اور دین اسلام کے مطابق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے ذریعے بندوں تک پہنچایا جو ہر مکلف پر لازم الاداء ہے کیونکہ یہی دُنیا و آخرت میں سعادت کا وسیلہ ہے۔ البتہ آپ ﷺ کو پکارنا آپ ﷺ سے فریادرسی کرنا اور اپنے دشمنوں کے خلاف آپ ﷺ سے مدد مانگنا اور بیماریوں میں آپ ﷺ سے شفاء طلب کرنا تو یہ شرک اکبر اور دین ابوجہل و بت پرستوں کا مذہب ہے۔ اسی طرح وہ آپ کے علاوہ انبیاء، اولیاء، جنات، ملائکہ، اشجار و احجار اور اپنے بتوں کو پکارتے تھے۔ یہاں ایک تیسری قسم جسے توسل کہا جاتا ہے وہ آپ ﷺ کے جاہ و مرتبہ یا ذات یا حق کا وسیلہ لینا ہے مثلاً یوں کہنا: اے اللہ میں تجھ سے تیرے نبی کے وسیلے سوال کرتا ہوں یا آپ ﷺ کے جاہ و مرتبہ کا وسیلہ لیتا ہوں یا دیگر انبیاء و اولیاء و صالحین کے جاہ مرتبہ یا حق و ذات کا وسیلہ لے کر دعائیں مانگنا وغیرہ یہ تمام مثالیں بدعت اور وسائل شرک میں سے ہیں۔ نہ اس طرح کی دعا آپ ﷺ کا وسیلہ لے کر مانگنی چاہیے نہ کسی اور کا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنا مشروع قرار نہیں دیا ہے کیونکہ تمام عبادات توقیفی ہیں لہٰذا بغیر دلیل کے کوئی عبادت مقرر کر لینا ممنوع ہے۔ البتہ ایک نابینا صحابی کا آپ ﷺ کی زندگی میں آپ کا وسیلہ لینا تو وہ آپ ﷺ کی دعا کا توسل تھا تا کہ آپ ﷺ اس کے لئے اپنی دعا میں اس کی بصارت لوٹانے کی سفارش کریں تو ایسا کرنا شریعت مطہرہ میں جائز ہے کیونکہ یہ آپ ﷺ کی ذات و جاہ کا توسل نہیں بلکہ دعا کا توسل ہے جو کہ علماء اہل السنۃ نے اس حدیث کی شرح میں وضاحت سے بیان کیا ہے۔

☆ اس پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے بہت تفصیل سے اپنی کئی کتب میں کلام کیا ہے جن میں آپ کی کتاب "القاعدة الجلية في التوسل والوسيلة" اس مسئلے پر خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے علاوہ دیگر تمام زندہ انسانوں مثلاً بھائی، باپ اور دوست احباب سے دعائے خیر کا کہنا جائز ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے بیماری سے شفاء دے یا میری بینائی لوٹا دے، یا مجھے نیک صالح اولاد عطا فرمائے یا اس جیسی دیگر دعاؤں پر اہل علم کا اجماع ہے واللہ ولی التوفیق۔

(فتاویٰ ابن باز ۳۲۲/۵، ۳۲۳)

☆ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے جب اس مسئلے پر پوچھا گیا تو فرمایا: جان لیجئے کہ قبروں کی زیارت کے دو اہم مقاصد ہوتے ہیں:۔ پہلا یہ کہ زائر بطور تذکیر آخرت اور وعظ و عبرت حاصل کرنے کے لئے قبرستان سے نفع پائے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آج زمین کے اندر ہیں کل اس کے اوپر زندہ تھے اور پھر اپنی زندگی کو غنیمت جانتے ہوئے یہ سوچے کہ اس کا انجام بھی یہی ہونا ہے لہٰذا نیک اعمال کو ذخیرہ آخرت بنائے۔

دوسرا اہم مقصد قبروں کی زیارت کا یہ ہے کہ وہاں جا کر نبی ﷺ کی سنت کے مطابق دعا کرنا اور ان کے لئے سلامتی اور رحمت کا سوال کرنا البتہ ان سے سوال کرنا اور وسیلہ لینا تو یہ شرکیات میں سے ہے اور حرام ہے۔ چاہے قبر نبوی ﷺ

[پانچواں سوال]

(۵) کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی

ہو یا کسی غیر کی تو یہ ناجائز ہے۔ اگر ایسا کرنا شرک وغیر شرعی نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایسا کرنے میں سب سے سبقت لے جانے والے ہوتے جبکہ انہوں نے کبھی بھی فوت شدہ (بشمول نبی ﷺ) کا وسیلہ نہیں لیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے نزول کے لئے نماز استسقاء کا اہتمام فرمایا اور یوں دعا کی ["اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا"] اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے نبی کے وسیلے سے دعا کیا کرتے تھے تو تو ہمیں سیراب کر دیتا تھا آج ہم تیرے حضور اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ لے کر دعا کرتے ہیں کہ ہمیں سیراب کر دے۔"

پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور دعا کی پس یہ واضح دلیل ہے کہ انہوں نے فوت شدہ کا وسیلہ نہیں لیا جبکہ نبی ﷺ کا مقام و درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑھ کر ہے لیکن انہوں نے زندہ کی دعا کا وسیلہ لے کر کہ ان کی دعا کی قبولیت کی امید ان کی نیکی و استقامت فی الدین کی وجہ سے تھی۔ لہٰذا کسی نیک انسان کی دعا کو بطور وسیلہ کرانا جائز ہے جیسا کہ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے کیا۔ البتہ مردوں کا وسیلہ لینا جائز نہیں اور ان کو پکارنا شرک اور ملت اسلامیہ سے خارج کر دینے والا عمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ] (سورۃ المؤمن، آیت:۶۰)

"اور تمہارا رب یہ فرماتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری پکار قبول کروں گا، بے شک وہ لوگ جو میری عبادت (پکار) سے منہ موڑتے ہیں عنقریب جہنم میں رسوا کر کے داخل کیے جائیں گے۔"

(مجموع دروس و فتاویٰ الحرم المکی ۱۵۰/۱) و مجموع فتاویٰ ابن عثیمین ۲۴۳/۲، ۲۴۴)

☆ اور اسی طرح فرماتے ہیں: کوئی انسان کسی مخلوق کا وسیلہ لے تو یہ ناجائز ہے اور حرام ہے یعنی اس کی ذات کا وسیلہ نہ کہ دعا کا وسیلہ، مثلاً یہ کہے کہ "میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں" وغیرہ یہ ناجائز ہے۔ اور اسی طرح جاہ و مرتبہ کا وسیلہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے ایسا کرنا اسباب میں بیان نہیں فرمایا۔

☆ لجنۃ الدائمۃ سے اس ضمن میں کیئے گئے سوال کے جواب میں یہ فتویٰ صادر کیا گیا: پیغمبر ﷺ کی ذات و جاہ کا وسیلہ دعاؤں میں لینا ناجائز ہے کیونکہ یہ اسباب و وسائل شرک میں سے ہے۔ اس ضمن میں بحث حق کی وضاحت کے لئے مباحث عقائد میں ہے۔ البتہ اللہ رب العزت کے اسماء الحسنیٰ اس کی صفات اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و اتباع اور عمل ان احکام و عقائد پر پس یہ مشروع توسل ہے۔ و باللہ التوفیق و صلی اللہ علیہ علی نبینا محمد و آلہ و صحبہ و سلم۔

(دیکھیں: تفصیل السوال و الجواب فی فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۱/ ۳۴۷)

☆ لجنۃ الدائمۃ سے قرآن کی برکت اور نبی ﷺ اور دیگر مخلوق کی برکت کے وسیلے سے دعا کرنے سے

خاص حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

[جواب]

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلا مکلّف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آپ حضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ "انبیاء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء" میں بتصریح لکھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و

متعلق سوال کیا گیا تو جواب دیا گیا:

پہلی بات یہ کہ قرآن مجید کی برکت سے اللہ کی طرف وسیلہ پکڑنا مشروع و جائز ہے شرک نہیں ہے۔

دوسری بات کہ بعض مخلوق یا نبی ﷺ کی برکت کا وسیلہ پکڑنا سو یہ بدعت منکرہ ہے کیونکہ توسّل عبادات میں سے ہے جو کہ توقیفی ہوتی ہیں۔ جب تک کہ دلیل موجود نہ ہو عبادت مقرر نہیں کی جا سکتی چنانچہ مخلوق کی ذات و جاہ یا ان کے حق کے وسیلے سے کر دعا کرنا یا ان کی برکت کا وسیلہ لینا، اس پر شریعت مطہرہ میں کوئی دلیل نہیں اور نبی ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے "من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد" یعنی جو ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ عمل مردود ہے۔ (صحیح مسلم)

(فتاوی اللجنة الدائمة ۱/ ۳۴۸، ۳۵۴)

☆ ڈاکٹر تقی الدین الھلالی رحمہ اللہ نے فرمایا:

بدعتی لوگ ذاتوں کا وسیلہ لیتے ہیں یہ توسّل فاسد ہے۔ جبکہ توحید والے اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات علیا کا وسیلہ لیتے ہیں اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و اتباع اور اس کی بھیجی ہوئی شریعت کی نصرت اور پیغمبر ﷺ کی سنت سے تمسک کا وسیلہ لیتے ہیں۔ اور یہ صحیح وسیلہ ہے جو ہمیں نبی ﷺ نے سکھایا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے غار والوں کا قصہ بیان کیا جبکہ ان تینوں افراد نے اپنے نیک اعمال کو بطور وسیلہ پیش کیا۔ ایک نے اپنے والدین سے حسن سلوک کو، دوسرے نے زنا سے بچنے کو، تیسرے نے مزدور کے ساتھ حسن سلوک و نیکی کو بطور وسیلہ پیش کیا۔ یہ حدیث صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

شجرۂ تصوف جس کا وسیلہ اہل بدعت لیتے ہیں کتاب و سنت اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ بلکہ یہ شجرۂ الزقوم ہے۔ سوائے اس کے جو اللہ کی توحید کو مانے اور نبی ﷺ کی اتباع کا التزام کرے تو امید ہے کہ اللہ اس کے اس بدعتی کام کو توبہ کرنے پر بخش دے۔ (السراج المنیر للدکتور تقی الدین الهلالی رحمه الله: ص ۲۶)

شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے..... الخ۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کہ برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرّہ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام "آبِ حیات" ہے۔ [1]

---

(۱) علماء اہل السنۃ کا اس مسئلے پر موقف:

لجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء سے حیاۃ النبی ﷺ اور قبر میں دعاؤں کے سننے کے بارے میں سوال کیا گیا تو کبار علمائے کرام نے اس کا جو جواب دیا اور جو سوال ان سے کیا گیا وہ دیکھیں:

السوال: کیا نبی اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور کیا ان کی روح بدن میں دنیاوی حیات کی طرح حسی اعتبار سے جسد عنصری میں لوٹائی جاتی ہے یا آپ ﷺ اعلیٰ علیین میں اُخروی حیات سے سرفراز ہیں جو کہ غیر مکلف برزخی حیات ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے وفات کے موقع پر فرمایا تھا [اللهم بالرفيق الاعلىٰ] "اے اللہ میں اپنے رفیق اعلیٰ (یعنی تجھ) سے ملنا چاہتا ہوں۔" آپ ﷺ کا جسد منور قبر میں ویسا ہی ہے جیسا رکھا گیا بغیر روح کے اور روح جنت کے اعلیٰ علیین میں ہے اور روح وجسد معطر و مطہر کا ملاپ روزِ قیامت ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ] (سورۃ التکویر، آیت: ۷) "جب روحوں کو ملا دیا جائے گا" یعنی قیامت کے دن؟

الجواب: ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنی قبر مبارک میں برزخی حیاۃ کے ساتھ اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہیں جو ان کے لئے اعمال عظیمہ طیبہ جو آپ نے دنیا میں سرانجام دیئے، کے بدلے میں جزاء اور نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھی ہیں اور ان سے مستفید ہیں اور ان پر ان کے رب کی طرف سے فضیلتوں والے درود و سلام ہیں آپ کی طرف یوں روح نہیں لوٹائی جاتی جیسے دنیا میں آپ زندہ تھے نہ ہی بدن مبارک سے روح کا اتصال ایسا ہے جیسا اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن حیات مبارکہ مع اتصال کلی جسد عنصری ان کے لئے کر دے گا بلکہ یہ حیات جو آپ ﷺ کو قبر میں حاصل ہوئی ہے وہ برزخی حیات ہے جو کہ دنیاوی اور اُخروی حیات کا وسط ہے اور اسی برزخی حیات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ پر موت آچکی ہے جس طرح آپ ﷺ سے پہلے انبیاء پر موت آئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ [وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ] (سورۃ الانبیاء، آیت: ۳۴) "ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی اگر آپ پر موت آجائے گی تو کیا یہ (مشرکین وکفار) ہمیشہ زندہ رہیں گے۔"

اور فرمایا: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ (سورۃ الرحمٰن، آیت: ۲۶۔۲۷)

چھٹا سوال]

(۶) کیا جائز ہے کہ مسجد نبوی میں دعا کرنے والے کو یہ صورت کہ قبر شریف کی طرف منہ کر

''کائنات میں جو کچھ ہے فنا ہونے والا ہے اور تیرے رب کا چہرہ (ذات) ہی باقی رہنے والا ہے جو بڑے عظمتوں بزرگیوں اور عزتوں والا ہے۔''

اور فرمایا۔ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ. (سورۃ الزمر، آیت:۳۰)

''بے شک آپ پر بھی موت آنے والی ہے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔'' ان جیسی دیگر مثالیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وفات دے دی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل و کفن دیا، آپ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پڑھا اور دفن کیا۔ اگر آپ ﷺ کو دنیاوی حیات حاصل ہوتی تو وہ ایسا نہ کرتے جیسا عام مردوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلیفۂ مسلمین کے اختیار کے لئے جمع نہ ہوتے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر راضی نہ ہوتے۔ اگر آپ ﷺ زندہ ہوتے تو وہ کبھی آپ ﷺ کے غیر کے ہاتھ پر بیعت نہ کرتے اور یہ بات دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی موت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جو فتنے ابھرے پریشانیاں آئیں اور ان کے ادوار خلافت سے قبل اور بعد بھی جو مشکلات پیش آئیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ ہی آپ ﷺ کی قبر پر جا کر ان پریشانیوں اور مشکلات سے نکلنے کا مخرج پوچھا اور نہ ہی آپ ﷺ سے فریاد و گزارش کی، نہ ان کا حل معلوم کیا۔ اگر آپ ﷺ دنیاوی حیات کے حامل ہوتے تو اس ضرورت کی گھڑی میں وہ لازمی طور پر آپ ﷺ کی طرف رجوع کرتے تاکہ آپ ﷺ ان آزمائشوں سے انہیں نکال لیں۔

البتہ آپ ﷺ کی روح مبارک جنت معلّی کے اعلیٰ علیین میں ہے اور آپ ﷺ کی روح افضل الخلق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مقام وسیلہ جو کہ جنت کا اعلیٰ مقام ہے عطا فرمایا ہے۔ علیہ الصلاۃ والسلام (انظر فتاوی اللجنة الدائمة ۱۶۸/۳، ۱۶۹)

☆ اس سلسلے میں مزید سوالات بھی کیے گئے ہیں:

السوال: کیا نبی ﷺ اپنی قبر میں ہر ندا و دعا کو سنتے ہیں یا صرف درود و سلام سنتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے [من صلى علي عند قبري سمعته... الخ] ''جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے تو میں اسے سنتا ہوں'' کیا یہ حدیث صحیح ہے ضعیف ہے یا موضوع (من گھڑت) ہے؟

الجواب: اصل میں عمومی طور پر مردے زندہ لوگوں کی نداء اور دعائیں نہیں سنتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ. (سورۃ فاطر، آیت ۲۲)

کتاب وسنت صحیحہ سے یہ ثابت نہیں کہ جو اس پر دلالت کرے کہ نبی ﷺ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ ہر ایک کی فریاد و ندا کو سنتے ہیں البتہ صرف اتنا ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کی طرف سے بھیجے گئے درود و سلام پہنچائے

کے کھڑا ہو اور رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دے کر حق تعالیٰ سے دعا مانگے؟

[جواب]

اس میں فقہاء کا اختلاف ہے جیسا کہ ملا علی قاریؒ نے مسلک متقسط میں ذکر کیا ہے

جاتے ہیں فقط، چاہے دور و نزدیک سے بھیجے جائیں دونوں برابر ہیں، جیسا کہ علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے فریاد کرنے لگا تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں جو میرے والد نے میرے دادا سے اور انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: [لا تتخذوا قبري عيدا ولا بيوتكم قبوراً و صلوا علي فان تسليمكم يبلغني اين كنتم]

"میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا نہ اپنے گھروں کو قبرستان بنانا، مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا سلام مجھ تک پہنچایا جاتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو۔"

البتہ مذکورہ بالا حدیث کہ جو میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے تو میں اسے سنتا ہوں تو اہل علم کے نزدیک یہ روایت ضعیف (بلکہ من گھڑت ۔ ابو محمد) ہے جبکہ جو روایت ابوداؤد نے حسن سند سے روایت کی ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

[ما من احد يسلم علي الا رد الله علي روحي حتى ارد عليه السلام]

"تم میں سے کوئی جب مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دے گا حتی کہ میں اس کے سلام کا جواب دوں۔" یہ روایت صراحتاً اس پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ ﷺ مسلمانوں کے سلام سنتے ہیں بلکہ اس بات کا زیادہ احتمال ہے کہ آپ پر سلام فرشتوں کے ذریعے پہنچائے جاتے ہیں اگر ہم یہ فرض کریں کہ آپ ﷺ سلام سنتے ہیں تب بھی یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ اپنی اُمت کی فریادیں اور دعائیں بھی سنتے ہیں۔ (فتاوی اللجنة الدائمة ۳/۱۶۹، ۱۷۰)

فضیلۃ الشیخ حمود التویجری حفظہ اللہ نے حسین احمد مدنی دیوبندی کے کلام کو رد کرتے ہوئے فرمایا:

میں کہتا ہوں: حسین احمد کا قول باطل ٹھہرتا ہے کہ انبیاء زندہ ہوتے ہیں اور انہیں حقیقی حیات غیر برزخی یعنی حسی حیات کے حاصل ہوتی ہے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ پھر انبیاء دیگر زندوں کی طرح زمین پر چلیں پھریں کھائیں پئیں اور دیگر زندوں کی طرح قضائے حاجت بھی کریں اور یہ بھی لازم ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان ظاہر ہوں، لوگ انہیں دیکھیں، اپنی مجلسوں میں بٹھائیں اور ان سے علم حاصل کریں جبکہ یہ تمام امور اہل عقل کے نزدیک ناممکن اور باطل ہیں اور ایسا قول تو محض وسواس اور بے عقل انسان سے صادر ہونے والا کلام ہے۔ حسین احمد کے قول کے بطلان پر یہ بات بھی لازم آتی ہے کہ اگر اس کا کلام درست ہو تو پھر یقیناً آپ ﷺ کی قبر جسد اطہر سے خالی ہونی چاہئے اور اسی طرح دیگر انبیاء کے اجساد مبارکہ بھی ان کی قبر سے غائب ہونے چاہئیں جبکہ دانشمندوں کے نزدیک ایسی بات محض باطل ہے اور ایسی بات کوئی بے وقوف ہی کر سکتا ہے۔

فرماتے ہیں معلوم کرو کہ ہمارے بعض مشائخ ابواللیث اوران کے پیرو کرمانی وسروجی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ زیارت کرنے والے کو قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا چاہئے جیسا کہ امام حسن نے

اس قول کو تسلیم کرنے میں جو لوازمات باطلہ مترتب ہوتے ہیں ان میں ایک نصوص کی تکذیب بھی ہے کہ اگر اس قول کو مان لیا جائے تو پھر آیات قرآنیہ جو نبی ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی موت پر دلالت کرتی ہیں ان کی تکذیب ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے سورہ الزمر میں فرمایا: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ. (سورۃ الزمر، آیت: ۳۰) "اے پیغمبر ﷺ آپ بھی مرنے والے ہیں اوران پر بھی موت آنے والی ہے۔"

اورسورہ آل عمران میں فرمایا: وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاْئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۴۴)

"محمد ﷺ رسول کے سوا کچھ نہیں، ان سے پہلے بھی کئی رسول ہو گزرے ہیں اگر انہیں موت آجائے یا وہ قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے۔"

اورسورہ الانبیاء میں فرمایا:

وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ اَفَاْئِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ. (سورۃ الانبیاء، آیت ۳۴۔۳۵)

"ہم نے آپ (ﷺ) سے پہلی بھی کسی بشر کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی اگر آپ پر موت آجائے گی تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔"

اورسورۃ عنکبوت میں فرمایا: کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ. (سورۃ العنکبوت، آیت: ۵۷)

"ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔"

اورسورۃ آل عمران میں فرمایا: کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ. (سورۃ آل عمران، آیت:۱۸۵) "ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے اور بے شک تم اپنے اعمال کا پورا بدلہ روز قیامت پاؤ گے۔"

اورسورہ الرحمٰن میں فرمایا: کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ. (سورۃ الرحمٰن، آیت:۲۶۔۲۷) "کائنات میں جو کچھ ہے فنا ہونے والا ہے اور تیرے رب کا چہرہ (ذات) ہی باقی رہنے والا ہے جو بڑا عظمتوں اور بزرگیوں والا ہے۔"

حسین احمد تبلیغی جماعت کے اہم بزرگوں میں سے ہے جو یہ عقیدہ باطلہ رکھتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں دنیاوی حیات سے متصف ہیں اور اس کی جماعت کے اکابرین بھی اپنی مجلسوں میں جاگتی آنکھوں نہ کہ خواب میں نبی ﷺ کی تشریف آوری کے قائل ہیں جو کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ اوران کے اتباع کے اس عقیدے کا بطلان

امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے اس کے بعد ابن ہمام سے نقل کیا ہے کہ ابواللیث کی روایت نامقبول ہے اس لئے کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ جب تم قبر شریف پر حاضر ہو تو قبر مطہر کی طرف منہ کر کے اس طرح کہو "السلام و علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ" پھر اس کی تائید میں دوسری روایت لائے ہیں جس کو مجد الدین لغوی نے ابن المبارک سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہؒ کو اس طرح فرماتے سنا کہ جب ابوایوب سختیانیؒ مدینہ منورہ میں آئے تو میں وہیں تھا میں نے کہا میں ضرور دیکھوں گا یہ کیا کرتے ہیں سو انہوں نے قبلہ کی طرف پشت کی اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف اپنا منہ کیا اور بلا تصنّع روئے تو بڑے فقیہ کی طرح قیام کیا پھر اس کو نقل کر کے علامہ قاری فرماتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہی صورت امام صاحب کی پسند کردہ ہے ہاں پہلے ان کو تردد تھا پھر علامہ نے بھی یہی کہا کہ دونوں روایتوں میں تطبیق ممکن ہے.....الخ۔ غرض اس سے ظاہر ہو گیا کہ جائز دونوں صورتیں ہیں مگر اولیٰ یہی ہے کہ زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہئے اور ہمارے نزدیک یہی معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخؒ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے جیسا کہ امام مالک سے مروی ہے

بات کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی دنیاوی حیات مکمل کر لی ہے اور اس زندگی کے بعد آپ ﷺ پر تمام انسانوں کی طرح موت آ گئی ہے، تو یہ بے وقوف ان احادیث کا کیا جواب دیں گے جو آپ ﷺ کی موت اور کفن و دفن کے متعلق ہیں؟ اور آپ ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: [انا اول من تنشق عنہ الارض یوم القیامۃ] "قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر کو شق کیا جائے گا۔" اس کا کیا جواب دیں گے؟ چنانچہ ان کے پاس ان آیات و احادیث اور قیامت تک آپ ﷺ کے قبر میں ٹھہرنے کا کوئی جواب نہیں ہے۔ لہٰذا ان پر واجب ہے کہ کتاب و سنت اور عقیدۂ سلف صالحین کی طرف رجوع کریں اور ان کا عقیدہ تمام انبیاء پر موت وارد ہونے کا ہے۔ اور یہ کہ تمام انبیاء اپنی قبور میں قیامت تک رہیں گے اور سب سے پہلے نبی ﷺ کی قبر انور کو شق کیا جائے گا۔ یہ صحیح عقیدہ ہے جبکہ اس کے برخلاف فاسد عقائد ہیں جنہیں شیطان نے مزین کر کے صوفیوں اور تبلیغیوں جیسے اپنے دوستوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ (القول البلیغ، ص: ۸۱۔۸۳)

جبکہ ان کے کسی خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہیؒ اپنے رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں اور توسل کا مسئلہ ابھی صفحہ ۴۲،۴۲ پر گزر چکا ہے۔ (۱)

ساتواں سوال

(۷) کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ پر بکثرت درود بھیجنے اور دلائل الخیرات اور دیگر اوراد کے پڑھنے کی بابت؟

[جواب]

ہمارے نزدیک حضرت ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب و اطاعت ہے خواہ دلائل الخیرات (۲) پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو۔ لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت

---

(۱) شیخ الاسلام تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ و کذلک انس بن مالک وغیرہ من الصحابة رضي الله عنهم تنقل عنهم السلام على النبي صلى الله عليه وسلم فاذا ارادوا الدعاء استقبلوا القبلة يدعون الله تعالى لا يدعون و هم مستقبلوا القبر الشريف. (جامع الرسائل ۱۲/۱ لابن تیمیة رحمه الله)
اسی طرح انس بن مالک اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ نبی ﷺ پر سلام پڑھتے اور جب دعا کرنے کا ارادہ فرماتے تو قبلہ رخ ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ کو پکارتے اور دعا کے موقعہ پر قبر شریف کی طرف رخ نہ فرماتے تھے۔
شیخ الاسلام رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں: وقد ذكرنا عن احمد و غيره انه امر من سلم على النبي ﷺ و صاحبيه ثم اراد ان يدعو: ان ينصرف فيستقبل القبلة و كذلك انكر ذلك غير واحد من العلماء المتقدمين كمالك وغيره. (اقتضاء الصراط المستقيم: ۴۱۱)
اور ہم نے احمد بن حنبلؒ اور دیگر آئمہ سے بھی ذکر کیا کہ امام احمد ایسے شخص کو جو نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صاحبین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر سلام بھیج چکا ہو اور پھر دعا کرنا چاہتا ہو تو وہ اسے حکم دیتے کہ وہ قبلہ رخ پھر جائے اسی طرح سے قبر کی طرف رخ کر کے دعا کرنے کا انکار بڑی تعداد میں علمائے متقدمین جیسے امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ سے ملتا ہے۔ ابو محمد عفا اللہ عنہ

(۲) علمائے اہل السنۃ کا "دلائل الخیرات" "قصیدہ بردہ" اور "قصیدہ ہمزیہ" پڑھنے کے بارے میں موقف:
☆ فضیلۃ الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ نے شیخ حسین احمد مدنی کے کلام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: "دلائل الخیرات اور قصیدہ بردہ و ہمزیہ کی قرأت کرنا اور اس میں درج وظیفوں کا ورد کرنا بہت برا عمل ہے کیونکہ ان تینوں میں ایسا غلو پایا جاتا ہے

سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں ہے اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی

جس سے نبی ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے بلکہ قصیدۂ بردہ اور قصیدۂ ہمزیہ میں ایسا مواد موجود ہے جو شرک اکبر کے زمرے میں آتا ہے جو کہ سب سے بڑا ظلم و منکر اور سخت حرام ہے۔ ان دونوں قصیدوں اور دلائل الخیرات کو وہی آدمی اپنا ورد مقرر کرتا ہے جو شرک و بدعت میں مبتلا اور غلو و اطراء میں مشغول ہو۔

☆ ڈاکٹر محمد تقی الدین الھلالی نے شیخ حسین احمد مدنی دیوبندی کا رد کرتے ہوئے فرمایا: **دلائل الجھالات و الضلالات** کو ان لوگوں نے "دلائل الخیرات" کا نام دے رکھا ہے۔ اس میں بے شمار گمراہیاں ہیں۔ جن میں تین مقامات پر یہ من گھڑت درود بھی شامل ہے۔ [**اللھم صلی علی سیدنا محمد عدد معلوماتک و اضعاف ذلک**] اور یہ قول بھی [**اللھم صل علی سیدنا محمد حتی لا یبقی من الصلاۃ شی"**] اور یہ اختراعی و بدعی درود بھی شامل ہے۔ [**اللھم ارحم سیدنا محمد حتی لا یبقی من الرحمۃ شی" اللھم بارک علی سیدنا محمد حتی لا یبقی من البرکۃ شی"**]

جن کا مترجم خلاصہ یوں بنتا ہے کہ "اے اللہ محمد ﷺ پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما اتنی کہ جتنی تیرے علم کی تعداد ہے، اتنی کہ تیری رحمت کا کوئی حصہ باقی نہ رہے، اتنی کہ تیری برکت کا وجود ہی مٹ جائے تیری صلاۃ یعنی رحمت باقی نہ رہے۔" (**لا حول ولا قوۃ الا باللہ**) یعنی اللہ کے علم و رحمت و برکت کو محدود کر دیا اور نبی ﷺ کے سکھائے ہوئے درود کو چھوڑ کر جس پر تمام امت کا اجماع ہے اور اسی کو آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پڑھنا سکھایا اور پھر تابعین رحمہم اللہ نے بھی اسی پر اقتصار کیا۔ انہوں نے ایسی کتاب تالیف کر لی جس میں بدعات و خرافات کو جمع کر لیا اور کتاب و سنت پر زیادتی کرتے ہوئے لفظ "سیدنا" بھی اپنے پاس سے لگا دیا۔

اللہ تعالیٰ امام محمد بن اسماعیل الصنعانی کو خوش رکھے جبکہ انہوں نے شیخ الاسلام امام محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ کی مدح میں یوں اشعار کہے:

و حرق عمدا للدلائل دفترا	**اصاب ففیھا ما یجل عن العد**
غلو نھی عنہ الرسول و فریۃ	**بلا مریۃ فاترکہ ان کنت تستھدی**
احادیث لا تعزی الی عالم فلا	**تساوی فلیسا ان رجعت الی النقد**
و صیرھا الجھال للذکر ضرۃ تری	**درسھا أزکی لدیھم من الحمد**
لقد سرنی ما جاء نی من طریقہ	**و کنت أری ھذی الطریقۃ لی وحدی**

جن کا ملخص ترجمہ یوں ہے کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ نے "دلائل الخیرات اور دیگر گمراہیوں کے دفتر جلا ڈالے اور اپنے مخالفین کا کوئی ڈر نہ رکھا اور جس غلو سے نبی ﷺ نے منع فرمایا تھا بے شک اسے ترک کرنے ہی میں ہدایت و سلامتی ہے اور ایسی احادیث جنہیں کسی مستند اہل علم نے قبول نہ کیا ہو وہ اگر تحقیق و نقد کے مرحلے سے گزریں تو صحیح احادیث کے برابر نہیں ہو سکتیں جبکہ جہلاء نے ان بے دلیل ذکر و اوراد کو اپنی حرز جان سمجھ رکھا ہے اور بے شک میرے لئے باعث مسرت وہی راستہ ہے جسے شیخ الاسلام نے اختیار کیا اور میں اپنے لئے یہ ایک ہی راستہ پاتا ہوں۔"

جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا خود ہمارے

دکتور ہلالی فرماتے ہیں: بردہ و ہمزیہ میں ایسا شرک پایا جاتا ہے جسے کوئی مشرک دجال ہی قبول کرسکتا ہے مثلاً:
٭ قصیدہ بردہ میں یوں لکھا ہے:

یا أکرم الخلق مالی من ألوذ بہ ۔۔۔ سواک عند حلول الحادث العمم

اے ساری مخلوق سے بڑھ کر عزت والے پیغمبر! آپ کے سوا کون ہے کہ جس کی پناہ میں پکڑوں ہر پریشانی و مصیبت میں اور آفتوں میں۔

فان من جودک الدنیا و ضرتھا ۔۔۔ و من علومک علم اللوح والقلم

بے شک ان کی سخاوت و فیاضی سے دنیا اور آخرت کی رونقیں آباد ہیں اور ان کے علوم ہی کا حصہ لوح وقلم بھی ہیں:
اب آپ خود بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کیا باقی بچا؟ اللہ ایسے غالی مشرکوں کو ہلاک و برباد کرے۔
اسی طرح قصیدہ ہمزیہ میں یوں لکھا ہے:

یا رحیما بالمؤمنین اذا ما ۔۔۔ ذھلت عن أبنائھا الرحماء

یا شفیعا فی المذنبین اذا أشفق ۔۔۔ من خوف ذنبہ البرآء

جد لعاص وما سوای ھواک ۔۔۔ معاصی و لکن تنکیری استحیاء

و تدارکہ بالعنایۃ ما دام لہ ۔۔۔ بالذمام منک ذماء

یعنی نبی ﷺ سے رحم کی فریاد اور خوف کی حالت میں انھیں نجات دھندہ قرار دیا گیا ہے اور گناہوں کے بوجھ کو ٹال کر عنایت کرنے والا اور اُمت کی باگوں کو تھامنے والا قرار دیا گیا ہے۔
یہ شرک صریح اور بہتان بازی پر مشتمل کلام ہے جسے وہی دل اپنے اندر سموسکتا ہے جو مرض میں مبتلا ہو۔ مثلاً شرک و بدعت کے حامی دریا اور بت پرستی کے مددگار مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے دل جیسا۔ انتہی۔
☆ شیخ عبدالرحمٰن بن حسن ابن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہم اللہ نے اپنی کتاب "فتح المجید" جو کہ "کتاب التوحید" کی شرح ہے میں بوصیری کے کلام کو نقل کرکے اس کا رد کیا۔

یا أکرم الخلق مالی من ألوذ بہ ۔۔۔ سواک عن حلول الحادث العمم

ان اشعار میں اخلاص و دعا، پناہ پکڑنا، اعتماد و امید رکھنا اور پریشانیوں میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کا عندیہ ہے اور نبی ﷺ کے منع کردہ عمل شرک کا ارتکاب ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی کھلی بغاوت ہے اور ظاہر بات یہ ہے کہ شیطان اس شرک عظیم کو ان کے دلوں میں محبت نبی اور تعظیم رسول ﷺ کے نام سے بٹھادیا ہے اور توحید و اخلاص کو ان کے قلوب میں بطور تنقیص ظاہر کیا ہے دراصل یہ شریعت کی تنقیص کرنے والے مشرک ہیں جو کہ نبی ﷺ کی سختی سے منع کردہ افراط سے بھرپور تعظیم و غلو میں مبتلا ہیں اور آپ ﷺ کی اطاعت کا دعویٰ کرنے کے باوجود آپ ﷺ کے اقوال و افعال کو کسی خاطر میں نہیں لاتے نہ آپ ﷺ کے احکام پر ہی راضی ہیں نہ آپ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں نہ آپ ﷺ پر نازل شدہ دین کی نصرت کرتے

شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ(۱) نے اپنے ارشادات میں تحریر فرمایا کہ مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل الخیرات کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخیرات کو روایت کرتے رہے ہیں اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے ہیں:

[آٹھواں نواں اور دسواں سوال]

(۸) تمام اصول وفروع میں چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کا مقلد بن جانا درست ہے یا نہیں اور اگر درست ہے تو مستحب ہے یا واجب اور آپ کس امام کے مقلد ہیں؟

[illegible] کی خاطر دشمنی و دوستی کرتے ہیں۔ پس ان مشرکوں کا ہر عمل اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے برعکس ہوتا ہے علمی اور عملی [illegible] سے اور جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے روکا ہوتا ہے اسی کا یہ ارتکاب کرتے ہیں۔ (انتہی علامہ)

فضیلۃ الشیخ سلیمان بن عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تیسیر العزیز الحمید فی شرح کتاب التوحید" میں بوصیری "صاحب قصیدہ بردہ شریف" پر یوں تنقید فرمائی:

بوصیری کے ان اشعار کو ذکر کر کے اس پر تبصرہ فرمایا:

ان من جودک الدنیا و ضرتها　　　　و من علومک علم اللوح والقلم

[illegible] نے دنیا و آخرت کو آپ ﷺ کی سخاوت کی بنیاد قرار دے دیا اور آپ ﷺ کو لوح محفوظ اور تمام علوم کا جاننے والا [illegible] دیا۔ حالانکہ یہ سب واضح کفر ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ شیطان نے انہیں یہ سب کچھ آپ ﷺ کی محبت و تعظیم اور [illegible] کے نام پر سکھایا ہے اور اس ملعون کی ہمیشہ یہی چال رہی ہے کہ وہ حق و باطل کو خلط ملط کر کے ہر بے عقل نور بصیرت سے عاری [illegible] اور ایسے لوگوں کو جو قرآن و سنت کے مضبوط ستونوں سے وابستہ نہیں ہوتے انہیں شکار کرے اور جہنم کا ایندھن [illegible] اصل میں آپ ﷺ کی جو تعظیم نفع پہنچاتی ہے وہ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق اور اطاعت سے اور [illegible] ترک جانے پر حاصل ہوتی ہے جن سے آپ ﷺ نے روکا ہے اور ڈرایا ہے۔ آپ ﷺ کی خاطر محبت و نفرت [illegible] کرنے پر آپ ﷺ کی تعظیم کا حق ادا ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے حکموں کی پیروی اور آپ ﷺ کے سوا [illegible] کی اطاعت میں شریک کر کے طاغوت مقرر کر لینے میں یقیناً آپ ﷺ کی تعظیم نہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ [illegible] اور مخالف کے اقوال کو رد کرنے ہی میں آپ ﷺ کی تعظیم ہے۔ (القول البلیغ، ص: ۹۰، ۹۳)

[illegible] کے امام الطائفہ اور پیران پیر جنہوں نے ساری جماعت دیوبندیہ کے اکابر نے تصوف کے سلسلے پر بیعت لی جن [illegible] نانوتوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہم شامل ہیں۔ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا زکریا ان کی تعریف کرتے

[جواب]

اس زمانے میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ آئمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس وہوا کے اتباع کرنے کا انجام الحاد وزندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے اللہ پناہ میں رکھے اور بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد ہیں (۱) خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اس مبحث پر ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دُنیا میں مشتہر وشائع ہو چکی ہیں۔ (۲)

ہوئے کہتے تھے کہ حاجی امداد اللہ علامہ کرتے۔

حسین احمد مدنی نے رشید احمد گنگوہی کی زبان سے حاجی صاحب کی تعریفات والقابات یوں بیان کیے ہیں: افتخار المشائخ الاسلام، مرکز الخواص والعوام، منبع البرکات القدسیہ، مظہر الفیوضات المرضیہ، معدن المعارف الالھیہ، مخزن الحقائق، مجمع الدقائق، سراج اقرانہ، قدوۃ اھل زمانہ، سلطان العارفین، ملک التارکین، غوث الکاملین، غیاث الطالبین، وہ جن کی مدح کرنے میں قلموں کی زبانیں عاجز ہیں، جن کی توصیف سے عاجز ہیں سب لوگ ان کی عزت کے سبب، وہ جن کے شعار پر اولین وآخرین رشک کرتے ہیں، وہ جن سے فاجرین وغافلین دولت ایمان کی بناء پر حسد کرتے ہیں، میرے رہنما، میرے وظیفۂ جان، میرے مضبوط سبب ووسیلہ دُنیا وآخرت میں، میرے آقا وسردار اور قیامت کو جہنم کی آگ سے آزاد کرنے والے، میرے سید میری نسبت الشیخ الحاج امداد اللہ فاروقی تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ بالارشاد والهداية وازال بذاته المطهره الضلالة والغواية. الخ (الشہاب الثاقب، ص:۶۰) مکہ میں ۱۳۱۷ھ کو فوت ہوئے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں نزہۃ الخواطر ۸/۷۰۔۷۳)

☆ یعنی ہمیشہ سے اہل بدعت کی یہی عادت رہی ہے کہ وہ اپنے شیوخ کی مدح سرائی میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں کچھ ایسا ہی یہاں کر دکھایا گیا ہے۔ (ابومحمد)

(۱) مصنف اس جگہ پہلے سوال کے جواب میں اصول میں ابومنصور ماتریدی اور فروع میں ابوحنیفہؒ کی تقلید بیان کر چکے ہیں، یہاں وہ یہ بات بھول گئے۔

(۲) علماء اہلسنہ کا اس سلسلے میں موقف: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے اس مسئلے پر سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "......تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ حق ان چار مذاہب (حنفی شافعی مالکی وحنبلی) میں منحصر نہیں ہے بلکہ حق تو ان کے غیر (یعنی کتاب وسنت اور منہج سلف صالحین) میں ہے۔ ان مقلدین کا اس مسئلہ پر اجماع امت کا اجماع نہیں ہے اور نہ ہی خود آئمہ کرام علیہم الرحمۃ کا اس پر اجماع ہے، نہ ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے بندوں پر امام مقرر کیا ہے۔ البتہ انہیں اس منصب کا اہل پا کر

[گیارھواں سوال]

(۱۱) کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول اور ان سے بیعت ہونا آپ کے نزدیک جائز اور اکابر کے سینہ اور قبر کے باطنی فیضان پہنچنے کے آپ قائل ہیں یا نہیں اور مشائخ کی روحانیت سے اہل سلوک کو نفع پہنچتا ہے یا نہیں؟

[جواب]

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ سے بیعت ہو جو شریعت میں راسخ القدم ہو، دنیا سے بے رغبت ہو آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو، خوگر ہو، نجات دہندہ اعمال کا اور [illegible] ہو، جاہ کن افعال سے خود بھی کامل ہو دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ ایسے مرشد کے ہاتھ میں [illegible] دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں مقصود رکھے اور صوفیا کے اشغال یعنی ذکر و فکر (۱) اور اس میں

[illegible] نے خود ہی یہ عزت افزائی کی ہے ہم آئمہ کرام رحمہم اللہ بخوبی جانتے تھے کہ ان کی پیروی صرف سنت اور نبی ﷺ کی [illegible] پر موقوف ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی تقلید کرنے سے لوگوں کو منع کرتے تھے۔ صرف ان فتاویٰ جات پر عمل کی اجازت [illegible] جو کتاب و سنت کے موافق ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان چاروں آئمہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام [illegible] مذہب خطا و صواب کا احتمال رکھتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کا قول قبول بھی کیا جا سکتا ہے اور ترک بھی کیا جا سکتا [illegible] رسول اللہ ﷺ کے قول و فرمان کے: (دیکھیں۔ تفصیل کے لئے فتاویٰ ابن عثیمین ۲/ ۵۸۔ ۶۳)

[illegible] اس مسئلے پر موقف: اللجنۃ الدائمۃ دارالافتاء کمیٹی کی طرف تصوف کے سلسلوں اور ان کے اوراد و وظائف [illegible] یوں جواب دیا گیا۔

[illegible] تصوف کے سلاسل سے وابستگی اور ان کے مقرر کردہ فجر و مغرب کی نماز کے بعد کئے جانے والے وظیفے کرنے کا کیا [illegible] شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو نبی ﷺ کو جاگتی حالت میں دیکھنے کا دعویٰ کرے اور آپ ﷺ پر [illegible] یا عین الشہود و روح الارواح؟" سے سلام بھیجے کا کیا حکم ہے؟

[illegible] وحدہ والصلاۃ والسلام علی رسول و آلہ و صحبہ... و بعد

[illegible] تمام سلسلے اور ان کے مقرر کردہ اوراد و وظائف جن کا ذکر کیا ہے بدعت اور احداث فی الدین ہیں جن [illegible] سلسلہ بھی شامل ہے (یہ دونوں سلسلہ ہائے تصوف عالم عرب میں پھیلے ہوئے ہیں) نہ ہی ان کے اوراد و

فنائے تام کے ساتھ مشغول ہو[1] اور اس نسبت کا اکتساب جو نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہے جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے اس

وظائف شریعت سے ثابت شدہ ہیں، سوائے ان اذکار کے جو کتاب وسنت کے موافق ہوں۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ ۲/۱۸۴)

☆ علامۃ المغرب دکتور تقی الدین ہلالی رحمہ اللہ حسین احمد مدنی دیوبندی کے کلام کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اہل تصوف کے مقرر کردہ اوراد و اذکار ان کے پیروں اور ولیوں کے عطا کردہ ہوتے ہیں جس کے ذریعے وہ اپنے مریدوں کو قابو کیے رہتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اگر حسین احمد مدنی جو انگریزی استعمار کا پروردہ ہے، سے یہ کہا جائے کہ یہ اذکار جن کی نسبت تم اپنے ولیوں کی طرف کرتے ہوئے یہ اولیاء الشیاطین ہیں۔ کیا نبی ﷺ نے اپنی امت کو یہ سکھائے ہیں یا تمہارے اولیاء پر بذریعہ وحی نازل ہوئے تھے جنہیں نبی ﷺ تو جانتے تک نہیں تھے؟

اگر وہ یہ کہے کہ یہ ورد نبی ﷺ سے امت کو ملے ہیں تو حق بات یہ ہے کہ ان اوراد کو پیر سے اجازت لے کر کرنا ہی بدعت ٹھہرا کیونکہ اہل علم ان کے الفاظ ومعانی سے واقف ہیں انہیں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں کیونکہ انہیں تو نبی ﷺ نے امت کو سکھایا اور عطا فرمایا ہے اور ان کے پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

اور صوفیوں کی گمراہیوں میں ان کا یہ قول بھی شامل ہے کہ جب کوئی ورد کسی پیر سے حاصل کر کے اس کی اجازت سے کیا جائے تو اس کا اجر بڑھ جاتا ہے اور اگر بغیر اجازت کیا جائے تو اجر وثواب گھٹ جاتا ہے۔

مثلاً جیسے تجانیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کی شیخ کی اجازت سے جو "صلاۃ الفاتح" پڑھی جاتی ہے اس کا اجر چھ ہزار قرآن مجید پڑھنے کے برابر ہے جبکہ بلا اجازت وہ عام نمازوں کی طرح اجر رکھتی ہے۔

چنانچہ کتاب وسنت سے وابستہ توحید پرست ان پیروں کے وظیفوں کا انکار اس بناء پر کرتے ہیں کہ یہ بدعات و احداث فی الدین کے مخالف ہیں۔ کیونکہ کب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کوئی ورد اس امت کو دیا یا عمر رضی اللہ عنہ نے دیا ہے؟ اسی طرح عثمان و علی اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوئی ورد امت کو دیا ہے؟ اور کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پر کوئی سلسلہ پایا جاتا تھا؟ مثلاً سلسلہ ابوبکریہ، سلسلہ عمریہ، سلسلہ عثمانیہ، سلسلہ علویہ، سلسلہ جابریہ، سلسلہ مسعودیہ، وغیرہ سبحانک هذا بهتان عظیم

حسین احمد تو اہل توحید کو سنت نبوی ﷺ کی حفاظت اور بدعات کی مخالفت پر برا جانتا ہے جبکہ ہم جب ان لوگوں کو سنت نبوی کی محبت اور مخالفت وترک بدعات کی بناء پر عار دلاتے ہیں تو بے شک ان کا ہمیں برا جاننا درحقیقت ہماری مدح سرائی ہے کہ ہم توحید وسنت والے ہیں۔ (وللہ الحمد والمنۃ) (دیکھیں السراج المنیر للدکتور ہلالی ص: ۴۰-۴۱)

(۱) علماء اہل السنۃ کا اس مسئلے پر موقف: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فناء کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں۔ جن میں دوسری قسم کے بارے میں فرمایا: یہ تصوف کے بدعی طرق سے حاصل ہوتا ہے جس میں اپنی ذات کی نفی کرتے ہوئے اور تمام موجودات کو بھی ماسوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے نفی کرتے ہوئے صوفی فنا ہو جاتا ہے اور ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے دل کا اللہ تعالیٰ سے جب تعلق قائم ہو جاتا ہے تو یہ دل اس تعلق کے مقام ومرتبہ اور ورود کو برداشت کرنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔

کو بزرگوں کے سلسلے میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[المرء مع من احب اولئک قوم لا یشقی جلیسھم]

چنانچہ اس کے دل سے اللہ کے سوا سب کچھ مٹ جاتا ہے۔ اپنے آپ کے فناء ہو جانے پر صوفی اپنے معبود میں عبادت کے استغراق کی وجہ سے اور ذکر میں استغراق کی وجہ سے مذکور یعنی اللہ میں فنا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اسے اس بات کا احساس بھی ختم ہو جاتا ہے کہ وہ ذکر وعبادت کر رہا ہے یا نہیں کیونکہ وہ تو اپنے معبود مذکور یعنی اللہ تعالیٰ میں فنا ہو چکا ہوتا ہے بوجہ اس تجلی کی قوت کے جو اس کے دل پر وارد ہوتی ہے۔

یہ فناء جو بعض تصوف وسلوک کے ارباب کو حاصل ہوتا ہے کئی وجوہ سے ناقص ہے۔

اول: یہ فانی ہونے والے کے دل کی کمزوری کا پتہ دیتا ہے جو کہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنے اندر معبود اور عبادت کو حاضر کرلے، امر اور مامور کو اکٹھا رکھ سکے۔ بلکہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ جب وہ عبادت وتکمیل امر بجالاتا ہے جو دراصل معبود اور آمر میں مشتغل ہوتا ہے بلکہ جب وہ ذکر وفکر اور عبادت میں مشغول ہوتا ہے تو یہ کار ثواب باقی نہیں رہتے بلکہ وہ عبادت کی جگہ معبود میں اور ذکر کی جگہ مذکور میں فنا ہو جاتا ہے۔

ثانی: اس فناء کا شکار دیوانوں اور نشہ کرنے والوں سے مشابہ حالت تک پہنچ جاتا ہے حتیٰ کہ اس سے قولی اور فعلی اعتبار سے بعض شطحیات صادر ہو جاتی ہیں جو کہ مخالفت شرع اور غلطی پر مشتمل ہوتی ہیں جیسا کہ بعض صوفیوں کے اس حال میں صادر ہونے والے اقوال اس پر دلیل ہیں۔ مثلاً **سبحانی... سبحانی ما اعظم شانی، انا اللہ، مافی الجبۃ الا اللہ، انصب خیمتی علی جھنم** ”میں پاک ہوں........ میں پاک ہوں میری شان بڑی عظیم ہے، میں اللہ ہوں، میرے جبے میں اللہ کے سوا کچھ نہیں میں جہنم پر اپنا خیمہ لگاتا ہوں۔“ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔**

ثالث: یہ وہ فناء ہے جو سوائے کاملین عبادت گزاروں کے کسی کو حاصل نہیں ہوتی نہ کسی رسول کو نہ نبی کو اور نہ ہی صدیقین و شہداء کو، سوائے ہمارے پیغمبر ﷺ کے کسی کو یہ فنا حاصل نہیں ہوئی۔ جبکہ آپ ﷺ نے شب معراج اللہ تعالیٰ کی ان عظیم آیات کو یقینی طور پر دیکھا جنہیں کسی بشر نے کبھی نہیں دیکھا اور اس حالت میں بھی آپ ﷺ اپنی قوات وحواس ظاہرہ و باطنہ کے ساتھ ثابت درجہ سے ثابت قدم رہے۔ جیسا کہ حواس ظاہر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا** (سورۃ النجم، آیت: ۱۷) ”نہ آپ کی نگاہ بھٹکی نہ حد سے بڑھی۔“

اور قوات باطنہ کے بارے میں فرمایا: **مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى** (سورۃ النجم، آیت: ۱۱) ”ان کے دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر ﷺ نے) دیکھا۔“

یہ آپ ﷺ کے خلفاء راشدین ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم ہیں جو اس امت کے سب سے افضل ترین بلکہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل انسان ہیں اور اولیاء اللہ وسردار ہیں مگر نہ ہی انہیں اور نہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کو حاصل ہوا حالانکہ وہ اپنے بلند وبالا مقام اور کمال درجے فضیلت پر فائز ہیں۔

یہ بدعت اس وقت جاری ہوئی جبکہ بعض تابعین جو عبادت گزار اور گوشہ نشین تھے تو ان میں کچھ چیخ چلاتے اور کچھ

”آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو وہ ایسے لوگ ہیں
جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا“

اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں۔ والحمد للہ علی ذلک اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریق سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔ (۱)

پر موت تک طاری ہوئی اور ایسا سب کچھ صوفیوں کے اہم بزرگوں کے ساتھ گزرا تو جس نے ان اعمال کو سلوک کے اعلیٰ درجات قرار دیا تو وہ کھلی گمراہی میں جا گرا۔ اور جس نے اسے اللہ کی طرف قرب کا لازمہ قرار دیا تو اس نے بھی خطا کی۔ جبکہ حقیقت میں یہ بعض سلوک کی منازل طے کرنے والے صوفیوں کے دلوں پر وارد ہونے والی تجلیات الٰہیہ تھیں جن کی قوت و مقام کے سنبھالنے سے ان کے قلوب قاصر تھے۔ کیونکہ دل تو کمزور ہوتے ہیں کہ جن میں بیک وقت عبادت اور معبود کو اکٹھا کر لیا جائے۔

☆ تیسری قسم کا فناء کفر و الحاد پر مشتمل ہے۔ یہ اپنے وجود کا انکار کر کے اللہ کے وجود کا اثبات کرنا ہے اور یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ خالق عین مخلوق ہے اور موجودات عین موجود ہیں اور رب و مربوب، خالق و مخلوق میں عابد و معبود میں اور آمر و مامور میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ہر شے ایک ہی ہے یعنی عقیدۃ وحدۃ الوجود کا عقیدہ جس کے قائل ملحد و حلولی وحدۃ الوجود کے عقیدے کو ماننے والے ابن عربی، تلمسانی اور ابن سبعین جیسے نصاریٰ سے بڑھ کر کافر اور ان جیسے دیگر لوگ ہیں اور اس کی دو وجوہات ہیں۔

☆ پہلی یہ کہ انہوں نے رب کو عین مربوب و مخلوق بنا ڈالا جبکہ عیسائیوں نے رب کے ایک بندے کو اس سے ملا کر جسے اللہ نے رسالت کے لئے چنا۔ چاہے عیسیٰ کو انہوں نے رب کا حصہ و جزء مقرر نہیں کیا۔

☆ دوسری وجہ یہ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ہر چیز حتیٰ کہ خنزیر و کتے اور پلیدی و نجس اشیاء کے ساتھ بھی ملا کر ایک وجود بنا ڈالا (اعوذ باللہ من ذلک)۔ یہ ایسا کفر ہے کہ جو نصاریٰ سے بڑھ کر ہے کیونکہ انہوں نے تو صرف عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مقرر کیا اور یہی بات ان حلولیوں کی تردید کے لئے کافی ہے کیونکہ ان کا اصل مقصد تو خالق و مخلوق کے فرق کو مٹا کر ایک ہی چیز بنانا ہے کہ بندہ و رب اور خالق و مخلوق ایک ہی ہیں۔ اسی طرح ناکح و منکوح کو بھی ایک کر دیا، مجرم و قاضی کو ایک کر ڈالا، جس کے لئے گواہی دی جا رہی ہے اور جو گواہی دے رہا ہے دونوں ایک ہی ہیں تو یہ انتہا درجے کی بے وقوفی و ضلالت ہے۔

اسی طرح شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان وحدۃ الوجودیوں کے بعض سے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ان میں کوئی اپنے بیٹے سے بد فعلی کے ارادے سے آتا اور دعویٰ کرتا کہ وہ اللہ رب العالمین ہے (معاذ اللہ) تو اللہ ایسے فرقے کو ہلاک و رسوا اور برباد کرے جنہوں نے ایسے کو بھی الٰہ مقرر کر ڈالا جس سے ہمبستری کی جاتی ہے۔ (فتاویٰ ابن عثیمین ۴/۲۴۰-۲۴۲)

(۱) مذکورہ عقائد پر علماء اہل السنۃ کا موقف: ان عقائد کا اس امت کے لئے عظیم خطرہ اور فتنہ ہونا واضح ہے چنانچہ اس موضوع پر ہم چند کبار علماء کرام کے فتاویٰ جات کو دیکھتے ہیں تا کہ ان فتنوں سے دوچار ہونے پر جو خطرات لاحق ہیں ان کے دلائل جان سکیں۔

[بارہواں سوال]

(۱۲) محمد بن عبدالوھاب نجدی حلال سمجھتا تھا مسلمانوں کے خون اور ان کے مال اور آبرو کو

☆ شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات جان لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتا ہے اور بندہ کسی قبر پر جا کر صاحب قبر کو پکارتا ہے یا اس کی مٹی سے تبرک حاصل کرتا ہے تو اس کا مطلوب حاصل ہو جاتا ہے تو یہ اللہ کی طرف سے اسے اس فتنہ میں مبتلا کرنا ہوتا ہے کیونکہ ہم یہ بات جانتے ہیں کہ نہ قبر والا جواب دے سکتا ہے کہ سائل کی مراد کو پورا کرے اور نہ ہی مٹی میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ کسی تکلیف کو ٹال دے۔ یا اس سے کوئی منفعت حاصل ہو کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَ اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِیْنَ.] (سورۃ الاحقاف، آیت: ۵۔۶)

''اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ.] (سورۃ النحل، آیت: ۲۰۔۲۱)

''اور جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا کرنے والے نہیں بلکہ خود ہی پیدا کئے گئے ہیں یہ مُردہ ہیں زندہ نہیں ہیں اور اس بات کا بھی شعور نہیں رکھتے کہ انہیں کب دوبارہ (حشر کے دن) اٹھایا جائے گا۔''

ان معانی پر کئی آیات ہیں جو اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جو اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے تو وہ ان کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے، نہ ہی پکارنے والے کو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ البتہ کبھی پکارنے والے کو جو مقصد و مطلب حاصل ہو جاتا ہے جبکہ وہ غیر اللہ کو پکارے تو یہ بطور فتنہ یعنی آزمائش و امتحان کے لئے ہوتا ہے۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حاجت برآری تو محض دعا کی وجہ سے ہوئی ہے۔ یعنی غیر اللہ کے پاس دعا کرنے سے نہ کہ اس کی دعا سے۔ چنانچہ اس فرق کو سمجھ لینا چاہئے کہ کسی شے کا کسی شے کے ذریعے حصول اور کسی شے کا کسی شے کے نزدیک حصول، دونوں میں واضح فرق ہے اور ہم یہ بات یقینی طور پر جانتے ہیں کہ غیر اللہ کی پکار کسی نفع و نقصان کے حصول و دفع کا سبب نہیں ہے جیسا کہ کثیر آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے لیکن کبھی کبھار کوئی چیز کسی قبر یا مزار کے پاس دعا کرنے پر بطور فتنہ و آزمائش حاصل ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو گناہ کے اسباب کے ذریعے آزماتا ہے تاکہ وہ یہ جان لے کہ کون اللہ کا عبادت گزار ہے اور کون اپنی خواہشات کا پجاری ہے۔

کیا آپ نے ہفتے والے دن سے متعلق یہودیوں کی طرف نہیں دیکھا کہ جب انہیں اللہ تعالیٰ نے ہفتے کے دن شکار سے منع فرمایا تو انہیں آزمایا اور اسی دن بڑی تعداد میں مچھلیاں دریا میں ہوتیں جبکہ ہفتے کے علاوہ باقی ایام میں مچھلیاں کم ہوتیں پس ان کی آرزوئیں اور تمنائیں بڑھتی چلی گئیں اور وہ یہ کہنے لگے کہ ہم نے یہ مچھلیاں اپنے اوپر کیونکر حرام کر رکھی ہیں؟ پھر سوچ و بچار کر کے یہ فیصلہ کیا کہ کیوں نہ ہم جمعہ کے دن جال دریا میں ڈال دیا کریں تاکہ اس میں مچھلیاں ہفتے کے دن پھنس جائیں اور

اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہل قبلہ کی تکفیر کو آپ جائز سمجھتے ہیں یا آپ کا کیا مشرب (مسلک) ہے؟

پھر اتوار کے دن یہ مچھلیاں پکڑ لیا کریں چنانچہ اس اقدام پر انہیں اس حیلے نے ابھارا اور وہ اللہ کی حرام کردہ حدود میں واقع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و رسوا کر کے بندر بنا ڈالا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُم بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ. (سورۃ الاعراف، آیت::۱۶۳)

"اور آپ (ﷺ) ان (لوگوں) سے اس بستی والوں کا حال پوچھئے جو کہ دریا کے کنارے آباد تھے جبکہ وہ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے نکل رہے تھے جبکہ ہفتے کے روز ان کے سامنے مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتے کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتیں، ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے اس سبب سے کہ وہ حد سے نکل گئے تھے۔"

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ.] (سورۃ البقرہ، آیت: ۶۵_۶۶)

"اور یقیناً تم ان لوگوں کا علم بھی رکھتے ہو جو تم میں سے ہفتے کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہہ دیا تم ذلیل بندر بن جاؤ اسے ہم نے اگلے پچھلوں کے لئے عبرت بنا دیا اور پرہیز گاروں کے لئے وعظ و نصیحت کا۔"

دیکھئے کس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں منع کردہ دن میں مچھلیاں آسانی سے میسر فرما دیں۔ والعیاذ باللہ۔ لیکن انہوں نے صبر نہ کیا اور حیلہ حرام میں مبتلا ہو گئے۔

پھر آپ نبی ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی طرف دیکھیں جبکہ انہیں اللہ تعالیٰ نے احرام کی حالت میں شکار کی پابندی کی آزمائش میں مبتلا کیا حالانکہ شکار ان کے سامنے موجود ہوتے تھے لیکن کبھی بھی انہوں نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانے کی جرأت تک نہ کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ.] (سورۃ المائدہ، آیت:۹۴)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرلے کہ کون شخص بن دیکھے اس سے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک سزا ہے۔"

زمینی شکار ان کے سامنے ہوتے جن تک وہ آسانی سے پہنچ سکتے تھے اور پرندوں کو اپنے تیروں سے بآسانی نشانہ بنا سکتے تھے لیکن پھر بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے بلکہ ہاتھوں کو ان سے روک لیا اور اللہ سے ڈر گئے۔

چنانچہ بندۂ مومن کو یہی چاہیے کہ جب اس کے سامنے حرام کام کے اسباب بھی اکٹھے ہو جائیں تب بھی وہ اس فعل کا مرتکب نہ ہو

[جواب]

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب دُرّ مختار نے فرمایا ہے اور خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی (یعنی خلیفہ پر) تاویل سے کہ امام کو

اور یہ جان لے کہ یہ آسانی اور اسباب کا میسر ہونا بطور ابتلاء و امتحان کے ہے اپنی لگام مضبوط رکھے اور صبر کرے کیونکہ آخرت تو اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہی ہے۔ (مجموع الفتاوی ابن عثیمین ۲/۲۲۹)

☆ فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ سے جب نذر و منت اور قبروں اور مزاروں سے برکت و تبرک لینے سے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا: نذر عبادت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی مانی جاسکتی ہے اور ہر عبادت کا حکم یہی ہے کہ اگر کوئی اسے غیر اللہ کے لئے کرے تو وہ مشرک کافر ہے جس پر جنت حرام ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: [إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَأْوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ.] (سورۃ المائدۃ، آیت: ۷۲)

"جو اللہ کے ساتھ شرک کا مرتکب ہو تو اس پر یقیناً جنت حرام ہوئی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ٹھہرا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

البتہ قبور سے تبرک لینا تو اگر اس اعتقاد سے قبروں کے ساتھ تعلق رکھے کہ یہ بھی اللہ کے سوا نفع پہنچا سکتی ہیں تو یہ شرک فی الربوبیت ہے جو کہ اپنے فاعل کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے والا ہے۔ اگر قبروں سے تعلق اس بنیاد پر کرے کہ یہ محض اسباب میں سے ہیں خود سے نفع نہیں پہنچا سکتیں تو ایسا کرنے پر فاعل گمراہ اور درست راستے سے ہٹا ہوا قرار پائے گا اور شرک اصغر کا مرتکب ٹھہرے گا۔ تو جو ان خرافات میں مبتلا ہو اسے چاہئے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور موت سے پہلے ان کاموں کو چھوڑ دے اور اس عقیدے پر دنیا سے رخصت ہو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی نفع و نقصان کا مالک ہے وہ اکیلا ہی پناہ دینے والا ہے جیسا کہ اس نے خود اس کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے: [أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ءَ إِلٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيْلًا مَا تَذَكَّرُوْنَ.] (سورۃ النمل، آیت: ۶۲)

"مجبور و بے کس کی پکار کو جب وہ پکارے تو کون قبول کرتا ہے اور پھر سختی و پریشانی کو کون دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت (و عبرت) حاصل کرتے ہو۔"

تو ان قبر والوں کی طرف التجائیں کرنے، جنہیں تم ولی اللہ جانتے ہو کہ وہ تمہارا التفات رب کی طرف کرا دیں، کی بجائے براہ راست اللہ تبارک و تعالیٰ ہی سے نفع طلب کیا جائے اور تکلیفیں دور کرنے کا سوال کیا جائے کیونکہ ان سب کا مالک اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے۔ (مجموع فتاوی ابن عثیمین ۲/۲۳۱-۲۳۲)

فضیلۃ الشیخ سے جب قبروں سے تبرک لینے ان کے گرد طواف کرنے تاکہ قضائے حاجت ہو یا قرب حاصل ہو اور غیر اللہ کی قسم کھانے سے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا:

قبروں سے تبرک حرام اور انواع شرک میں سے ہے کیونکہ یہ کسی چیز میں تاثیر ہونے کے اثبات میں سے ہے جس کی اللہ نے کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ سلف صالحین نے یقیناً کبھی بھی قبروں سے تبرک نہیں لیا چنانچہ اس اعتبار سے محض یہ عمل

باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل

بدعت ہے اور جب عامل یہ عقیدہ بھی رکھے کہ صاحب قبر کو تاثیر حاصل ہے کہ وہ لوگوں کی مشکلات دور کر سکتا ہے اور نفع دے سکتا ہے تو یہ شرک اکبر ہے۔اسی طرح صاحب قبر کے لئے رکوع وسجود کرنا یا اسکے تقرب وتعظیم کے لئے ذبح کرنا بھی شرک اکبر ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ.] (سورۃ المؤمنون، آیت:۱۱۷)

"جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے، بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا.] (سورۃ الکہف، آیت:۱۱۰)

"آپ (ﷺ) کہہ دیں کہ میں تمہاری طرح کا انسان ہوں، میری طرف وحی آتی ہے تمہارا معبود وہی اکیلا معبود حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے، پس جو کوئی اپنے رب سے ملاقات کا خواہاں ہو تو اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔"

مشرک جو شرک اکبر کا ارتکاب کرے تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور اس پر جنت حرام ہوگی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: [اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ.] (سورۃ المائدۃ، آیت:۷۲)

"جو اللہ کے ساتھ شرک کا مرتکب ہو تو اس پر جنت حرام ٹھہری اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔"

چنانچہ قبروں سے تبرک لینے والوں یا قبر والے کی دعا کا وسیلہ لینے والوں اور اللہ کے بجائے غیر کی قسم اٹھانے والوں کا انکار لازم ہے اور انہیں یہ بات بھی خوب سمجھا دینا چاہئے کہ اللہ کے عذاب سے ان کا یہ کہنا ہرگز ان کی نجات نہ کرے گا کہ ہم نے یہ عمل اپنے بڑوں سے پایا ہے۔کیونکہ مشرکین کے پاس انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کو جھٹلانے کے لئے یہی عذر ہوتا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب پیغمبروں کی جماعت ان مشرکین کو اللہ کی طرف بلاتی تو وہ یوں کہا کرتے تھے: [اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ.] (سورۃ الزخرف، آیت:۲۳)

"ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقے پر پایا اور ہم انہیں کے نقش قدم کی پیروی کریں گے۔"

رسول انہیں جواباً کہا کرتے تھے: [اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ.] (سورۃ الزخرف، آیت:۲۴)

سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے کہ:

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبدالوهاب(۱) الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین و کانو ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا أنهم هم المسلمون و أن من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اهل السنة و قتل علمائهم حتیٰ کسر الله شوکتهم. (الخ)

"جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوھاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔"

اس کے بعد میں خلیل احمد سہارنپوری کہتا ہوں کہ عبدالوھاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلۂ مشائخ میں نہیں نہ تفسیر وفقہ وحدیث کے علمی سلسلے میں نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان و مال وآبرو کا حلال سمجھنا سو یا ناحق ہوگا یا حق پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہوتا ہے اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعاً

"اگرچہ میں تمہارے پاس اس سے بہت بہتر طریقہ لے کر آیا ہوں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا تو انہوں نے جواب دیا ہم تو اس چیز کے منکر ہیں جو تمہیں دے کر بھیجی گئی ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ.]

"پس ہم نے ان سے انتقام لیا اور دیکھ لے جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا؟" (سورۃ الزخرف، آیت: ۲۵)

کسی کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ اپنے باپ دادا کے عمل کو دلیل مقرر کر کے شریعت کے فیصلے کو جھٹلا دے یا اپنی بات کو اس انکار کی دلیل ٹھہرائے۔ اگر وہ ان وجوہات کی بناء پر ایسے کرے تو نہ یہ دلیلیں اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی نفع پہنچا سکتی ہیں نہ ہی اس کے عذاب سے بچا سکتی ہیں۔ ان خرافات میں مبتلا لوگوں کو چاہیے کہ اللہ کے حضور سچی توبہ کریں اور حق کی پیروی کریں جہاں سے بھی جب بھی اور جس سے بھی اسے حق ملے قبول کر لیں اور اس کی قبولیت میں اپنی عادات اور قوم کی رسومات کو مانع مقرر نہ کر لیں کیونکہ پکا مومن وہی ہوتا ہے جو اللہ کے دین پر عمل میں کسی کی لعنت وملامت کی پرواہ نہیں کرتا اور جب سمجھ آ جائے اسے اللہ کے دین سے نہیں روکتا۔ (فتاویٰ ابن عثیمین ۲؍۲۴۹)

(۱) محمد بن عبدالوھاب تھا نہ کہ عبدالوھاب۔

جائز نہیں تو فسق ہے اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔ باقی رہا سلف اہل اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض اور دین میں اختراع ہے۔ ہم تو ان بدعتیوں کو بھی جو اہل قبلہ ہیں، جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں کافر نہیں کہتے۔ ہاں جس وقت دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائے گا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے۔ یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔ (۱)

---

(۱) علمائے اہل السنۃ کا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ اور ان کے اتباع کے بارے میں موقف:

فضیلۃ الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ اپنی کتاب میں ان افتراء پردازیوں کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حق بات یہ ہے کہ انور شاہ کشمیری جس ملک کا باشندہ ہے وہاں چشتی سلسلے کا بہت شہرہ ہے جو کہ تصوف کا بدعی سلسلہ ہے اور اسی سلسلے کے عقائد کو یہ لوگ، عقیدہ اہل السنۃ والجماعۃ جو نبی ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیکھ کر پھیلایا، کے بدلے میں تھامے ہوئے ہیں۔ چنانچہ محمد بن عبدالوھاب رحمہ اللہ اور ان کے اتباع اسی صحیح عقیدے پر تھے جو کتاب وسنت پر مبنی نبی اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا عقیدہ تھا اور یہ عقیدہ توحید وسنت پر مبنی ہونے کی وجہ سے ابن عبدالوھاب رحمہ اللہ اور ان کے اتباع اسی سے تمسک کرتے تھے اور اس کے برخلاف شرک وبدعت اور اہل اھواء کے عقائد کا انکار کرتے تھے اور صحیح عقیدے کی طرف دعوت دیتے تھے چنانچہ جو شخص محمد بن عبدالوھابؒ اور ان کے اتباع کی کتب ورسائل کو دیکھے تو جان لے گا کہ یہ لوگ اہل علم اور عدل وانصاف کرنے والے تھے اور یہ بھی جان لے گا کہ یہ انتہا درجے کے ذہین وباخبر اور صاف گو تھے اور جس عقیدے پر سلف صالحین یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور آئمہ کرام وغیرہم تھے اسی پر مضبوطی سے کاربند تھے اور یہ بات بھی بخوبی جان لے گا کہ یہ لوگ وسعت علمی سے متصف تھے، خصوصاً اصول دین اور اس کی فروعات سے متعلق علم میں پختہ کار تھے۔ ان سے متعلق اہل بدعت والأ ھواء کے بہتان اور جھوٹے پراپیگنڈہ کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ یہ اہل بدعت اس سب اپنے مقاصد کی تکمیل کا عزم رکھتے ہیں تاکہ ان پر سب وشتم اور انکی تنقیص کے ذریعے ان کے مقام ومرتبہ کو لوگوں کی نظروں میں گرائیں کیوں کہ ان اہل بدعت کا اس سلسلے میں کوئی دین وایمان اور آداب اسلامی کا لحاظ نہیں بلکہ ان کی تو پہچان ہی یہی ہے کہ وہ ہمیشہ اہل سنت کی شان میں گستاخی کرتے اور ان کے بُرے القاب رکھتے رہے ہیں اور ان میں ایسے عیوب تلاش کرتے رہے ہیں جو موجود نہیں ہوتے۔ جیسا کہ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ترجمہ: جب لوگ اس نوجوان کے مقام تک نہ پہنچ پائے تو اس سے حسد کرنے لگے اور ساری قوم اس کی دشمن ہو کر جھگڑنے لگی

[تیرھواں اور چودھواں سوال]

(۱۳/۱۴) کیا کہتے ہیں حق تعالیٰ کے اس قسم کے قول میں کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوا کیا جائز سمجھتے ہیں باری تعالیٰ کے لئے جہت و مکان کا ثابت کرنا یا کیا رائے ہے؟

جیسے حسین عورت سے جلنے والی عورتوں نے اس کے چہرے کے متعلق حسد اور دشمنی میں جلتے ہوئے اسے بدصورت قرار دے دیا۔

یہ اشعار انور شاہ کشمیری دیوبندی کے حال سے مطابقت رکھتے ہیں کہ جیسے انور شاہ چونکہ شیخ الاسلام کے مقام کو نہ پا سکا تو حسد میں مبتلا ہو گیا اور سرکشی و سب وشتم پر اتر آیا اور بلاوجہ شیخ الاسلام کے عیب ٹٹولنے لگا حتیٰ کہ اس کی مثال ان عورتوں جیسی ہو گئی جو اپنے چہرے کی بدصورتی کو چھپانے کے لئے حسین چہرے کو برا جاننے لگیں اور اسے بدصورت کہہ کر اس پر عیب لگانا شروع کر دیا۔ یہی حال انور شاہ کشمیری کا شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی شان میں قدغن لگانے سے ہوا۔ جیسا کہ ایک اور شاعر نے یوں کہا:

ترجمہ: شام تک غلام سمندر میں پتھر پھینکتا رہا

مگر پتھروں کے اس ذخیرے سے سمندر کو کوئی فرق نہ پڑا

یہ مثال انور شاہ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی ہے کہ انور شاہ کے پھینکے پتھروں سے شیخ الاسلام کے مقام و مرتبہ علمی میں کوئی فرق نہ پڑا۔

• اور بے شک بڑی تعداد میں غیر نجدی علماء نے بھی اس بات کی گواہی دی ہے کہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نے اس سارے علاقے میں تجدید دین فرمائی اور توحید کی طرف لوگوں کو بلایا۔ اور آپ کے علم و فضل اور ہادی ہونے کا اعتراف کیا اور نظماً و نثراً آپ کی شان میں قصائد لکھے۔ اسی طرح بہت سے عیسائی دانشوروں اور مؤرخین نے بھی محمد بن عبدالوہاب اور ان کے اتباع کی اپنی کتابوں میں تجدید دین اور اسے صدر اول یعنی قرون اولیٰ کے منہج کی طرف لوٹانے کی کوششوں کا اعتراف کیا ہے۔

میں نے اپنی کتاب "ایضاح المحجۃ فی الرد علی صاحب طنجۃ" میں نظماً و نثراً جو آپ کے متعلق لکھا گیا ہے وہ تمام ذکر کیا ہے لہٰذا چاہئے کہ اس کی طرف مراجعت کی جائے جو بہت اہم ہے اور اس میں انور شاہ کے کلام کا بھی خوب رد کیا ہے۔ جو تہمت اس نے شیخ الاسلام اور ان کے اتباع پر کیں ہیں ان کا محاسبہ علمی کیا ہے اور جو ان پر نقائص و عیوب جمع کئے ان کا ازالہ کیا ہے عنقریب حکم عدل واضح ہو جائے اور مظلوموں کو ان کا حق مل جائے۔

[وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ.] (سورۃ الشعراء، آیت: ۲۲۷)

"عنقریب ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ لوٹیں گے۔" (القول البليغ في التحذير من جماعة التبليغ: ١٠٦-١٠٨)

ڈاکٹر تقی الدین ہلالی رحمہ اللہ حسین احمد مدنی دیوبندی کے کلام کو نقل کر کے فرماتے ہیں: یہ شیطان رجیم کا کلام ہے جو اور باطل کا پشت پناہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کا کذب اور لوگوں سے دھوکہ کرنا ظاہر کر دیا اور شیخ الاسلام محمد رحمہ اللہ کی دعوت میں برکت فرما دی حتیٰ کہ انحاء عالم میں یہ دعوت پورے زور و شور سے پھیلی جو کہ کتاب اللہ اور

[الجواب]

اس قسم کی آیات میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ ان پر ایمان لاتے ہیں اور کیفیت سے بحث نہیں کرتے۔ یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مخلوق کے اوصاف سے منزہ اور نقص وحدوث کی علامات سے مبرا ہے جیسا کہ ہمارے متقدمین کی رائے ہے اور ہمارے متاخرین اماموں نے ان آیات میں جو صحیح اور لغت وشرع کے اعتبار سے جائز تاویلیں فرمائی ہیں تا کہ کم فہم سمجھ لیں مثلاً یہ کہ ممکن ہے استواء سے مراد غلبہ ہو اور ہاتھ سے مراد قدرت، تو یہ بھی ہمارے نزدیک حق ہے البتہ جہت ومکان کا اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرنا ہم جائز نہیں سمجھتے اور یوں کہتے ہیں کہ وہ جہت ومکانیت اور جملہ علامات حدوث سے منزہ وعالی ہے۔ (1)

سنت رسول اللہ ﷺ کے موافق ہے۔ حسین احمد کا یہ دعویٰ کہ شیخ رحمہ اللہ کی دعوت میں اہل حجاز کے لئے اذیت تھی، جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ اہل حجاز نے تو بارہ سالوں تک نجد والوں کے لئے حج کی پابندی عائد رکھی تھی حتیٰ کہ اللہ کی نصرت آ پہنچی اور حق وباطل کے مابین معرکہ بپا ہوا اور بہت قلیل مدت میں باطل کو ہزیمت اٹھانا پڑی اور اہل توحید کو تولیت وحکومت حاصل ہوئی جسے آج تک ہم خود دیکھتے ہیں۔ اگر مزارات اور قبوں کا گرایا جانا مشرکین کے لئے باعث اذیت ہے تو وہ ہمیشہ اس اذیت میں رہیں گے کیونکہ مزارات کا گرایا جانا ان کی پوجا وعبادت سے روکنا ہے اور یہی سنت ہمیں اس شریعت میں رکھتی ہے جو رسول اللہ ﷺ لے کر آئے۔ (السراج المنیر ص: ۲۳، ۲۴ ملخصاً)

☆ اسی طرح شیخ التویجری رحمہ اللہ نے بھی مدنی کی اس عبارت میں درج اباطیل اور اقاویل مکذوبہ کی پورے شد ومد سے تردید فرمائی ہے۔ (القول البلیغ: ۷۷۔ ۷۹)

(1) علماء اہل السنۃ کا اس مسئلے پر موقف: محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ بعض لوگوں سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ "اللہ کہاں ہے؟" تو جواباً کہتے ہیں "اللہ ہر جگہ موجود ہے" تو کیا ان کا یہ جواب درست ہے؟

فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا: یہ جواب ہر لحاظ سے باطل ہے کیونکہ جب سوال کیا جائے کہ اللہ کہاں ہے؟ تو اس کا جواب صرف یہ ہے کہ وہ آسمان پر ہے۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لونڈی سے یہ سوال کیا کہ: أین اللہ؟ اللہ کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا: فی السماء: یعنی وہ آسمان پر ہے۔ البتہ جو یہ کہے کہ "وہ ہر جگہ موجود ہے" تو یہ جواب اصل جواب سے منہ موڑنا ہے اور جس نے یہ کہا کہ "ان اللہ فی کل مکان" کہ اللہ تو ہر مقام میں ہے تو اگر اس کی مراد ذاتی اعتبار سے ہر مقام پر ہونا ہے تو یہ کفر ہے۔ کیونکہ تمام ادلہ شرعیہ اور بلکہ عقلی وسمعی اور فطری دلائل کے بھی برخلاف ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہر مخلوق

[پندرھواں سوال]

(۱۵) کیا آپ کی رائے یہ ہے کہ مخلوق میں سے جناب رسول اللہ ﷺ سے بھی کوئی افضل ہے؟

[جواب]

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمد رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے

ہے بلند ہونا اور آسمانوں سے اوپر عرش پر مستوی ہونا ہر لحاظ یعنی شرعی دلائل اور عقلی سمعی اور فطری لحاظ سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ ابن عثیمین ۱/۱۳۳-۱۳۲)

☆ فضیلۃ الشیخ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے استواء علی العرش جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے کی تفسیر پوچھی گئی تو فرمایا: استواء علی العرش کی تفسیر یہ ہے کہ وہ بلند و بالا ہے۔ اپنے عرش عظیم پر مستوی ہے جیسے اس کی جلالت وقدر وعظمت کے لائق ہے۔ امام ابن جریر جو کہ امام المفسرین ہیں اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں "استواء کے معانی، علو وارتفاع ہے یعنی بلند وارفع ہونا جیسے کوئی کہے کہ فلاں چارپائی پر مستوی ہوا یعنی اس کے اوپر بلند ہوا۔" ابن جریرؒ نے [الرحمن علی العرش استوی] (طٰہٰ) کہ "رحمٰن عرش پہ مستوی ہوا" کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ رحمٰن بلند و بالا ہوا۔ سلف سے اس کے برخلاف کچھ منقول نہیں اور اس کی وجوہات میں استواء کا لغۃً استعمال مختلف وجوہ سے کیا جاتا ہے۔

اول: مطلقاً بلا کسی تقید وتحصیر کے کمال درجے کا معنی مراد ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا [ولما بلغ اشدہ واستوی]

دوم: مقرون بالواو جو برابر کا معنی دیتا ہے جیسے استوی الماء والخشبۃ

سوم: مقرون بالی ہو جو قصد کا معنی دیتا ہے جیسے [ثم استوی الی السماء]

چہارم: مقرون بعلی ہو جو علو وارتفاع کا معنی دیتا ہے جیسے [الرحمن علی العرش استوی]

☆ بعض سلف صالحین اس طرف گئے ہیں کہ جب لفظ "استوی" الی کے ملکر آئے تو بھی وہ "علی" کے ساتھ آنے والا معنی دیتا ہے اور اس کا معنی بھی بلندی اور اونچا ہونا ہے۔ جیسے بعض سلف "علی" کے ساتھ مقرونا استواء کو صعود یعنی چڑھنا اور استقرار یعنی قرار پکڑنا مراد لیتے ہیں اور البتہ اس کی تفسیر میں جلوس (بیٹھنا) مراد لینا ابن قیم رحمہ اللہ نے الصواعق المرسلۃ (۴: ۱۳۰۳) میں خارجہ بن مصعب سے (الرحمن علی العرش استوی) کی شرح میں یہ قول نقل کیا ہے:

"استواء سے مراد بیٹھنے کے سوا کچھ نہیں"

اسی طرح جلوس کا ذکر ابن عباسؓ سے مروی حدیث میں بھی آیا ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے مرفوعاً روایت کیا

قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رُسل کے اور خاتم ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین وایمان۔ اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہتیری تصانیف میں کر چکے ہیں۔

[سولھواں سوال]

(۱۶) کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا وجود جائز سمجھتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد معناً درجۂ تواتر کو پہنچ گیا ہے کہ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اور اس پر اجماع امت منعقد ہو چکا ہے اور جو شخص باوجود ان نصوص کے کسی نبی کا وقوع جائز سمجھے اس کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے اور کیا آپ میں سے یا آپ کے اکابر میں سے کسی نے ایسا کیا ہے؟

[جواب]

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار و آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: (ولکن رسول الله وخاتم النبيين) " اور مگر آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں" اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معناً حد تواتر تک پہنچ گئیں نیز اجماع

ہے۔ واللہ اعلم (فتاوی ابن عثیمین ۱/۱۳۴-۱۳۵)۔

اس مسئلے پر مزید تفصیلی بحث کو ملاحظہ کریں جس میں اہل السنۃ والجماعۃ کے موقف کو اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے باب میں بیان کیا گیا ہے۔

فتاوی ابن عثیمین ۱/۱۱۵-۲۰۰ پر اور استواء کے موضوع پر مزید تفصیل دیکھیں فتاوی ابن عثیمین ص: ۱۲۵-۱۴۲)

☆ اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویلیں کرنا درست نہیں بلکہ تمام سلف صالحین کا اس بارے میں یہ موقف تھا کہ صفات باری تعالیٰ پر ایمان لاتے نہ کہ ان کی تاویل کرتے نہ ہی تشبیہ وتمثیل بیان کرتے نہ ان کی کیفیت بیان کرتے اور نہ ہی ان کی تعطیل کا ارتکاب کرتے بلکہ وہ ان پر یوں ایمان لاتے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان کے لائق ہوں۔

جیسا کہ امام مالک کا فرمان ہے: "الاستواء معلوم والكيف مجهول والايمان به واجب والسؤال عنه بدعة]

استواء (یعنی صفت باری تعالیٰ) معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے (یعنی دیگر صفات کی بھی) اور اس پر ایمان لانا واجب اور اس کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے۔ (ابو محمد۔ عفا اللہ عنہ)

اُمت سے۔ سوحاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا بلکہ ہمارے شیخ و مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دقت نظری سے عجیب دقیق مضمون بیان فرما کر آپ کی خاتمیت کو کامل و تام ظاہر فرمایا ہے جو کچھ مولانا نے اپنے رسالہ "تحذیر الناس" میں بیان فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ خاتمیت ایک جنس ہے جس کے تحت میں دو نوع داخل ہیں ایک خاتمیت باعتبار زمانہ وہ یہ کہ آپ کی نبوت کا زمانہ تمام انبیاء کی نبوت کے زمانہ سے متاخر ہے اور آپ بحیثیت زمانہ کے سب کی نبوت کے خاتم ہیں اور دوسری نوع خاتمیت باعتبار ذات جس کا مطلب ہے کہ آپ ہی کی نبوت ہے جس پر تمام انبیاء کی نبوت ختم و منتہی ہوئی اور جیسا کہ آپ خاتم النبیین ہیں باعتبار زمانہ اسی طرح آپ خاتم النبیین ہیں بالذات کیونکہ ہر وہ شے جو بالعرض ہو ختم ہوتی ہے اس پر جو بالذات ہو۔ اس سے آگے سلسلہ نہیں چلتا اور جبکہ آپ کی نبوت بالذات ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت بالعرض، اس لئے کہ سارے انبیاء کی نبوت آپ کی نبوت کے واسطہ سے ہے[1] پس آپ خاتم النبیین ہوئے ذاتاً بھی اور زماناً بھی اور آپ کی خاتمیت صرف زمانے کے اعتبار سے نہیں ہے اس لئے کہ یہ کوئی بڑی فضیلت نہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ سے پیچھے ہے بلکہ کامل سرداری اور غایت رفعت اور انتہا درجے کا شرف اسی وقت ثابت ہوگا جبکہ آپ کی خاتمیت ذات اور زمانہ دونوں اعتبار سے ہو، ورنہ محض زمانے کے اعتبار سے خاتم الانبیاء ہونے سے آپ کی سیادت و رفعت نہ مرتبۂ کمال کو پہنچے گی اور نہ

---

[1] یہ عقیدہ بھی اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد سے منافی صوفیوں کا اختراع کردہ ہے جس کے تحت تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت محض معروضی قرار پاتی ہے اور اس کی دلیل ان صوفیوں کے ہاں ایک من گھڑت حدیث قدسی ہے [لولاک لما خلقت الافلاک] یعنی اے محمد ﷺ اگر آپ نہ ہوتے تو میں اس کائنات کو ہی نہ بناتا۔ چنانچہ ان گمراہوں کے نزدیک ہر ذرہ محمد ﷺ کی ذات کا معروض یعنی پیش خیمہ ہے۔ بسبب اسی کے تمام انبیاء کی نبوت اور ان کی ذوات بھی محمد ﷺ کی نبوت و ذات اصل کائنات ہیں۔ (ابو محمد)

آپ کو جامعیت وفضل کلی کا شرف حاصل ہوگا اور یہ دقیق مضمون جناب رسول اللہ ﷺ کی جلالت و رفعت شان وعظمت کے بیان میں مولانا کا مکاشفہ ہے [1] جو ان کی شان عظیم اور فضیلت پر دلالت کناں ہے جیسا کہ ہمارے محقق علماء کرام وسردار العلماء مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی [2] تقی الدین سبکی اور قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہم اللہ نے اس موضوع پر جو تحقیق کی ہے ہمارے خیال میں علمائے متقدمین اور اذکیاء متبحرین میں سے کسی کا ذہن اِس میدان کے نواح تک بھی نہیں گھوما۔ ہاں ہندوستان کے بدعتیوں کے نزدیک کفر وضلال بن گیا۔ یہ مبتدعین اپنے چیلوں اور تابعین کو یہ وسوسہ دلاتے ہیں کہ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ افسوس، صد افسوس! قسم ہے اپنی زندگی کی کہ ایسا کہنا پرلے درجہ کا افتراء ہے اور بڑا جھوٹ و بہتان ہے جس کا باعث محض کینہ وعداوت وبغض ہے اہل اللہ اور اس کے خاص بندوں کے ساتھ اور سنت اللہ اسی طرح جاری ہے انبیاء اور اولیاء میں۔

---

(۱) علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک عقائد واعمال کے باب میں مکاشفات ومنامات حجت نہیں البتہ صوفیوں کے مذہب کی بنیاد ہی مکاشفات ومنامات پر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے یہ اختراعی عقیدہ بذریعہ کشف گھڑا ہے۔ (ابومحمد)

(۲) علماء اہل السنۃ کا ابن عربی کے بارے میں مؤقف: فضیلۃ الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ، مولانا یوسف بنوری دیوبندی کا ابن عربی کی مدح سرائی کرنے پر یوں رد فرماتے ہیں: یوسف بنوری کا ابن عربی جیسے شخص کی تعریفیں کرنا خود اس کے زندیق ہونے کا واضح ثبوت ہے کیونکہ ابن عربی عقیدۂ وحدۃ الوجود کے قائلین کا امام ہے اور اس مذہب کے ماننے والے زمین پر بسنے والے کافروں میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ محقق اکابر علماء نے ابن عربی کو زندیق و کافر کہا ہے اور بعض نے تو یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر کافر قرار دیا ہے اور اس کی کتب کو کفر سے بھری ہوئی قرار دیا ہے۔ امام ذھبیؒ (۷۴۸ھ) نے سیر اعلام النبلاء میں فرمایا: ''ابن عربی کی سب سے بدترین کتاب 'فصوص الحکم' ہے اگر اس میں کفر نہیں تو پھر دنیا میں کہیں بھی کفر نہیں'' ہم اللہ تعالیٰ سے عفو و درگزر اور نجات کا سوال کرتے ہیں۔ (انتہی)

جب آپ نے یہ جان لیا کہ ابن عربی کا یہ حال ہے تو پھر اس کی تعریف کرنے والا اسی کا متبع اور اس قول کا قائل ہی ہوسکتا ہے کہ ہر چیز ہی اللہ ہے اور یہ بدترین کفر ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (القول البلیغ فی التحذیر من جماعۃ التبلیغ: ۱۴۳)

[سترھواں سوال]

(۱۷) کیا آپ اس کے قائل ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بس ہم پر ایسی فضیلت ہے جیسے بڑے بھائی کو چھوٹے پر ہوتی ہے اور کیا آپ میں سے کسی نے کسی کتاب میں یہ مضمون لکھا ہے؟

[جواب]

ہم اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے اور ہمارے خیال میں کوئی ضعیف الایمان بھی ایسی خرافات زبان سے نہیں نکال سکتا اور جو اس کا قائل ہو کہ نبی ﷺ کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے پر ہوتی ہے، تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ امام شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی رحمہ اللہ سے ابن عربی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فوراً جواب دیا کہ وہ کافر ہے۔ (لسان المیزان ٤/٣١٩۔ تنبيه الغبي الى تكفير ابن عربي للمحدث البقاعي رحمه الله: ١٥٩)

حافظ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابن عربی کی کتاب جس کا نام فصوص الحکم ہے اس میں بہت سی چیزیں ایسی ہیں کا ظاہر کفر صریح ہے۔'' (البداية والنهاية ١٣/١٦٧)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتب میں خصوصی طور پر ابن عربی کا علمی محاسبہ کرتے ہوئے اور اس کے متبعین کو یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر کافر قرار دیا ہے۔ محدث برہان الدین البقاعی نے بھی اپنی کتاب "تنبیہ الغبی" میں علماء سے ابن عربی کی تکفیر نقل کی ہے۔ اسی طرح شمس الدين محمد العيزري الشافعي کا قول نقل کیا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "الفتاوى المنتشرة" میں فصوص الحکم کے بارے میں فرمایا: علماء نے کہا کہ اس کتاب میں سارے کا سارا کلام کفریہ الحاد کے عقیدے پر مشتمل ہے (صفحہ ۱۵۲ تنبیہ الغبی) اور قاضی تقی الدین سبکی الشافعی نے شرح المنہاج کے [illegible] میں ابن عربی اور متاخرین صوفیہ کو گمراہ جاہل اور اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ (تنبیہ الغبی، صفحہ ۱۴۳)

جبکہ دیوبندی اسے محی الدین اور شیخ اکبر کے القاب دیتے اور اس کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں اور اس کے عقیدۂ [illegible] کو دل و جان سے حق و صحیح جانتے ہیں۔ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے ''فصوص الحکم'' کی شرح [illegible] بھی کیا ہے۔ (ابو محمد)

عقیدہ واھیہ کا خلاف مصرح ہے اور وہ حضرات جناب رسول اللہ ﷺ کے احسانات اور وجوہ فضائل تمام اُمت پر بتصریح اس قدر بیان کر چکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ سب تو کیا ان میں سے کچھ بھی مخلوق میں سے کسی شخص کے لئے ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر کوئی شخص ایسے واہیات خرافات کا ہم پر یا ہمارے بزرگوں پر بہتان باندھے، وہ بے اصل ہے اور اس کی طرف توجہ بھی مناسب نہیں۔ اس لئے کہ حضرت کا افضل البشر اور تمامی مخلوقات سے اشرف اور جمیع پیغمبروں کا سردار اور سارے نبیوں کا امام ہونا ایسا قطعی امر ہے جس میں ادنی مسلمان بھی تردد نہیں کر سکتا اور باوجود اس کے بھی اگر کوئی شخص ایسی خرافات ہماری جانب منسوب کرے تو اسے ہماری تصنیفات میں موقع و محل بتانا چاہیے تاکہ ہم ہر سمجھدار منصف پر اس کی جہالت و بدفہمی اور الحاد اور بددینی ظاہر کریں۔

[اٹھارواں سوال]

(۱۸) کیا آپ اس کے قائل ہیں کہ نبی علیہ السلام کو صرف احکام شرعیہ کا علم ہے یا آپ کو حق تعالیٰ شانہ کی ذات و صفات و افعال اور مخفی اسرار و حکمتہائے الٰہیہ وغیرہ کے اس قدر علوم عطا ہوئے ہیں جن کے پاس تک مخلوق میں سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

[جواب]

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیّدنا رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جن کو ذات و صفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا[1] نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بے شک آپ کو اولین و

(۱) علمائے اہل السنۃ کا اس مسئلے کے موقف: دکتور تقی الدین ہلالی رحمہ اللہ ان اقوال پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: علوم باطنیہ و اسرار مخفیہ سے آپ کی کیا رائے ہے؟ اگر صوفیوں کی شطحیات و کفر اور اکاذیب مراد ہیں جیسے حلاج کہتا تھا: ''میرے

آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث و واقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی اطلاع و علم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ کے علم اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے۔ اگرچہ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر وہ واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہد ہد کو آگاہی ہوئی اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم ہونے میں نقصان نہیں آیا چنانچہ ہد ہد کہتی ہے کہ میں نے ایسی خبر پائی جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا میں سے میں ایک سچی خبر لے کر آئی ہوں۔
[فقال احطتُ بما لم تُحط به و جئتک من سبأ بنبأٍ یقین] (النمل: ۲۲)

[انیسواں سوال]

(۱۹) کیا آپ کی یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سیدالکائنات علیہ الصلاۃ والسلام کے علم

جبے میں اللہ کے سوا کچھ نہیں" اور زندیق ابن عربی کا قول ہے:

الرب عبد والعبد رب	یالیت شعری من المکلف
ان قلت عبد فذاک حق	أو قلت رب أنی یکلف

ترجمہ "رب بندہ ہے اور بندہ رب ہے۔ کاش میں جانتا کہ ان میں احکام شرعیہ کا مکلف کون ہے اگر میں یہ کہوں کہ بندہ ہے تو وہ خود ہی حق تعالیٰ ہے اور اگر کہوں رب ہے تو وہ کیسے مکلف ہو سکتا ہے۔"
ابو یزید بسطامی کہتا تھا: "ہم نے معرفت کے سمندر میں غوطے لگائے اور انبیاء اس کے ساحل پر کھڑے ہیں۔"
تیجانی لوگ اپنے پیر کو قطب غوث کہتا اللہ کی ساری بادشاہت کا خلیفہ کہتے ہیں۔ ذرہ ذرہ اسی کے اذن سے حرکت کرتا ہے۔ انہوں نے اپنے اس قطب کو بہت بڑھتے ہوئے خدائی صفات سے ذالیں یعنی وہ نیند و اونگھ مرض و غفلات اور تھکاوٹ سے پاک ہے۔ جبکہ حالت یہ ہے کہ اپنی مرضی سے وہ ایک پانی کا گلاس بھی نہیں اٹھا سکتا۔ اللہ چاہے تو اسے اس کے ہاتھ سے گرا دے اور ٹوٹ جائے اور بے شک اللہ تعالیٰ کسی خلیفہ و نائب کا محتاج نہیں ہے کیونکہ یہ مرحوم ہے تب تو کبھی بیمار پڑ جاتا ہے، نہ غیب دان ہے اور اسے بعض کام دوسروں سے مشغول کر دیتے ہیں اور نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی باطل کلام سے بے پرواہ و پاک رکھا ہے اور صوفیوں کے گمراہی بھرے خیالات سے بچا کر رکھا ہے۔ (السراج المنیر ۳۲۔۳۳ ملخصا)

سے زیادہ اور مطلقا وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون آپ نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے؟

[جواب]

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمام مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم ﷺ سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاسکتا ہے؟ ہاں کسی جزئی حادثۂ حقیر کا حضرت کو اس لئے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کرسکتا جبکہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہوتا اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ ﷺ کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہوگئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس معتبر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہدہد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا قصہ بتا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب حدیث و تفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں۔ نیز حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون و جالینوس وغیرہم بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت و حالات کا بہت زیادہ علم ہے حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ نجاستوں کے کیڑے نجاستوں کی

حالتوں اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں۔ تو افلاطون و جالینوس کا ان ردّی حالت سے ناواقف ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام شریف و اَدنیٰ و اعلیٰ و اَسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں تو ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کُلی، آپ کو معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے محض اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کُلی و جزئی کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو فرمایئے کہ ہر مسلمان کو شیطان پر فضل و شرف حاصل ہے پس اس قیاس کی بناء پر لازم آئے گا کہ ہر اُمتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو اور لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو اس واقعہ کی جسے ہد ہد نے جانا اور افلاطون و جالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیت سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے جس نے کند ذہن بد دینوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال و مفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں۔ سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی میں تھی اور اسی لئے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہ ہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں۔ اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں۔ اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شہنشاہ روز جزا سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے۔

[بیسواں سوال]

(۲۰) کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا علم زید و بکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے آپ بری ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ ''حفظ الایمان'' میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا حکم کیا ہے؟

[جواب]

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افتراء اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں؟ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ میں تین سوالوں کا جواب دیا جو ان سے پوچھے گئے تھے پہلا مسئلہ قبور کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ ﷺ پر جائز ہے یا نہیں؟

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جائز نہیں گو تاویل سے ہی کیوں نہ ہو کیونکہ شرک کا وہم ہوتا ہے چنانچہ قرآن میں صحابہ کو راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام یا باندی کو عبدی یا اُمتی کہنے کی ممانعت ہے۔ بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو۔ اسی بناء پر حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ''کہہ دو نہیں جانتے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو، مگر اللہ تعالیٰ۔'' نیز ارشاد فرمایا: ''اگر میں غیب جانتا تو بہتیری نیکی جمع کر لیتا (الآیۃ) اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز سمجھا جائے تو لازم آتا ہے کہ خالق، رازق، معبود، مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم

الغیب نہیں ہے۔ پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار اجازت دے سکتا ہے؟ حاشا وکلا، پھر یہ کہ حضرت کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں کہ اس غیب سے مراد کیا ہے؟ یعنی غیب کا ہر فرد یا بعض غیب، کوئی کیوں نہ ہو۔ پس اگر بعض غیب مراد ہے تو رسالت مآب ﷺ کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید وعمر بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے کہ دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی لفظ پر عالم الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو مان لیا تو یہ اطلاق کمالات نبوت میں سے نہ رہا کیونکہ سب شریک ہو گئے اور اگر سائل اس کو نہ مانے تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا۔ خدا تم پر رحم فرمائے ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ، بدعتیوں کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے۔ حاشا کہ کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کے علم اور زید وبکر و بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا مبتدعین نے مولانا پر افترا باندھا۔ جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار۔ ہمارے نزدیک متیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے علم کو زید وبکر و بہائم ومجانین کے علم کے برابر سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی ہی عجیب بات ہے۔

[اکیسواں سوال]

(۲۱) کیا آپ اس کے قائل ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ذکر ولادت شرعاً قبیح سیئہ

حرام ہے یا اور کچھ؟

[جواب]

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے۔ وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ "براہین قاطعہ" میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتاویٰ میں مسطور ہے۔ چنانچہ شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ بن جائے۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور کس طریقے سے ناجائز تو مولانا نے اس کا یہ جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں ان کیفیات سے جو صحابہ کرام اور ان اہل قرون ثلاثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں۔ ان آداب کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ ہوں جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ و اصحابی کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ سے خالی ہوں سب خیر و برکت ہے۔ بشرطیکہ صدق نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے کیا جائے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکار حسنہ کے ذکرِ حسن ہے۔ کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں پس جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دے گا.....الخ۔ اس سے

معلوم ہو گیا کہ ہم ولادت شریفہ کے منکر نہیں بلکہ ان ناجائز اُمور کے منکر ہیں جو اس کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کی مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں (۱) مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، چراغوں کے روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ ہوں اس پر طعن تکفیر ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور منکرات شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس میلاد خالی ہو۔ پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکر ولادت شریفہ ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے۔ پس ہم پر یہ بہتان جھوٹے ملحد دجالوں کا افتراء ہے خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے خشکی و تری، نرم و سخت زمین میں۔

---

(۱) خلیل احمد سہارنپوری صاحب اہل بدعت کی تردید میں یہ بھول گئے کہ خود ان کی جماعت کے علماء نے ذکر ولادت اور سیرت نبوی ﷺ کے نام پر جو کتابیں تصنیف کیں ہیں ان میں سرفہرست مولوی اشرف علی تھانوی جو کہ حکیم الامت کا لقب دیے گئے ہیں کی کتاب "نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم" ہے جس کا علمی محاسبہ کیا جائے تو کئی موضوع و جھوٹی روایات اور شرک و بدعت پر مشتمل اشعار وغیرہ اس میں ملتے ہیں۔ صفحہ نمبر ۱۳ پر ایک من گھڑت روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا پھر اس کے چار حصے کئے اور اسی سے لوح و قلم اور عرش..... الخ پیدا فرمائے۔ یہ حدیث باتفاق اہل علم کے نزدیک موضوع و من گھڑت ہے اور کئی آیات اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔ اسی طرح صفحہ نمبر ۱۵ پر جابر جعفی کذاب راوی کی حدیث پیش کی ہے۔ اسی طرح صفحہ نمبر ۲۰ پر مستدرک حاکم کی روایت کہ آدم علیہ السلام نے عرش پر کلمہ طیبہ لکھا دیکھا پھر اس کے وسیلے سے دعا کی تو توبہ قبول ہوگئی جبکہ یہ روایت بھی اہل علم کے نزدیک اباطیل و خرافات میں سے ہے۔ اسے نبی ﷺ سے منسوب کرنا آپ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اسی صفحہ پر یہ روایت بھی کہ اگر اے آدم محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا، بھی موضوعات میں سے ہے۔ صفحہ نمبر ۲۲۴ مشہور من گھڑت حدیث اصحابی کالنجوم ۔۔۔ الخ کہ میرے صحابی ستاروں کی مانند ہیں چنانچہ جو شخص ان کے اختلاف کی جس شق کو لے لے گا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے، نقل کی ہے۔ صفحہ نمبر ۲۲۵ پر عزرائیل کا ہونا اور آپ ﷺ کی وفات پر حضرت خضر علیہ السلام کا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے پاس تعزیت

[بائیسواں سوال]

(۲۲) کیا آپ نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنھیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

[جواب]

یہ بھی مبتدعین وجالوں کا بہتان ہے جو انہوں نے ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت محبوب ترین اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہوسکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے۔ پس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ کی اس عبارت سے کی گئی ہے جس کو ہم نے براھین کے صفحہ ۱۴۱ پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واہیات بات فرماویں۔ آپ کی مراد اس سے کوسوں دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا چنانچہ ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا اور حقیقت حال پکار اٹھے گی کہ جس نے اس مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری۔ مولانا نے ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام کی بحث میں جو کچھ بیان

گزشتہ سے آگے: کے لئے آنا غیر صحیح روایات پر مشتمل واقعات درج کئے ہیں۔ صفحہ نمبر ۲۳۰ پر من زار قبری وجبت له شفاعتی اور من جاء نی زائراً لا تحمله حاجة إلاّ زيارتي كان حقاً عليّ ان اكون شفيعاًله يوم القيامة جیسی باطل روایات نقل کی ہیں اور انہیں صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح صفحہ نمبر ۲۳۴ پر من صلي علي عند قبري سمعته کہ جو میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے اور اس کو میں خود سن لیتا ہوں موضوع روایت پیش کی ہے۔ یہ چند مثالیں من گھڑت روایات کی پیش کی گئی ہیں جبکہ دیگر خرافات واباطیل اور شرکیہ اشعار بھی اس کتاب میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً صفحہ ۱۸۵ پر پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں مستغرق یعنی فنا قرار دیا گیا ہے۔ صفحہ ۱۸۶ پر نبی ﷺ کو دستگیری کے لئے پکارا گیا اور آپ ﷺ نے پریشانیوں میں فریادیں کرنا سکھایا گیا ہے۔ اسی طرح صفحہ ۲۷۹ پر بھی نبی ﷺ سے فریاد و دادرسی کی گئی ہے۔ اسی قسم کے شرکیہ اشعار صفحہ ۲۲۵ اور صفحہ ۲۳۹ پر بھی درج کئے ہیں، اس کے علاوہ کئی اور اشعار اور اقوال وعقائد جو صریحاً گمراہی ہیں اس کتاب کا خاصہ ہیں جسے لوگوں کے لئے آپ ﷺ کی ولادت کے موقع پر پڑھنے کے لئے خصوصی طور پر نبی ﷺ کی تائید حاصل کر کے لکھا ہے (صفحہ ۳۰۱)۔ (ابو محمد عفا اللہ عنہ)

کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت کی روح پُر فتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا، تو یہ شخص غلطی پر یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہے اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنھیا کی ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے وقت کیا جاتا ہے اور یا روافض اہل ہند کی مشاہبت کرتا ہے امام حسینؓ اور ان کے تابعین شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ روافض بھی ساری ان باتوں کی نقل اُتارتے ہیں جو قولاً وفعلاً عاشورا کے دن میدان کربلا میں ان حضرات کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے، کفناتے اور قبور کھود کر دفناتے ہیں، جنگ وقتال کے جھنڈے چڑھاتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور ان پر نوح کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے ملک میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اُردو عبارت کی اصل عربی یہ ہے: ''قیام کی یہ وجہ بیان کرنا کہ روح شریف عالم ارواح سے عالم شہادت کی جانب تشریف لاتی ہے پس حاضرین مجلس اس کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں پس یہ بھی بے وقوفی ہے کیونکہ یہ وجہ نفس ولادت شریفہ کے وقت کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ ولادت شریفہ بار بار نہیں ہوتی پس ولادت شریفہ کا اعادہ یا ہندوؤں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی پوری نقل اُتارتے ہیں یا رافضیوں کے مشابہہ ہے کہ حال شہادت اہل بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ہیں۔ پس معاذ اللہ بدعتیوں کا یہ فعل واقعی ولادت شریفہ کی نقل بن گیا اور واقعی یہ حرکت بے شک وبلا شبہ ملامت کے قابل اور حرمت وفسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک بار ہی نقل اُتارتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی مزخرفات کو جب چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں۔ اس کی شریعت میں کوئی

نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کر کے اس کے ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل شرعاً حرام ہے"....الخ۔ پس اے صاحبان عقول غور فرمایئے شیخ قدس سرہ نے تو ہندی جاہلوں کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو ایسے واہیات فاسد خیالات کی بناء پر قیام کرتے ہیں اور اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہندو یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔(۱) حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں لیکن ظالم لوگ اہل حق پر افتراء کرتے ہیں اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

[تیئسواں سوال]

(۲۳) کیا علامہ زماں مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے یا اُن پر بہتان ہے اگر بہتان ہے تو بریلوی کی اس بات کا کیا جواب ہے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتوے کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے؟

[جواب]

علامۂ زمان یکتائے دوران شیخ اجل مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مبتدعین نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے۔ یہ بالکل آپ پر جھوٹ بولا گیا ہے اور منجملہ ان جھوٹے بہتانوں کے ہے

---

(۱) علماء اہل اسلیہ کا اس مسئلے پر مؤقف! علامۃ المغرب دکتور تقی الدین الہلالی رحمہ اللہ حسین احمد مدنی دیوبندی کے کلام کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان کا مقصود تو صرف اہل السنہ کو عیب لگانا ہے کیونکہ اہل السنۃ بدعت میلاد کا انکار کرتے ہیں جو کہ عیسائیوں سے اخذ کی گئی بدعت ہے جسے چوتھی صدی ہجری میں ابو القاسم العزفی نے شروع کیا تھا جو اندلس کے قریب بستہ کا رہنے والا تھا جہاں کے باسی عیسائی تھے۔

پس میلادی سے یہ کہا جائے کہ یہ بدعت میلاد عیسائیوں سے مقتبس ہے، اسے کس نے شروع کیا؟ کیا یہ سنت ہے یا بدعت؟ یا نبی ﷺ نے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین کرام وآئمہ دین مجتہدین اہل الحدیث جیسے سفیان ثوریؒ وسفیان بن عیینہؒ، عبداللہ بن مبارکؒ وامام مالکؒ، احمد، بخاری ومسلم رحمہم اللہ میں سے کسی نے یہ بدعت میلاد منائی ہے؟ حاشا وکلا یہ لوگ ایسی خرافات سے محفوظ تھے۔(السراج المنیر للشیخ الہلالی، ص: ۴۰ ملخصاً)

جن کی بندش جھوٹے دجالوں نے کی ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں۔ جناب مولانا اس زندقہ والحاد سے بری ہیں اور ان کی تکذیب خود مولانا کا فتویٰ کر رہا ہے جو جلد اوّل فتاوی رشیدیہ کے صفحہ نمبر ۱۱۹ پر طبع ہو کر شائع ہو چکا ہے تحریر اس کی عربی میں ہے جس پر تصحیح و مواہیر علماء مکہ مکرمہ ثبت ہیں۔

سوال کی صورت یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ.

آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے یا نہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے فتویٰ دو، اجر ملے گا۔

[جواب] بے شک اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہے کہ کذب کے ساتھ متصف ہو اس کے کلام میں ہرگز کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا کون ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے وہ کافر، قطعی ملعون اور کتاب وسنت و اجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرعون وہامان وابولہب کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف کبھی نہ کرے گا لیکن اللہ ان کو جنت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے عاجز نہیں۔ ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں۔ وہ فرماتا ہے: ''اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ بھروں گا جن وانس دونوں سے۔'' (السجدۃ)

پس اس آیت سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو مومن بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا اور یہ سب باختیار ہے بہ مجبوری نہیں کیونکہ وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہی عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے قول باری تعالیٰ (وان

تغفر لهم... الخ) کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرک کا نہ بخشنا وعید کا مقتضی ہے پس اس میں لذاتہ امتناع نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

مکہ مکرمہ زاداللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے۔ "حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا مستحق ہے اور اسی کی اعانت وتوفیق درکار ہے علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق ہے جس سے مفر نہیں ہو سکتا وصلی اللہ علی خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

لکھنے کا امر فرمایا خادم شریعت امیدوار لطف خفی محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکہ مکرمہ کان اللہ لہما نے، لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن بصیل نے حق تعالیٰ ان کو اور ان کے مشائخ کو اور جملہ مسلمانوں کو بخش دے۔

محمد سعید بن محمد بصیل　　　　محمد صالح بن صدیق کمال المرحوم

☆ امیدوار عفور از واهب العطیة

محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ

درود وسلام کے بعد جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا کافی ہے اور اس پر اعتماد ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں۔ لکھا حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء کہ مشرفہ نے۔

اور جو یہ بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولانا کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہ پر بہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جس کا گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا استاد ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے۔ کیونکہ تحریف وتلبیس ودجل ومکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر مہریں بنا لیتا ہے۔ مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں اس لئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے، علمائے امت کو کافر کہتا ہے جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے

چیلے اُمت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں کی طرح رُسوا کرے۔

[چوبیسواں سوال]

(۲۴) کیا آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوع کذب ممکن ہے؟ یا کیا بات ہے؟

[الجواب]

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ کافر، ملحد، زندیق ہے۔ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔

[پچیسواں سوال]

(۲۵) کیا آپ نے اپنی کسی تصنیف میں اشاعرہ کی طرف سے امکان کذب منسوب کیا ہے اور اگر کیا ہے تو اس سے مراد کیا ہے اور اس مذہب پر آپ کے پاس معتبر علماء کی کیا کوئی سند ہے، واقعی امر ہمیں بتلائیں؟

[الجواب]

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہندی منطقی و بدعتیوں کے درمیان اس مسئلہ میں نزاع ہوا کہ حق تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا یا خبر دی یا ارادہ کیا اس کے خلاف پر اس کو قدرت ہے یا نہیں، سو وہ یوں کہتے ہیں کہ ان باتوں کا خلاف اس کی قدرت قدیمہ سے خارج اور عقلاً محال ہے ان کا [illegible] صدور خدا ہونا ممکن ہی نہیں اور حق تعالیٰ پر واجب ہے کہ وعدہ اور خبر اور ارادہ اور علم کے مطابق [illegible]ے اور ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں البتہ اہل سنت [illegible]ت اشاعرہ و ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک نہ شرعاً

جائز نہ عقلاً اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں۔ پس بدعتیوں نے ہم پر اعتراض کیا کہ ان امور کا تحتِ قدرت ہونا اگر جائز ہو تو کذب کا امکان لازم آتا ہے اور وہ یقینی تحت قدرت نہیں اور ذاتاً محال ہے تو ان کو علماء کلام کے ذکر کیے ہوئے چند جواب دیئے جن میں یہ بھی تھا کہ اگر وعدہ وخبر وغیرہ کا خلاف تحتِ قدرت ماننے سے امکان کذب تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی بالذات محال نہیں بلکہ سفہ اور ظلم کی طرح ذاتاً مقدور اور عقلاً وشرعاً یا صرف شرعاً ممتنع ہے جیسا کہ بہتیرے علماء اس کی تصریح کر چکے ہیں۔

پس جب انہوں نے یہ جواب دیکھے تو ملک میں فساد پھیلانے کو ہماری جانب یہ منسوب کیا کہ جناب باری عزاسمہ کی جانب نقص جائز سمجھتے ہیں اور عوام کو نفرت دلانے اور مخلوق میں شہرت پا کر اپنا مطلب پورا کرنے کو سفہاء وجہلاء میں اس لغو کو خوب شہرت دی اور بہتان کی انتہا یہاں تک پہنچی کہ اپنی طرف سے فعلیتِ کذب کا فوٹو وضع کر لیا اور خدائے ملک علام کا کچھ خوف نہ کیا اور جب اہل ہند ان کی مکاریوں پر مطلع ہوئے تو انہوں نے علماء حرمین سے مدد چاہی کیونکہ جانتے تھے کہ وہ حضرات ان کی خباثت اور ہمارے علماء کے اقوال کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔

اس معاملہ میں ہماری ان کی مثال معتزلہ اور اہل سنت کی سی ہے کہ معتزلہ نے عاصی کو بجائے سزا کے ثواب اور مطیع کو سزا دینا قدرت قدیمہ سے خارج اور ذات باری پر عدل واجب بتا کر اپنا نام اصحاب عدل وتنزیہہ رکھا اور علماء اہل السنۃ والجماعت کی جور اور تعصب کی طرف نسبت کی اور علماء اہل السنۃ والجماعت نے ان کی جہالتوں کی پروا نہیں کی اور ظلم مذکور میں حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب عجز کا منسوب کرنا جائز نہیں سمجھا بلکہ قدرت قدیمہ کو عام کہہ کر ذات کاملہ سے نقائص کا ازالہ اور جناب باری کے کمال تقدس وتنزیہ کو یوں کہہ کر ثابت کیا کہ نیکوکار کے لئے عذاب اور بدکار کے لئے ثواب کو تحت قدرت باری تعالیٰ ماننے سے نقص کا گمان کرنا محض فلسفہ

شنیعہ کی حماقت ہے۔ اسی طرح ہم نے بھی ان کو جواب دیا کہ وہ وعدہ وخبر وصدق وعدہ کے خلاف کو صرف تحت قدرت ماننے سے، حالانکہ صرف شرعاً وعقلاً دونوں طرح وقوع ممتنع ہے، نقص کا گمان کرنا تمہاری جہالت کا ثمرہ اور منطق وفلسفہ کی بلا ہے۔ پس بدعتیوں نے تنزیہ کے لئے جو کچھ کیا حق تعالیٰ کی عام وکامل قدرت کا اس میں لحاظ نہ رکھا اور ہمارے سلف اہل سنت والجماعت نے دونوں امر ملحوظ رکھے۔ حق تعالیٰ شانہ کی قدرت عام رہی اور تنزیہ تام۔ یہ ہے کہ وہ مختصر مضمون جس کو ہم نے ''براہین قاطعہ'' میں بیان کیا ہے۔ اب اصل مذہب کے متعلق معتبر کتابوں کی بعض تصریحات سن لیجئے۔

(۱) شرح مواقف میں مذکور ہے کہ تمام معتزلہ اور خوارج نے مرتکب کبیرہ کے عذاب کو جبکہ بلاتوبہ مرجائے واجب کہا ہے اور جائز نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اس کی دو وجہ بیان کی ہیں۔

اوّل یہ کہ حق تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں پر عذاب کی خبر دی ہے اور وعید فرمائی ہے۔ پس اگر عذاب نہ دے اور معاف کردے تو وعیدہ کے خلاف اور خبر میں کذب لازم آتا ہے اور یہ محال ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خبر وعید سے زیادہ سے زیادہ عذاب کا وقوع لازم آتا ہے نہ کہ وجوب جس میں گفتگو ہے کیونکہ بغیر وجوب کے وقوع عذاب میں نہ خلف ہے نہ کذب۔ کوئی یوں نہ کہے کہ اچھا خلف اور کذب کا جواز لازم آئے گا۔ اور یہ بھی محال ہے کہ کیونکہ ہم اس کا محال ہونا نہیں مانتے اور محال کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ خلف اور کذب ان ممکنات میں داخل ہیں جن کو قدرت باری تعالیٰ شامل ہے۔

(۲) اور شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ [1] نے قدرت کی بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ قدرت کے منکر چند گروہ ہیں۔

---

(۱) سعدالدین تفتازانی المتوفی ماتریدی وکذاب تھا۔

ایک نظام اور اس کے تابعین جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہل اور کذب وظلم نیز کسی فعل قبیح پر قادر نہیں کیونکہ ان افعال کا پیدا کرنا اگر اس کی قدرت میں داخل ہو تو ان کا حق تعالیٰ سے صدور بھی جائز بھی ہوگا۔ اور صدور نا جائز ہے کیونکہ اگر باوجود علم قبیح کے بے پروائی کے سبب صدور ہوگا تو سفہ لازم آئے گا اور علم نہ ہوگا تو جہل لازم آئے گا۔ جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جانب نسبت کر کے کسی شے کا قبیح ہم تسلیم نہیں کرتے اس لئے کہ اپنے ملک میں تصرف کرنا قبیح نہیں ہو سکتا اور اگر مان بھی لیں کہ قبیح کی نسبت قبیح ہے تو قدرت حق امتناع صدور کے منافی نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ فی نفسہ تحت قدرت ہو مگر مانع کے موجود یا باعث صدور مفقود ہونے کے سبب اس کا وقوع ممتنع ہو۔

(۳) مسایرہ اور اس کی شرح مسامرہ میں علامہ کمال بن ہمام حنفی اور ان کے شاگرد ابن ابی الشریف مقدسی شافعی رحمہما اللہ یہ تصریح فرما رہے ہیں۔ پھر "صاحب العمدۃ" نے کہا "حق تعالیٰ کو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظلم وسفہ اور کذب پر قادر ہے (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جب کہ خلف و کذب ان ممکنات میں داخل نہیں ہیں جن کو قدرت باری تعالیٰ شامل ہیں) کیونکہ محال قدرت کے تحت میں داخل نہیں ہوتا یعنی قدرت کا تعلق اس کے ساتھ صحیح نہیں اور معتزلہ کے نزدیک افعال مذکورہ پر حق تعالیٰ قادر تو ہے مگر کرے گا نہیں۔ صاحب العمدۃ کا کلام ختم ہو گیا۔ (اب کمال الدین فرماتے ہیں) کہ صاحب العمدۃ نے جو معتزلہ سے نقل کیا ہے وہ الٹ پلٹ ہو گیا کیونکہ اس میں شک نہیں کہ افعال مذکورہ سے قدرت کا سلب کرنا عین مذہب معتزلہ ہے اور افعال مذکورہ پر قدرت تو ہو مگر باختیار خود ان کا وقوع نہ کیا جائے۔ یہ قول مذہب اشاعرہ کے زیادہ مناسب ہے بہ نسبت معتزلہ کے اور ظاہر ہے کہ اسی قول مناسب کو تنزیہ باری تعالیٰ میں زیادہ دخل بھی ہے بے شک ظلم وسفہ وکذب سے باز رہنا باب تنزیہات سے ہے ان قبائح سے جو اس مقدس ذات کے شایاں نہیں۔ پس عقل کا امتحان لیا جاتا ہے کہ دونوں صورتوں میں کس صورت کو تنزیہ عن الفحشاء

میں زیادہ دخل ہے۔ آیا اس صورت میں کہ ہر سہ افعال مذکورہ پر قدرت تو پائی جائے مگر باختیار خود ارادہ ممتنع الوقوع کہا جائے۔ زیادہ تنزیہ ہے یا اس طرح ممتنع الوقوع ماننے میں زیادہ تنزیہ ہے کہ حق تعالیٰ کو ان افعال پر قدرت ہی نہیں؟ پس جس صورت کو تنزیہ میں زیادہ دخل ہو اس کا قائل ہونا چاہیے وہ ہی اشاعرہ کا مذہب ہے یعنی امکان بالذات وامتناع بالاختیار۔

(۴) محقق دوانی کی ''شرح عقائد عضدیہ'' کے حاشیہ کلنبون میں اس طرح منصوص ہے خلاصہ یہ ہے کہ کلام لفظی میں کذب کا بایں معنی قبیح ہونا کہ نقص وعیب ہے، اشاعرہ کے نزدیک مسلّم نہیں اور اسی لئے شریف محقق نے کہا ہے کہ کذب منجملہ ممکنات کے ہے اور جبکہ کلام لفظی کے مفہوم کا علم قطعی حاصل ہے اسی طرح کہ کلام الٰہی میں وقوع کذب نہیں ہے اور اس پر علماء انبیاء علیہم السلام کا اجماع ہے۔ تو کذب کے ممکن بالذات ہونے کے منافی نہیں جس طرح جملہ علوم عادیہ قطعیہ باوجود امکان کذب بالذات حاصل ہوا کرتے ہیں اور یہ امام رازی کے قول کا مخالف نہیں.....الخ

(۵) صاحب فتح القدیر امام ابن ہمام کی تحریر ''الأصول'' اور ابن امیر الحاج کی شرح تحریر میں اس طرح منصوص ہے اور اب یعنی جبکہ یہ افعال حق تعالیٰ پر محال ہوئے جن میں نقص پایا جاتا ہے ظاہر ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کا کذب وغیرہ کے ساتھ متصف ہونا یقیناً محال ہے۔ نیز اگر فعل باری کا قبح کے ساتھ اتصاف محال نہ ہو تو وعدہ اور خبر کی سچائی پر اعتماد نہ رہے گا اور نبوت کی سچائی یقینی نہ رہے گی اور اشاعرہ کے نزدیک حق تعالیٰ کا کسی قبیح کے ساتھ یقیناً متصف نہ ہونا ساری مخلوقات کی طرح (بالاختیار) ہے عقلاً محال نہیں۔ چنانچہ تمام علوم جن میں یقین ہے کہ ایک نقیض کا وقوع ہے وہاں دوسری نقیض محال ذاتی نہیں کہ وقوع مقدر نہ ہو سکے مثلاً مکہ اور بغداد کا موجود ہونا یقینی ہے عقلاً محال نہیں کہ موجود نہ ہوں اور اب یعنی جب یہ صورت ہوئی تو امکان کذب کے سبب

اعتماد کا اٹھنا لازم نہ آئے گا اس لئے کہ عقلاً کسی شے کا جواز مان لینے سے اس کے عدم پر یقین نہ رہنا لازم نہیں آتا۔ اور یہی استحالہ وقوعی وامکان عقلی کا خلاف (معتزلہ اہل سنت) میں ہر نقیض میں جاری ہے کہ حق تعالیٰ کو ان پر قدرت ہی نہیں (جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے) یا نقیض کو قدرت حق تعالیٰ شامل ضرور ہے مگر ساتھ ہی اس کے یقین ہے کہ کرے گا نہیں (جیسا کہ اہل السنۃ کا قول ہے) یعنی اس نقیض کے عدم فعل کا یقین ہے اور اشاعرہ کا مذہب جو ہم نے بیان کیا ہے ایسا ہی قاضی عضد نے شرح مختصر الأصول میں اور اصحاب حواشی نے حاشیہ پر اور ایسا ہی مضمون شرح مقاصد اور چلپی کے حواشی مواقف وغیرہ میں مذکورہ ہے اور ایسی ہی تصریح علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں اور قونوی وغیرہ کی ہے جن کی نصوص بیان کرنے سے تطویل کے اندیشہ سے ہم نے اعراض کیا اور حق تعالیٰ ہی ہدایت کا متولی ہے۔[1]

[چھبیسواں سوال]

(۲۶) کیا کہتے ہیں قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے کا مدعی ہے؟ کیونکہ لوگ آپ

---

(۱) اس سارے کلام میں حق و باطل کو خلط ملط کر کے سلف صالحین اور آئمہ اہل الحدیث صحابہ وتابعین اور متاخرین اہل الحدیث سے جدا منہج کو اختیار کیا گیا ہے جو کہ اشاعرہ وماتریدیہ کے مبتدعانہ کلام پر مبنی ہے۔ جس میں فلسفیانہ موشگافیاں کر کے خلط مبحث اور نصوص کتاب وسنت پر اکتفاء اور وقوف کو ترک کرنے کا طریق اختیار کیا گیا ہے۔ جس کا ظاہری نتیجہ سلف صالحین کے عقیدے سے انحراف کی صورت میں سامنے آیا ہے جبکہ تمام آئمہ سلف صالحین وجمیع محدثین اللہ تعالیٰ کے بارے میں کتاب و سنت میں درج صفات وافعال کا اثبات کرتے تھے اور ان کی کسی قسم کی تاویل وتکییف وتعطیل نہ فرماتے تھے، نہ ہی تشبیہ وتعطیل ہی کے جرم کا ارتکاب کرتے تھے اور ان صفات کے منافی امور کا اثبات نہ فرماتے تھے بلکہ ان کے ظاہری معنی پر وقوف کرتے تھے اور ان کی کیفیات کو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ٹھہراتے تھے اور تفویض کے قائل بھی نہ تھے کہ ان صفات کو محض تفویض کے نام پر معطل کر ڈالیں۔ چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ سے جب اللہ تعالیٰ کے استواء کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا "استواء معلوم ہے البتہ اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس کے متعلق سوال بدعت ہے۔" ...الخ۔ تو یہی طریقہ آئمہ اہل السنۃ کے نزدیک دیگر صفات باری تعالیٰ پر بھی جاری وساری رہا اور وہ اس قسم کی امکانات واختیارات کی بحثوں میں نہ الجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (ابو محمد)

کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ اس سے محبت رکھتے اور اس کی تعریف کرتے ہو۔ آپ کے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ ان مسائل کا شافی بیان لکھیں گے تا کہ قائل کا صدق و کذب واضح ہو جائے اور جو شک لوگوں کے دلوں کے مشوش کرنے سے ہمارے دلوں میں تمہاری طرف سے پڑ گیا ہے وہ باقی نہ رہے۔

[جواب]

ہم اور ہمارے مشائخ کا مدعی نبوت و مسیحیت قادیانی کے بارے میں یہ قول ہے کہ شروع شروع میں جب تک اس کی بدعقیدگی ہمیں ظاہر نہ ہوئی بلکہ یہ خبر پہنچی کہ وہ اسلام کی تائید کرتا ہے اور تمام مذاہب کو بدلائل باطل کرتا ہے تو جیسا کہ مسلمان کو مسلمان کے ساتھ زیبا ہے ہم اس کے ساتھ حسن ظن رکھتے اور اس کے بعض ناشائستہ اقوال کو تاویل کر کے محمل حسن پر حمل کرتے رہے۔ اس کے بعد جب اس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے۔ بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے، کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ مگر چونکہ مبتدعین کا مقصود یہ تھا کہ ہندوستان کے جہلاء کو ہم پر برافروختہ کریں اور حرمین شریفین کے علماء و مفتی و اشراف و قاضی و رؤسا کو ہم پر متنفر بنائیں۔ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ اہل عرب ہندی زبان اچھی طرح نہیں جانتے بلکہ ان تک رسائل و کتابیں پہنچتی بھی نہیں اس لئے ہم پر جھوٹے افتراء باندھے سو خدا ہی سے مدد درکار ہے اور اسی پر اعتماد ہے اور اسی کا تمسک جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے۔ سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزین کر دیجئے اور اگر غلط و

باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتائیے۔ ہم ان شاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے اور اگر ہمیں آپ کے ارشاد میں کوئی شبہ لاحق ہوگا تو دوبارہ پوچھ لیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے اور خفا نہ رہے اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ:

سب تعریف اللہ کو زیبا ہے جو پالنے والا ہے

تمام جہانوں کا اور اللہ کا درود وسلام نازل

ہو اولین وآخرین کے سردار محمد ﷺ

پر اوران کی اولاد وصحابہ وازواج وذریات سب پر

زبان سے کہا اور قلم سے لکھا خادم الطلبہ کثیر الذنوب والآثام حقیر خلیل احمد نے خدا ان کو توشۂ آخرت کی توفیق عطا فرمائے۔ تمت بالخیر۔ ۱۸ شوال ۱۳۲۵ھ

اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات قدیمہ

چونکہ یہ رسالہ عربیہ تصادیق علماء ہندوستان سے مکمل کرانے کے بعد حجاز ومصر وشام کے بلاد اسلامیہ میں بھیجا گیا تھا اس لئے اول علماء ہند کی تحریرات درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ (تصدیق انیق، قدوۃ العارفین زبدۃ المحدثین حضرت مولانا الحاج المولوی محمود حسن (۱) صاحب محدث دامت فضائلہم)

---

(۱) الشیخ العالم الکبیر العلامۃ المحدث محمود حسن بن ذوالفقار علی حنفی دیوبندی علوم نافعہ میں اعلم فقہ اور اس کے اصول میں متاخرین علماء میں بہترین اور سب سے زیادہ نصوص وقواعد کو جاننے والے ۱۲۶۸ھ میں بریلی میں پیدا ہوئے اور دیوبند شہر میں پرورش پائی۔ سید احمد دہلوی سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اسی طرح مولانا یعقوب بن مملوک علی اور علامہ محمد قاسم وغیرہم علماء سے تلمذ کیا۔ مولانا قاسم کی صحبت میں لمبی مدت رہے اور ان سے بہت کچھ علوم میں نفع حاصل کیا حتی کہ علم میں پختہ کار ہو گئے اور مدرسہ دیوبند میں مدرس کی حیثیت سے ۱۲۹۲ھ میں تقرر ہوا۔ پھر تصوف کی بیعت شیخ رشید احمد گنگوہی کے ہاتھ پر کی اور ایک سال میں کئی مرتبہ رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے تصوف کی بیعت کی اجازت لی حتی کہ بڑے علماء کی موت نے انہیں بڑا بنادیا۔ میں نے دیوبند میں بارہا ان سے ملاقات کی اور انہیں عبادت گزار اور قیام اللیل کرنے والا پایا۔ حدیث کی روایت میں پختہ اور علم کی شدید رغبت وسریع الادراک پایا۔ فقہ اور اس کے اصول میں مکمل مہارت رکھتے تھے حدیث کے متون کے حافظ تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف زیبا ہے اللہ کو جو غائب و حاضر کا جاننے والا ہے اور درود وسلام اس ذات پر جس نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا بھی عبادت ہے اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو امت کے سردار و پیشوا ہیں۔ اس کے بعد عرض ہے کہ میں اس رسالہ کے ملاحظہ سے مشرف ہوا جس کو مولانا العلام و پیشوائے علماء انام مولانا مولوی خلیل احمد صاحب نے لکھا ہے۔ ان کے فیوض ہمیشہ جاری رہیں ہر نشیب و فراز پر۔ سو اللہ ہی کے لئے ہے ان کی خوبی واقعی حق صریح بیان کیا اور اہل حق سے بدگمانی زائل فرمائی۔ اور یہی ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ کا عقیدہ ہے اس میں کچھ شک نہیں۔ پس حق تعالیٰ مصنف کو اس محنت کی جزا عطا فرمائے جو حاسد کی افتراء پردازی کے وسوسوں کے باطل کرنے میں انہوں نے کی ہے۔

محمود۔ عفی عنہ۔ مدرس اول فی مدرسۃ دیوبند

۲۔ (تحریر منیف سیّد العلماء صفوۃ الصلحاء حضرت مولانا الحاج میر احمد حسن صاحب [1] امروہوی قدس اللہ سرہٗ)

[illegible] تدریس وفتاویٰ کی انتہا تھی یعنی کامل مدرس ومفتی تھے۔

حج وعمرہ کی غرض سے کئی بار حجاز تشریف لے گئے اور ۱۲۹۴ھ میں بزرگوں اور علماء کی ایک جماعت کے ساتھ سفر حجاز [illegible] میں شیخ قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، شیخ یعقوب گنگوہی، شیخ رفیع الدین، شیخ مظہر اور مولوی احمد حسن کانپوری اور دیگر [illegible] شامل تھی۔ حج وزیارت سے مشرف ہوئے اور مکہ مکرمہ میں شیخ کبیر امداد اللہ مہاجر مکی اور علامہ رحمۃ اللہ بن خلیل الرحمن [illegible] سے ملاقات کی اور مدینہ منورہ میں شیخ عبدالغنی بن ابی سعید العمری دہلوی سے بھی بڑے فیض حاصل کئے۔ (نزہۃ [illegible] ص:۳۶۵، ۳۶۶)

[1] الشیخ العالم الفقیہ احمد حسن بن اکبر حسین الحسینی الحنفی امروہوی تقریر و تبحر کلامی میں ممتاز عالم تھے، امروہہ میں پیدا [illegible] میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر دیوبند کے مدرسہ سے علم حاصل کیا اور قاسم نانوتوی سے اخذ علم کیا اور دیگر کئی علماء سے [illegible] زمانے میں علوم وفنون میں یکتا ہوگئے۔ پھر احمد علی بن لطف اللہ سہارنپوری سے اور شیخ عبدالرحمن بن محمد انصاری پانی [illegible] عبدالقیوم بن عبدالحی البکری بڈھانوی سے سند حدیث لی۔ اور حج وزیارت کے لئے سفر کیا اور مکہ میں حاجی امداد اللہ کے [illegible] شیخ عبدالغنی بن ابی سعید دہلوی سے مدینہ منورہ میں سند حدیث لی پھر ہندوستان لوٹے اور امروہہ میں مدرسہ عربیہ [illegible] سرانجام دیتے رہے۔ (نزہۃ الخواطر، ص:۳۱)

خدا کے لئے ہے عاقل عجیب کی خوبی کہ مستحکم تحقیقات و عجیب باریکیاں ہر مسئلہ اور باب میں بیان کیں اور چھلکے کو مغز سے جدا کیا اور شک و بطلان کے گھونگھٹ حق و صواب کے چہروں سے کھول دیئے کیونکر نہ ہو عجیب محقق وہ شخص ہے جو حق تعالیٰ کے انعام وافضال کا مورد اور محققین زمانہ میں پیشوا ہے۔ پس حق یہ ہے کہ خدا ان کو دائم و باقی رکھے کہ جو کچھ لکھا صواب لکھا اور جو جواب دیا ایسا عمدہ دیا کہ باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے اور یہی حق صریح ہے جس میں شک نہیں پس یہی حق ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے کیا رہا اور یہ سب ہمارا اور ہمارے مشائخ اور پیشوایان کا عقیدہ ہے۔ حق تعالیٰ ہم کو اسی پر موت دے اور اپنے مخلص پرہیزگاروں کے ساتھ محشور فرمائے اور انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین مقرب بندوں کے ہمسایہ میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

پس جس نے ہم پر اور ہمارے باعظمت مشائخ پر کوئی قول جھوٹ باندھا تو وہ بلا شبہ افتراء ہے اور اللہ ہم کو اور ان کو راہ مستقیم دکھائے اور وہ ہی حق تعالیٰ ہر شے سے باخبر ہے اور واقف ہے اور آخر پکار یہ ہے کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور درود و سلام ہو بہترین خلق خلاصہ انبیاء سیدنا و مولانا محمد ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر اور سب پر۔ میں ہوں بندہ ضعیف

خادم الطلبه احقر الزمن احمد حسن حسینی نسباً امروهوی مولداً و موطناً چشتی صابری نقشبندی و مجددی طریقةً و مشرباً حنفی ماتریدی مسلکاً و مذهباً.

حافظ اکبر شاہ نے ان کے متعلق لکھا: "یہ عظیم محدث و مدبر اور خطیب و مناظر تھے۔ عظیم علمی مقام پر فائز تھے، سلوک و تصوف کی بیعت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ہاتھ پر کی اسی طرح تصوف کی اجازت و خلافت حاجی صاحب اور نانوتوی صاحب سے لی اور ان کی صحبت کے اور لیل و نہار کے مصاحب ہونے کی وجہ سے اہل علم کے نزدیک بڑا مقام تھا اور تصوف کے سلوک و منازل میں مرتبہ عالیہ و رفیعہ حاصل کر لیا۔" (اکابر علماء دیوبند، ص:۷۹)

۳۔ (تحریر شریف عمدۃ الفقہاء و اسوۃ الاصفیاء حضرت مولانا الحاج المولوی عزیز الرحمٰن صاحب[1] مدت برکاتہم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جملہ تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور درود وسلام تمام و کامل اس ذات پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ کہتا ہے رحیم ومنان کی رحمت کا محتاج بندہ عزیزہ الرحمٰن عفا اللہ عنہ مفتی مدرس مدرسہ عالیہ واقع دیو بند جو کچھ تحریر فرمایا علامہ پیشوا، دریائے موّاج، محدّث فقیہ متکلم عاقل مرجع امام مقتدائے خلق جامع شریعت وطریقت واقف اسرار حقیقت کہ کھڑے ہوئے حق ظاہر کی مدد کے لئے اور اکھاڑ پھینکی شرک و بدعت کی بنیاد، مؤید من اللہ الاحد الصمد، مولانا الحاج الحافظ خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم واقع سہارنپور نے (خدا اس کو شرور سے محفوظ رکھے) مسائل کی تحقیق میں وہ سب حق ہے میرے نزدیک۔ اور میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے پس اللہ ان کو عمدہ جزا دے قیامت کے دن اور اللہ رحم فرماتے اس شخص پر جو سرداران بزرگ کی جانب اچھا گمان رکھے اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور اول و آخر حمد کا مستحق ہے اور وہ مجھ کو کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔

اس کو لکھا بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ دیو بندی نے

---

(۱) شیخ فاضل عزیز الرحمٰن بن فضل الرحمٰن عثمانی دیو بندی فقہاء حنفیہ میں سے تھے۔ ۱۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور دیو بند میں پرورش پائی اور فاضل علماء کرام سے وہیں مدرسہ عربیہ میں تعلیم حاصل کی۔ پھر مدرسۂ عالیہ دیو بند میں تدریس وافتاء پر مسند ہوئے۔ پھر اس مدرسے کا انتظام علامہ انور شاہ کشمیری اور اپنے بھائی شبیر احمد عثمانی کے حوالے کر کے گجرات کے علاقے میں کوچ کیا اور تاوقت وفات وہیں درس وتدریس میں مشغول رہے۔ انہوں نے شیخ رفیع الدین دیو بندی کے ہاتھ پر بیعت کی جو کہ شیخ عبدالغنی مجددی دہلوی مہاجر مدینہ منورہ کے خلیفہ تھے اور طریقۂ نقشبندیہ سے وابستہ ہو کر اس کے عمل میں معروف رہے بڑی شد و مد سے اور صدق واخلاص سے سلسلۂ نقشبندیہ کے مطابق عمل کیا۔ شیخ رفیع الدین نے انہیں اجازت دی اور اپنا خلیفہ مقرر کر لیا۔ پھر ۱۳۰۵ھ میں حرمین شریفین کی طرف سفر کیا اور دو سال وہیں رہے اور شیخ حاجی مہاجر مکی سے استفادہ کیا اور بیعت کی اجازت لی۔ تقریباً ۱۳۰۹ھ میں گنج مراد آباد کی طرف تشریف لائے اور فضل الرحمٰن سے سند حدیث لی۔ ہمیشہ حلقہ ذکر وتوجہ میں منہمک رہتے۔ ان کی کئی کرامتیں اور کشف بیان کئے جاتے ہیں۔

۴۔ کلمات بابرکت طبیب الملت حکیم الأمت حضرت الحاج الحافظ مولانا اشرف علی (۱) تھانوی میں اس کا مقر اور معتقد ہوں اور افتراء کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔ میں ہوں اشرف علی تھانوی حنفی چشتی، اللہ خاتمہ بخیر فرمائے۔

۵۔ (تصدیق لطیف شیخ الاتقیاء وسند الابرار الحاج الحافظ الشاہ عبدالرحیم صاحب (۲) عمت مکارمهم)

۱۳۴۱ھ میں وہیں فوت ہوئے اور مولانا قاسم نانوتوی اور علامہ محمود حسن دیوبندی کے پہلو میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ (نزہۃ الخواطر ۳۲۰۔۳۲۱)

(۱) الشیخ العالم الفقیہ اشرف علی بن عبدالحق الحنفی التھانوی مشہور واعظ اور فضل و اثر والے تھے۔ تھانہ کے علاقے مظفر نگر میں ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ مولانا فتح محمد تھانوی اور مولوی منفعت علی دیوبندی سے مختصرات پڑھیں۔ اکثر کتب منطق و حکمت پڑھیں، مولانا محمود حسن دیوبندی سے اصول و فقہ سیکھے اور مولانا محمود حسن دیوبندی محدث ہی سے اصول فقہ و احادیث کی تعلیم حاصل کی۔ سید احمد دہلوی سے فنون ریاضیہ اور فقہ المواریث پڑھیں اور مولانا یعقوب بن مملوک علی نانوتوی سے حدیث و تفسیر پڑھیں اور یہ ساری تعالیم مدرسۂ عالیہ ''دیوبند'' میں حاصل کیں۔ پھر مکہ مکرمہ اور مدینہ شریف گئے، حج و زیارت کے بعد طریقہ نقشبندیہ کے سلسلہ سے وابستہ ہوئے اور حاجی امداد اللہ تھانوی ثم مہاجر مکی سے اخذ بیعت کی۔ بڑی مدت تک صحبت میں رہے پھر ہند کی طرف مراجعت کی اور کانپور میں مدرسہ جامع العلوم میں طویل مدت تک درس و تدریس کرتے رہے اور ساتھ ساتھ تصوف کے اذکار و اشغال میں مصروف رہے حتیٰ کہ ان پر غلبہ حاصل ہوا اور تدریس ترک کر کے ہندوستان کے مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ پھر دوبارہ حجاز کا رُخ کیا، پیر امداد اللہ کی خدمت میں طویل مدت رہے پھر مراجعت ہند کر کے تھانہ بھون کے علاقے میں ۱۳۱۵ھ تک اقامت رکھی۔ سوائے کسی اضطراری صورت کے یا بغرض علاج جانے کے وہاں سے نہ نکلے۔ تربیت و ارشاد اور اصلاح نفوس و تہذیب الاخلاق میں مرجع قرار پائے۔ ان کی طرف لوگ دور دراز سے بھی برغبت کھنچے چلے آتے۔ تربیت مریدین اور ارشاد طالبین میں یکتا تھے۔ نفوس پر شیطانی مکروفریب سے واقف و مطلع تھے، روحانی بیماریوں کے معالج اور نفس کی بیماریوں کے طبیب تھے۔ ایک جگہ فروکش رہتے نہ جاتے کہیں البتہ ان کی طرف قصد کیا جاتا۔ ان کی مجالس و مقاومات قیود والتزامات سے کنایاں ہوتیں جنہیں طلاب برداشت کرتے۔ ان قاصدین کی ضیافت کا اہتمام ان کے مرتبہ کے لحاظ سے نہ فرماتے بلکہ وہ خود ہی اس کا انتظام کرتے۔ البتہ بعض خاص زائرین و قاصدین کی ضیافت کرتے۔ اس کے باوجود دور دراز سے طالبین چلے آتے تھے، اپنے خرچ، اوقات و نفقات سے ان کی طرف قصد کرتے۔ اشرف علی صاحب کے اوقات منظم تھے جن میں کوئی خلل استثناء سوائے اضطراری حالات کے نہ ہوتا تھا۔ بعض رسالہ جات و تعویزات بھی لکھتے تھے۔ (نزہۃ الخواطر، ص:۵۶۔۵۷)

اکبر شاہ ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''شیخ اور حکیم الامت تھے، چاروں سلسلہ ہائے تصوف چشتی، نقشبندی، سہروردی و قادری سے منسلک تھے اور بیعت لیتے تھے اور بعض مریدوں کو خلافت بھی عطا فرمائی۔'' (اکابر علماء دیوبند:۶۲)

(۲) شیخ عبدالرحیم رائے پوری جید عالم دین اور عارف کامل تھے۔ رامپور اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ خلیل احمد سہارنپوری کے ہاتھ پر کئی کتب پڑھیں۔ ان کی طبیعت ابتدائی عمر ہی سے تصوف و سلوک کی

جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے حق صحیح اور موجود ہے کتابوں میں نص صریح کے ساتھ اور یہی میرا اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان سب پر رضا ہو اسی پر اللہ ہم کو جلا دے اور اسی پر موت دے۔ میں ہوں بندۂ ضعیف عبدالرحیم عفی عنہ رائپوری خادم حضرت مولانا الشیخ رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرّہ العزیز۔

۴۔ (تسطیر منیر رئیس الحکماء امام الفضلاء حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد حسن [1] صاحب زیدت محاسنہم)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو یکتا ہے اپنی ذات کے جلال میں، پاک ہے نقص کے شائبوں اور علامات سے اور درود وسلام سیدنا محمدؐ پر جو اس کے نبی و رسول ہیں اور ان کی سب اولاد و اصحاب پر اما بعد! پس یہ تقریر جو شیخ اجل وامجد اور فرد اکمل واوحد مولانا حاجی حافظ خلیل احمد مدظلہ علی رؤس المسترشدین نے فرمائی ہے۔ خدا ان کو شریعت وطریقت اور دین کے زندہ کرنے کے لئے قائم رکھے، حق ہے ہمارے نزدیک اور عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ رضوان اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین کا۔ میں ہوں بندۂ ضعیف نحیف محمد حسن عفی عنہ دیوبندی۔

طرف مائل تھی۔ کم سنی میں ہی گنگوہ شہر گئے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے استفادہ اور فیض وتربیت پائی۔ حاجی صاحب نے ان سے بیعت لی اور اپنے طریقہ کو سکھایا۔ عبدالقادر رائے پوری فرماتے ہیں: "شاہ عبدالرحیم شیخ کامل اور صاحب درجہ ورتبۂ عالیہ اور صاحب حال ولی تھے۔ اکابر علماء میں سے تھے کثرت کشف رکھتے تھے۔ ان کی قبر ہمیشہ تمام لوگوں کے لئے منبع فیوض و ...رہی ہے۔" (اکبر علماء دیوبند، ص:۷۳)

[1] شیخ محمد حسن صاحب ۱۸۷۸ء میں ہل پور کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد اللہ داد بڑے معروف عالم اور ...پیر کامل تھے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی دورۂ حدیث کے بعد ان کی طبیعت تصوف کی طرف مائل ...انہوں نے امرتسر شہر میں اقامت کے دوران مختلف اساتذہ مثلاً شیخ نور احمد امرتسری، غلام مصطفیٰ قاسمی وغیرہ سے استفادہ ...بھی سلوک وتصوف کے اساتذہ میں شمار ہوتے تھے مدرسہ غزنویہ میں دورۂ حدیث کی تکمیل کے بعد امرتسر سے مرکز ...یعنی دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور علامہ انور شاہ کشمیری سے دورۂ حدیث پڑھا۔ لاہور میں جامعہ اشرفیہ کا سنگ بنیاد ...موقعہ پر ان کے ساتھ مفتی محمد شفیع دیوبندی اور خیر محمد جالندھری، جلیل احمد شیروانی، رسول خان ہزاروی، ادریس ...غزنوی، مفتی جمیل احمد تھانوی، قاری محمد طیب قاسمی اور شیخ مسیح اللہ خان شیروانی بھی موجود تھے۔

۷۔ (تحریر شریف جامع الکمال صادق الاحوال جناب مولانا الحاج المولوی قدرت اللہ صاحب[1] بورک فی احوالہ)

یہی ہے حق اور صواب۔ قدرت اللہ غفرلہ ولوالدیہ مدرس مراد آباد مدرسہ۔

۸۔ تحریر منیف صاحب الرائے الصائب ذوالفہم الثاقب حضرت مولانا الحاج المولوی حبیب الرحمٰن صاحب[2] دامت فیوضہم)

سب تعریفیں اللہ یکتا کے لئے اور درود وسلام ان پر جن کے بعد کوئی نبی نہیں جو کچھ لکھا ہے شیخ امام دانا سردار نے سوالات مذکورہ کے جواب میں وہی حق اور صواب ہے اور اس کے مطابق ہے جو سنت و کتاب کہہ رہی ہے اور ہم اس کو دین قرار دیتے ہیں اللہ کے لئے۔ اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کا۔ پس اللہ رحم فرمائے اس پر جو بچشم انصاف دیکھے اور حق کا یقین لائے۔ اور صدق کا مطیع ہو۔

میں ہوں بندہ ضعیف۔ حبیب الرحمٰن دیوبندی۔

انہوں نے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ۱۳۴۰ھ میں یہ بیعت چاروں سلسلہ ہائے پر مشتمل تھی۔ اشرف علی تھانوی نے انہیں اپنی خلافت عطا کی، اس کے بعد ساری عمر اپنے پیر کے تابع ہو کر درجہ عالیہ اور مرتبہ فنافی الشیخ حاصل کیا۔

نہ صرف یہ کہ مفتی وعالم جید تھے بلکہ شریعت وطریقت کے جامع تھے، ان کے فیض علمی اور روحانیت سے بڑی تعداد میں علماء وصلحاء مشاہیر علم وفضل مثلاً امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری، شمس العلماء شمس الحق افغانی، مفتی محمد خلیل، فقیر محمد پشاوری، قاری شیخ محمد پانی پتی، داؤد غزنوی، بہاء الحق قاسمی، اسماعیل غزنوی، عبیداللہ امرتسری اور شیخ محمد سرور خان نے استفادہ کیا۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۱۶۴، ۱۶۸)

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۲) شیخ فاضل حبیب الرحمٰن بن احمد علی بن لطف اللہ حنفی ماتریدی سہارنپوری، مشہور فقہاء میں سے تھے، تعلیم وولادت سہارنپور میں پائی۔ اپنے والد سے کسب علم کیا اور دیگر علماء سے بھی استفادہ کیا۔ اپنے والد کی حیات میں ہی مسند تدریس پر فائز ہو گئے۔ اس کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں ایک مدت تک مدرس رہے۔ ۱۳۱۴ھ میں اسے چھوڑ کر حیدرآباد دکن چلے گئے اور وہاں دار العلوم میں مدرس مقرر ہوئے۔ (نزھۃ الخواطر۔ ص ۱۰۱)

۹۔ (تحریر لطیف بقیۃ السلف قدوۃ الخلف حضرت مولانا الحاج مولوی محمد احمد[1] صاحب انار اللہ برھانہ)

جو کچھ لکھا علامہ یکتائے زمانہ نے وہی حق اور صواب ہے۔

احقر: احمد بن مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ثم الدیو بندی، مہتمم مدرسہ عالیہ دیو بند

۱۰۔ (تحریر شریف حاوی الفروع والاُصول جامع المعقول والمنقول مولانا الحاج المولوی غلام رسول صاحب[2] مدظلہ)

سب تعریفیں اللہ کو زیبا ہیں کہ اس کے کمال کا وصف بیان کرنے سے مخلوق کے نصحاء کی زبانیں قاصر اور اس کی عظمت کے میدان تک پہنچنے سے عقول وافہام کے بازو عاجز ہیں اور درود وسلام افضل رسل سیدنا محمدؐ پر اور ان کے آل واصحاب پر اور نیکوکاران بزرگان پر۔

امابعد! یہ تقریر جو سوالات مذکورہ کے جواب میں کاملین زمانہ میں اکمل اور علماء وقت میں اعلم اور گروہ سالکین کے مقتدا، اور جماعتہائے متقین کے خلاصہ مولانا حافظ حاجی خلیل احمد صاحب نے فرمائی ہے۔ قول حق اور کلام صادق ہے اور یہی ہمارا عقیدہ اور ہمارے تمام مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔ میں ہوں بندۂ ضعیف غلام رسول عفی عنہ مدرس فی مدرسہ عالیہ دیو بند۔

۱۱۔ (تحریر منیف فاضل عصر کامل دہر جناب مولانا محمد سہول صاحب[3] لازال مجدہ)

حمد وصلاۃ وسلام کے بعد یہ جوابات جن کو علم وہدایت کے جھنڈوں کو اونچا کرنے والے اور جہل وگمراہی کے نشانوں کو نیچا کرنے والے اہل طریقت کے سردار اور اصحاب

---

(۱) ان کے حالات دیکھیں کتاب ''علماء حق'' میں جسے سید محمد میاں نے لکھا جو امین عام تھے جمعیۃ العلماء ہند کے۔ ان کے نزدیک احمد صاحب شمس العلماء تھے۔ صفحہ ۲۳۹

(۲) ان کا تذکرہ آگے مولوی کفایت اللہ کے ترجمے میں بیان کیا جائے گا۔ (نزھۃ الخواطر ۳۴۸)

(۳) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

حقیقت کے مستند خلاصہ فقہاء مفسرین، مقتدائے متکلمین، ومحدثین شیخ اجل واوحد حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے ان کے فیضان مسلمانوں اور طالبان ہدایت پر سدا قائم رہیں، واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے، اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔ اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا اور میں ہوں بندہ ارذل محمد بن افضل یعنی سہول عفی عنہ مدرس مدرسۂ عالیہ دیوبند۔

۱۲۔ (تحریر لطیف عالم فاضل بے نظیر جناب مولانا عبدالصمد صاحب[1] طاب اللہ ثراہ)

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے آدم کو تمام نام سکھائے اور عطا فرمائی ہم کو عالی نعمتیں استحقاق سے پہلے اور ہم کو دکھایا سیدھا راستہ مختلف ومتفرق راستوں میں اور ہم درود وسلام بھیجتے ہیں اس کے بندہ اور رسول محمدؐ پر جو ایسے وقت رسول بنے کہ حق کے مددگار سُست اور ارکان مضمحل ہو چکے تھے اور باطل کے شعلے بلند اور قیمت بڑھ گئی تھی۔ آپ نے بلایا اللہ کی طرف ہر کفر کرنے والے کو اور بھلے کام کی تاکید فرمائی اور منع کیا بُرے کام سے اور روکا۔ آپ کی اولاد نیکو کار ومکرم اور صحابہ کاملین باعظمت پر جو محشر میں سفارش فرمائیں گے اور مقبول ہوگی...... امابعد!

جوابات جن کو تحریر فرمایا ہے ایسی ذات نے جو باغہائے طریقت کی بہار اور مخلوق میں مبارک ہیں زندہ کرنے والے راہ کے نشانوں کے ان کے مٹ جانے کے بعد اور معرفتوں کے مراسم کی تجدید کرنے والے ان کے ماہتاب اور آفتاب غروب ہو جانے کے بعد کہ جاری ہیں حکمتوں کے چشمے ان کے وسط قلب سے اور پھیل رہی ہے ان کے انوار کی شعاعیں دلوں میں اور پہنچ رہے ہیں ان کے اسرار کے لشکر ہر طالب ومطلوب تک اور چمک رہے ہیں ان کی معرفتوں کے آفتاب اور [illegible] ان کی معرفتوں کے درخت۔

---

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

سدار ہے زہد ان کا طریقہ اور تقویٰ ان کا لباس اور یاد حق ان کی مونس اور فکر حق ان کا ہم نشیں، مولانا العلام اور ہمارے استاذ فہم شیخ صاحب زہد اور سردار بزرگ حافظ حاجی یعنی مولانا خلیل احمد مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور[1] (یہ سارے جوابات اس لائق ہیں) کہ اہل حق ان کو عقیدہ بنائیں اور مستحق ہیں کہ دین متین میں مضبوط علماء ان کو تسلیم کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے عقیدے ہیں اور ہم متمنی ہیں اللہ سے کہ ہمیں انہیں پر چلا دے اور مارے اور ہم کو داخل فرمائے جنت میں ہمارے بزرگ استاد کے ساتھ اور یہی بہتر کارساز اور بہتر مددگار ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی خیر خلقه و فخر رسله و آله و صحبه اجمعین.

راقم آثم محمد عبد الصمد عفا عنہ الاحد مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند، خدا اس کو تا قیامت قائم رکھے۔

۱۳۔ (تحریر شریف شمس الفلک الشریعۃ البیضاء و بدر السماء لطریقۃ الغراء حضرت مولانا الحاج الحکیم[2])

(محمد اسحاق نھٹوری صاحب سقاہ اللہ بالرحیق المختوم)

اللہ کے لئے ہے خوبی، حق و صواب جوابات دینے والے کی جو کچھ اس میں ہے بلا شک و ریب تصدیق کرتا ہوں۔ (احقر محمد اسحاق نھٹوری ثم الدھلوی)

۱۴۔ (تحریری منیف ذروۃ سنام الدین و عروۃ الحبل المتین جناب مولانا الحاج المولوی ریاض الدین[3] صاحب اطال اللہ بقاہٗ)

---

(۱) اہل بدعت ہمیشہ اپنے آئمۃ المضلین کی تعریف میں رطب اللسان رہتے اور حد درجہ غلو آمیز مدح سرائی کر کے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ کبھی کسی صحابی یا تابعی کی شان یوں بیان کیوں نہیں کرتے؟ (ابو محمد)

(۲) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۳) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

مجیب نے درست بیان کیا۔ محمد ریاض الدین عفی عنہ، مدرس مدرسہ عالیہ میرٹھ

(۱۵) (تحریر لطیف ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام جناب مولانا المفتی کفایت اللہ صاحب[1] عمت فیوضہم)

میں نے تمام جوابات دیکھے پس سب کو ایسا حق صریح پایا کہ اس کے ارد گرد بھی شک یا ریب نہیں گھوم سکتا اور یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔ میں ہوں بندۂ ضعیف امیدوار رحمت خداوندی محمد کفایت اللہ شاہجہانپوری حنفی مدرس مدرسہ امینیہ (دہلوی)

۱۶۔ (تحریر شریف جامع العلوم النقلیۃ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی محمد قاسم صاحب زید فضلہ العمیم[2])

جواب صحیح ہے۔ بندہ محمد قاسم عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دھلی۔

۱۷۔ (تحریر شریف جامع العلوم النقلیۃ والفنون العقلیہ جناب مولانا المولوی ضیاء الحق صاحب[3] زید فضلہ العمیم)

مجیب نے درست بیان کیا۔ بندہ ضیاء الحق عفی عنہ مدرس مدرسہ امینیہ دھلی

۱۸۔ (تحریر حنیف ذوالفضل والفضائل عمدۃ الاقران والاماثل جناب مولانا الحاج المولوی عاشق الٰہی صاحب[4] (مولوی فاضل) کثر اللہ امثالہ۔

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو اسلام کا راستہ دکھایا اور ہم ہدایت نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ دیتا اور درود وسلام بہترین مخلوقات سیدنا محمد ﷺ اور ان کی آل پر

---

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۲) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۳) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۴) ان کا تذکرہ شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے ترجمے میں کیا گیا ہے۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۴۷)

قیامت تک۔ میں اس مقالہ شریف کے ملاحظہ سے مشرف ہوا جس کو پیشوا و سردار اعظم کامل یکتا ہمارے سردار و مولیٰ حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ان کو سدا اسلام میں شرک کی بنیاد کا قلع قمع کرنے والا اور دینی بدعتوں کی بنیادوں کا گرانے والا اور اکھاڑنے والا رکھے۔ یہ سوالات کے جوابات صادق اور صائب ہیں اور میرے نزدیک بلا ریب حق ہیں۔ یہی میرا عقیدہ ہے اور میرے مشائخ کا عقیدہ ہے ہم بزبان اس کے مقر اور بدل اس کے معتقد ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے خوبی مجیب عاقل دریائے مواج اور عاقل فہیم کی۔ پھر اللہ کے لئے ہے ان کی خوبی جو کچھ جواب دیا صائب دیا اور عمدہ نفع پہنچایا۔ اللہ ہم کو ان کی حیات و بقاء کے طول سے بہرہ یاب بنائے اور ان کو جزا دے۔ میری اور تمام اہل حق کی طرف سے بہتر جزا اہل باطل کی بہتان بندی کے وسوسوں کے باطل کرنے کی محنت کے صلے میں۔ میں ہوں بندۂ ضعیف محمد عاشق الٰہی میرٹھی عفی عنہ۔

۱۹۔ (تحریر لطیف ذوالمجد الفاخر والعلم الذاخر والفہم الباہر والرشد الزاہر جناب مولوی سراج احمد[1] صاحب دام فیضہ)

بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو صاحب دل ہو یا متوجہ ہو کر کان لگائے۔

میں ہوں امیدوار سوئے خدائے واحد محمد سراج احمد۔ مدرس مدرسہ سردھنہ ضلع میرٹھ۔

۲۰۔ (تحریر شریف معدن معاظم الاشفاق ومخزن محاسن الاخلاق جناب مولوی قاری محمد اسحٰق صاحب[2] نصر اللہ بمنہ)

جو کچھ علامہ نے تحریر فرمایا ہے وہ بلا ریب حق و صحیح ہے۔ بندہ ضعیف محمد اسحاق میرٹھی۔

مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ۔

---

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۲) ان کا تذکرہ مفتی عزیز الرحمان عثمانی کے ترجمے میں ہے اور محمد اسحاق صاحب ان کے خلیفہ اور مریدین میں سے تھے۔ (اکابر علماء دیوبند، ص:۵٦)

۲۱۔ (تحریر حنیف طبیب الامراض الروحانیۃ و معالج الاقسام الجسمانیۃ جناب مولوی حکیم مصطفیٰ صاحب[1] نفعنا اللہ لوجودہ)

بے شک یہ قول فیصل ہے اور بے معنی نہیں۔ بندہ محمد مصطفیٰ بجنوری۔ طبیب وارد حال میرٹھ۔

۲۲۔ تحریر لطیف عین الانسان الکامل و انسان عیون الافاضل حضرت مولانا الحاج الحکیم محمد مسعود احمد صاحب[2]) العبد محمد مسعود احمد بن مولانا رشید احمد گنگوھی قدس سرہ العزیز۔

۲۳۔ (تحریر شریف منطبقہ بروج الفضائل مطرح انظار السادۃ والافاضل جناب مولانا المولوی محمد یحیٰ صاحب[3] ایدہ اللہ بروح القدس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفیں اللہ کے لئے جس کی ذات بے نیاز مقدس ہے کہ اس کی صفات خاصا میں کوئی اس کا ہم مثل ہو اگر چہ نبی ہی کیوں نہ ہو اور اس کی قدرت عالی ہے عقل ورائے کے دخل سے۔ درود وسلام ان میں بہترین ذات پر جن کو دعا میں وسیلہ پکڑا جاتا ہے یعنی پیغمبران و صدیقین وشہداء وصلحاء اور کامل تر، ان میں جن کے لئے وصال وانتقال کے بعد حیات ثابت ہے اور ان کی اولاد واصحاب پر جو کافروں پر سخت تر اور مسلمانوں پر مہربان تر ہیں۔

امابعد! میں نے یہ جوابات دیکھے تو ان کو پایا قول حق، واقع کے مطابق اور کلام راست جس کو ہر قانع ومخالف قبول کرے اس میں شک نہیں ہدایت ہے پرہیز گاروں کے لئے جو حق کو مانتے اور گمراہوں وگمراہ کرنے والوں کی واہیات سے منہ پھیرتے ہیں کیوں نہ ہو ان کو لکھا ہے

---

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۲) یہ مولانا رشید احمد کے صاحبزادے ہیں۔

(۳) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

انہوں نے جو نقلی و عقلی علوم کی اطراف کی حد بندی کرنے والے اور فنون عالی وسافل کے رفیع المرتبہ شخص ہیں۔ بروج کمال کے منطقہ اور روافضی وغیرہ مبتدعین کو انقلاب سے اعتدال کی جانب پھیرنے کے لئے بمنزلہ گرز فلک ولایت کے آفتاب، آسمان ہدایت کے ماہتاب، جن کے فیض کی گھٹاؤں سے علم وہدایت کے باغ لہلہا اٹھے جن کے غصے کی بجلیوں سے جہل وگمراہی کے حوض پایاب بن گئے۔ روشن سنت کے علمبردار، بدعت سیئہ شنیعہ کے اکھاڑنے والے، ملت ودین کے رشید طالبین کے لئے فیوضات کے قاسم محمود زمانہ، جملہ اہل عصر میں اشرف، مسلمانوں کے مقتداء پسندیدہ عالم ہمارے حضرت مرشد اور وسیلہ ومطاع مولانا حافظ حاجی مولوی خلیل احمد صاحب، ان کے فیوضات کے آفتاب سدا ان کا نور لینے والے لوگوں کے لئے چمکتے رہیں اور ان کی برکات کی شعاعیں ان کے قدم بہ قدم چلنے والوں پر ہمیشہ چمکتی رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

میں ہوں بندۂ ضعیف حقیر محمد یحییٰ محمد سہسرامی، مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔

۲۴۔ (تحریر حنیف ناشر العلوم العربیۃ وماہر الفنون الأدبیۃ جناب مولانا مولوی محمد کفایت اللہ صاحب[1] زاد اللہ علمہ ورشدہ)

جملہ تعریفیں اس اللہ کے لئے کہ حیات اس کی رضا اور آسائش اور اس کے قرب میں منحصر ہے اور قلب کی صلاح وبہبودی اس کے اخلاص اور یکتائے محبت پر موقوف ہے اور درود وسلام سیدنا ومولانا محمدؐ پر جو اس کے بندے اور رسول ہیں کہ بھیجا ان کو پیغمبروں کے ختم ہوجانے پر اور ان کے ذریعہ سب سے بہتر راستہ اور واضح طریقہ دکھلایا اور ان کی اولاد باعظمت اصحاب پر جو سرداران امیران ومقتدیان بزرگان ہیں۔ یہ تحریر پاکیزہ اور مختصر وثیقہ جس کو تحریر کیا عمدۃ العلماء سردار علماء جامع شریعت وطریقت، واقف رموز معرفت وحقیقت نے کہ تعلیم دی معرفتوں اور علوم کی بعد کہ محو ہوگئے تھے اور جلایا چمکتی ملت حنیفیہ رشیدیہ کے مراسم کو اس کے بعد کہ مٹ چلے

(1) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

تھے پناہ اہل کمال مہر اولیاء محدث متکلم فقیہ عاقل سیدی ومولائی حافظ حاجی مولانا خلیل احمد صاحب نے ان کے افاضے کے آفتاب چمکتے اوران کے افادے کے ماہتاب نکلتے رہیں۔

سو اللہ کے لئے ہے ان کی خوبی کہ ہر باب میں صواب کہا اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے، وہی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی اور نہ پھرنا ہے نہ طاقت مگر اللہ برتر باعظمت کے ہاتھ۔

بندہ اواہ محمد کفایت اللہ۔ اللہ اس کی آخرت دنیا سے بہتر بنائے۔

گنگوہی بحیثیت سکونت مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور۔

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

خلاصۂ عقائد علماء دیوبند، مع تصدیقات جدیدۃ

ترتیب

الشیخ المفتی السید عبدالشکور الترمذی (۱) مدظلہ

(مدیر المدرسۃ العربیۃ حقانیہ، ساہیوال۔ پاکستان)

پیش لفظ

از قاضی مظہر حسین، چکوال

(۱) مفتی سید عبدالشکور ترمذی بن عبدالکریم عصر حاضر کے کبار علماء دیوبند میں سے ہیں اور ساہیوال میں واقع مدرسۃ حقانیہ کے مدیر ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب بعنوان "الفیض الروحانی من الاولیاء الربانیین" لکھی ہے۔ (اس کا ترجمہ اور دیوبندیوں کے نزدیک مقام جاننے کے لئے دیکھیں اکابر علماء دیوبند، محمد اکبر شاہ دیوبندی کی تالیف ص:۵۰۲-۵۰۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی یحق الحق بکلماتہ و یبطل الباطل بسطواتہ نصر المؤمنین و قال کان حقا علینا نصر المؤمنین و قطع کید الخائنین فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی مفرق فرق الکفر والطغیان و مشتت جیوش بغاۃ القرین والشیطان و علی آلہ و صحبہ اشدآء علی الکفار و رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا ما تعاقب النیران و تضاد الکفر والایمان بعد الحمد والصلوۃ.

گزارش ہے کہ آنکہ عرصہ سے بعض احباب کا یہ اصرار اور تقاضا تھا کہ اکابر علماء دیوبند کے جو عقائد، جو درحقیقت تمام اہل سنت والجماعت کے مسلم عقائد ہیں، ان کی متفرق کتب "المہند" وغیرہ میں مفصل اور مبسوط طریقہ پر لکھے ہوئے ہیں، ان میں سے اس وقت کے مناسب حال بعض اہم اور ضروری عقائد انتخاب کر کے ان کو مختصر طریقہ پر ایک جگہ جمع کر دیا جائے کیونکہ اس زمانہ میں عقائد اکابر سے عوام تو کیا اکثر نئے علماء اور طلباء کرام بھی ناواقف ہوتے جارہے ہیں۔ اور ان کے نزدیک دیوبندیت صرف بریلویت کی تردید اور اس کی نقیض کا ہی نام رہ گیا ہے۔ اس کے سوا ان کو کچھ خبر نہیں کہ اکابر کا مسلک کیا ہے۔

اس وجہ سے یہ چند عقائد "المہند" وغیرہ کتب سے انتخاب کر کے جمع کر دیئے گئے ہیں اور چونکہ اس میں اختصار اور ناظرین کی سہولت مدنظر ہے اس لئے "المہند" میں سے ایسے عقائد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جو مشکل اور دقیق تھے یا وہ زیادہ وضاحت طلب تھے۔ البتہ باقتضاء ضرورت وقت بعض ایسے عقائد کا بھی ذکر کر دیا گیا ہے جو "المہند" کے علاوہ اکابر کی دوسری

کتابوں میں مذکور ہیں اور بعض عقائد کے دلائل کی طرف بھی حسب اقتضاء زمانۂ حال مختصر طور پر اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر مجموعہ کا نام ''عقائد اہلِ السنۃ والجماعۃ'' معروف بہ ''عقائد علماء دیو بند'' تجویز کیا گیا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے اور روشن صداقت ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہما حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے خاندان کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے بعد یہ دونوں حضرات پاک و ہند میں اس خاندان کے جائز طور پر علمی وارث قرار پائے اور بدعات کو مٹانے اور سنت مصطفوی ﷺ کا جھنڈا بلند کرنے کی خدمت ان ہی کے مقدس ہاتھوں میں دی گئی، جن کو دارالعلوم دیو بند نے بحمد اللہ پورا کیا اور بمصداق مثل کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها في السماء توتي اكلها كل حين باذن ربها.

ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ روم وشام، عرب و عراق، کابل وقندھار، بخارا وخراسان، چین وتبت وغیرہ دُنیا کے گوشہ گوشہ میں اس کا فیض جاری اور عام ہے۔

اس قبول عام اور نفع عظیم نیز احیاء سنت اور اماتت بدعت کو دیکھ کر بعض ''بدعت پسند حضرات'' سے رہا نہ گیا اور انہوں نے علماء دیو بند سے متنفر کرنے اور ان کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے غلط عقائد اور نظریات کا الزام ان پر لگانا شروع کر دیا۔

''بدعت پسند حضرات'' کی اس کارروائی کی خبر جب بعض علماء مدینہ منورہ زادھم اللہ کو ہوئی تو انہوں نے چھبیس سوالات حضرات علماء دیو بند کی خدمت میں لکھ کر بھیجے اور ان کے جوابات طلب کئے۔ چنانچہ فخر العلماء والمتکلمین شیخ المحدثین، حضرت مولانا خلیل احمد صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور قدس سرہ نے ان سوالات کے جوابات عربی

میں تحریر فرمائے اوران کواس وقت کے اکابر علماء دیو بند (جن میں خصوصیت سے شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا احمد حسن امروھویؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلویؒ قابلِ ذکر ہیں۔) کی تصدیقات سے مزین کرا کے علماء حرمین شریفین کی خدمت میں بھیج دیا۔تو علماء حرمین شریفین نیز مصر وشام اور حلب ودمشق کے علماء کرام نے بھی ان سوالات کے جوابات کی تصحیح اور تصدیق فرمائی اور یہ لکھ دیا کہ یہ عقائد صحیح ہیں۔

اسی مجموعۂ سوالات وجوابات اوران کی تصدیقات کا نام ''المهند على المفنّد'' معروف بہ ''التصديقات لدفع التلبيسات'' ہے یہ مجموعہ ۱۳۲۵ھجری میں مرتب کیا گیا تھا۔اس مجموعہ کے مندرجہ عقائد کی صرف یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کسی فرد یا ایک شخص کی انفرادی رائے یا ذاتی عقیدہ ہے اور نہ ان عقائد کی خدانخواستہ یہ حیثیت ہے کہ ان کو غیر واقعی اور غیر تحقیقی سمجھتے ہوئے اہل بدعت کے جواب میں محض رفع الزام اور دفع الوقتی کے طور پر لکھ دیا گیا ہو، جیسا کہ سنا گیا ہے کہ بعض لوگ ایسا کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اکابر کی دیانت مجروح ہو جاتی ہے اوران پر سخت الزام آتا ہے کہ انہوں نے غلط اور خلاف حق سمجھتے ہوئے ان عقائد کا اظہار کر دیا، یہی تو اہل بدعت کا ان پر الزام ہے۔اس لئے یہ کہنا اکابر کی کھلم کھلا توہین کرنا اور ان کو برملا کتمان حق کا مجرم ٹھہرانا ہے اس سے بڑھ کر اور اکابر کی کیا توہین ہوسکتی ہے؟ بلکہ ان عقائد کو علماء مدینہ منورہ کے سوالات کی روشنی میں اس وقت کے اکابر دیو بند کے تحقیقی مسلک کے طور پر اور وہ بھی بحیثیت ''جماعتی مسلک دیو بند'' کے پیش کیا تھا۔اس لئے یہ مجموعہ علماء دیو بند کے عقائد معلوم کرنے کے لئے ایک تحریری دستاویز، متفقہ مسلکی وثیقہ ہے اور ''مسلک دیو بند'' کے دیکھنے اور جانچنے کے لئے بمنزلہ آئینہ اور کسوٹی کے ہے اور ساتھ ہی یہ ہر اُس شخص کا جواب بھی

ہے جو "علماء دیوبند" کی طرف کسی بھی عقیدے کو غلط طور پر منسوب کرے۔

"المہند" کے ملاحظہ سے واضح ہے کہ "علماء دیوبند" کے عقائد واعمال قرآن وحدیث کے بالکل موافق ہیں۔ اور ان کا سلوک وتصوّف عین قرآن وسنت کے مطابق ہے اور یہ حضرات نہایت درجہ کے پکے حنفی اور اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان کا کوئی عقیدہ قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں بعض وہ حضرات جن کو تلمذ اور شاگردی کا انتساب بھی علماء دیوبند کے ساتھ حاصل ہے اور اسی لئے وہ اپنے آپ کو دیوبند کی طرف منسوب کرتے اور دیوبندی کہلاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود عقائد دیوبند کی اس ملکی دستاویز اور وثیقہ کے مندرجات سے ان کو نہ صرف اختلاف ہی ہے بلکہ وہ "علماء دیوبند" کے ان "اجماعی عقائد" کے خلاف علی الاعلان تحریر وتقریر میں مصروف ہیں اور طرفہ تماشا یہ کہ پھر بھی وہ اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔

اس لئے اس رسالہ "عقائد علماء دیوبند" میں اکثر وبیشتر عقائد "المہند" سے بھی لئے گئے ہیں اور ان کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے مگر اختصار کے سبب اس میں سوالات کو بالکل حذف کر دیا گیا ہے اور جوابات میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے اور ان کو "عقیدہ" کے عنوان سے بیان کر دیا گیا ہے۔ جو عقیدہ کسی کتاب سے لیا گیا ہے، اس کے ساتھ اس کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے۔ "عقائد علماء دیوبند" کے ملاحظہ سے جہاں یہ معلوم ہوگا کہ علمائے دیوبند کے عقائد بالکل وہی ہیں جو تمام اہل السنّت والجماعت کے مسلمہ ہیں اور اہل سنت کے خلاف علماء دیوبند کے مخصوص عقائد کچھ نہیں ہیں بلکہ "اہل سنت والجماعت" کے عقائد کا ہی دوسرا نام "عقائد علماء دیوبند" ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہوگا کہ اصلی دیوبندیت کیا ہے اور اس زمانہ میں بعض مقررین جن عقائد کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور دیوبندیت کی جو تصویر اور اس کا جو نقشہ وہ عوام کے سامنے پیش کر رہے ہیں جس سے روز بروز توحش اور تنفر بڑھتا جا رہا ہے اور کشیدگی زیادہ ہوتی جا رہی ہے، اس کو اصل دیوبندیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ تصویر اور نقشہ حقیقت حال کے بالکل برعکس اور واقعہ کے قطعاً برخلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقائد حقہ اختیار کرنے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وھو الموفق والمعین

اب آگے "عقائد علماء دیوبند" لکھے جاتے ہیں۔ ان کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

فقط:

سیّد عبدالشکور ترمذی گمتھلی عفی عنہ
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا
(۷ جمادی الاخری ۱۳۸۸ ہجری)

عقائد علماء دیوبند

عقیدہ ۱:

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سیّد المرسلین ﷺ (ہماری جان آپ پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے گو شدّ رحال اور بذل جان و مال (یعنی کجاوے کسنے اور جان و مال کے خرچ کرنے) سے نصیب ہو۔ (المہند، ص:۱۰)

عقیدہ ۲:

اور سفر مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے وقت آنحضرت ﷺ کی زیارت کی نیت کرے اور ساتھ ہی مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے متبرکہ کی بھی نیت کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو علامہ ابن ہمام نے فرمایا کہ خالص قبر شریف کی نیت کرے۔ پھر وہاں حاضر ہو گیا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب ﷺ کی زیادہ تعظیم ہے اور اس کی موافقت خود حضرت ﷺ کے ارشاد سے ہو رہی ہے کہ:

''جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ ہوئی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں۔''(۱) (المہند، صفحہ ۱۱)

عقیدہ ۳:

وہ حصہ زمین جو جناب رسول اللہ ﷺ کے اعضاء مبارکہ کو مس کئے ہوئے

---

(۱) دیکھیں حواشی ص ۳۸۔۳۹۔

ہے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے۔ (المہند، صفحہ ۱۱۔ زبدۃ المناسک حضرت گنگوھی)

عقیدہ:۴

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء علیہم السلام اور صلحاء و اولیاء شہداء وصدیقین کا توسّل جائز ہے۔ ان کی حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی اس طریقہ پر کہ کہے: یا اللہ! میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت بر آری چاہتا ہوں یا اسی جیسے اور کلمات کہے(۱) (المہند :۱۳۔ فتاوی رشیدیہ: ص ۱۱۲)

عقیدہ:۵:

آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کرنا اور یہ کہنا بھی جائز ہے کہ حضرت میری مغفرت کی شفاعت فرمائیں۔(۲)

(فتاویٰ رشیدیہ، ص:۱۱۲۔ فتح القدیر ۳۳۸/۱۔ طحطاوی علی المراقی: ص ۴۰۰)

نیز حضرت گنگوھیؒ فرماتے ہیں:

پھر حضرت ﷺ کے وسیلے سے دعا کرے اور شفاعت چاہے کہے:۔

یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ و التوسل بک الی اللہ فی ان اموت مسلما علی ملتک وسنتک.

اے اللہ کے رسول! میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کے یہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میں بحالت اسلام آپ کی ملت اور سنت پر مروں۔

---

(۱) دیکھیں حاشیہ صفحہ ۴۰۔

(۲) دیکھیں حاشیہ صفحہ ۴۰۔۴۱۔

عقیدہ:۶

اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی قبر کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھے تو آپ ﷺ خود بنفس نفیس سنتے ہیں۔ اور دور سے پڑھے ہوئے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ تک پہنچاتے ہیں۔ (طحطاوی علی المراقی: ص ۴۴۸)

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام کو اسی وجہ سے مستثنیٰ کیا ہے کہ ان کے سماع (سننے) میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتاوٰی رشیدیہ۔ صفحہ ۱۱۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرماتے کرتے تھے۔

آنحضرت ﷺ حیات ہیں۔ لہٰذا پست آواز سے سلام کرنا چاہئے۔ مسجد نبویؐ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو حضرت ﷺ خود سنتے ہیں۔ (تذکرۃ الخلیل: ۲۰۶)(۱)

حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:

سلام سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ (اور) سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً (ہمیشہ) ثابت ہیں۔ (نشر الطیب: ص ۲۹۷)

حضرت گنگوہیؒ کی عبارت بالا سے یہ بات بھی واضح ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے سماع عند القبر میں کسی کو اختلاف نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لیهبطن عیسی ابن مریم حکما واماما مقسطا ولیسلکن فجا حاجا او معتمرا ولیاتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیه] (الجامع الصغیر: وقال صحیح)

---

(۱) دیکھیں حواشی صفحہ ۴۴۔۴۵۔

البتہ ضرور عیسیٰ بن مریم علیہم السلام نازل ہوں گے۔ منصف اور امام عادل ہوں گے۔ اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے) کے راستے پر حج یا عمرہ کے لئے چلیں گے اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے اور یہاں تک کہ وہ مجھے سلام کہیں گے اور میں ان کے سلام کا ضرور جواب دوں گا۔ (۱)

(فائدۃ)

یہ روایت مسند احمد ۲/۲۹۰۔ اور مستدرک حاکم ۲/۵۹۵۔ میں بھی ہے اور حاکمؒ اور علامہ ذہبیؒ دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے۔ جب اس وقت آنحضرت ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سلام سنیں گے اور اس کا جواب مرحمت فرمائیں گے کیونکہ سماع سلام کے بغیر جواب دینے کی کوئی صورت نہیں ہے تو اب عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سننا اور اس کا جواب دینا کیوں ناممکن ہے؟ یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سماع سلام کو خصوصیت اور اعجاز پر اس لئے محمول نہیں کیا جاسکتا کہ حدیث میں ہر اس شخص کے صلوٰۃ وسلام کو خود بنفس نفیس سننے کی خبر آپ ﷺ نے دی ہے جو آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی قبر کے پاس سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہو۔ (۲)

اور اس حدیث کی سند کے بارے میں شیخ ابن حجر فتح الباری ۶/۳۷۹ میں اور حافظ سخاوی القول البدیع ص:۱۱۶ میں اور علامہ علی قاری مرقات ۲/۱۰ میں اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم ۱/۳۳۰ میں فرماتے ہیں کہ:

---

(۱) نبی ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سلام کا جواب دینا اس وقت کے استثنائی امور میں سے ہے ورنہ آپ ﷺ دور ونزدیک سے سلام کو نہیں سنتے بلکہ آپ تک بذریعہ ملائکہ یہ پہنچائے جاتے ہیں۔ یہ روایت ان لفظوں سے صحیح ثابت نہیں بلکہ صحیح روایت میں لئن قام علی قبری لاجیبنه کے الفاظ ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں سلسلة الاحادیث الصحیحه رقم الحدیث (۲۷۳۳) ج ۶/۲۳۲ للشیخ ناصر الدین لبانیؒ (ابومحمد)

(۲) یہ روایت سنن بیہقی میں ہے اور اس کی سند میں محمد بن مروان سدی کذاب (جھوٹا) راوی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیں سلسلة الاحادیث الضعیفه والموضوعة رقم الحدیث (۲۰۳) ج: ۱/۲۳۹ للشیخ ناصرالدین البانیؒ اور انہوں نے اس کا موضوع ہونا ثابت کیا ہے۔

یہ سند جید ہے اور محدثین کرام کے نزدیک ایسی سند کے حجت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے خاص کر جبکہ اُمت مسلمہ کا اجماع اور تعامل بھی اس کی تائید کر رہا ہے۔

عقیدہ:۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو۔ چنانچہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ 'انبیاء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء' میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔"

پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دُنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب قدس سرہ کا اس بحث میں ایک رسالہ بھی ہے نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل۔ جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام "آبِ حیات" ہے۔ (المہند، ص:۱۴)

عبارت بالا میں "نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے" کے بعد یہ لکھنا کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے۔"

صاف طور پر اس کی دلیل ہے کہ دنیوی حیات سے اکابر دیوبند کی مراد یہ ہے کہ حیات اس دنیاوی جسم مبارک میں ہے اور اس دنیاوی حیات کے اثبات کا مطلب یہ ہے کہ قبر مبارک

میں اسی دنیا والے جسد اطہر کے ساتھ آپ کی روح اقدس کا ایسا تعلق ہے کہ جس کی وجہ سے اس بدن اطہر میں حیات اور زندگی حاصل ہے اور یہ صرف روح مبارک کی زندگی نہیں ہے۔ لیکن اس سے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ عالم برزخ میں اس حیات جسدی کے لئے دنیوی حیات کے جملہ لوازمات ثابت ہیں اور یہ کہ آپ کو کھانے پینے وغیرہ کی جس طرح دنیا میں حاجت ہوتی ہے اسی طرح قبر اطہر میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ دنیوی حیات کی طرح انبیاء علیہم السلام کو اس قبر شریف والی حیات میں بھی ادراک اور علم اور شعور حاصل ہوتا ہے اس لئے ان اہم امور کے حاصل ہونے کی وجہ سے اس حیات کو بھی دنیوی حیات کہہ دیا جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس حدیث کو امام بیہقیؒ، علامہ سبکیؒ کے علاوہ امام ابویعلیؒ نے بھی روایت فرمایا ہے ابویعلی کی اس حدیث کی سند کے بارے میں علامہ ہیثمی فرماتے ہیں کہ ابویعلی کی سند کے سب راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد، ج ۸: ۲۱۱)

☆ علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں۔ وھو حدیث صحیح. (السراج المنیر ۲/۱۳۴)

☆ علامہ ابن حجرؒ نے فرمایا۔ وصححه البیھقی (فتح الباری ۶/۳۵۲)

☆ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں الانبیاء احیاء فی قبورھم... حدیث صحیح ہے۔ (مرقات۔ ۲/۲۱۲)

علامہ انور شاہ صاحب فرماتے ہیں:

ووافقه الحافظ فی المجلد السادس (فیض الباری ۲/۶۴)

امام بیہقی کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ نے اتفاق کیا ہے۔

اور اس حدیث کی مراد بیان کرتے ہوئے انور شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

ولعل المراد بحديث الانبياء احياء فى قبورهم يصلون انهم ابقوا على هذه الحالة ولم تسلب عنهم... الخ (تحية الاسلام:ص ٣٦)

اس حدیث سے شاید یہ مراد ہے کہ وہ اسی (دنیوی) حالت میں باقی رکھے گئے ہوں اور یہ حالت ان سے مسلوب نہیں کی گئی۔ نیز فرماتے ہیں: يريد بقوله الانبياء مجموع الاشخاص لا الارواح فقط (تحية الاسلام : ٣٦)

اس حدیث سے حضرات انبیاء علیہم السلام کے مجموع اشخاص مراد ہیں نہ فقط ارواح یعنی انبیاء علیہم السلام اپنے اجسام مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں۔"

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی اس حدیث کی تصحیح پر حافظ ابن حجرؒ کی تائید کرتے ہیں۔

(فتح الملهم ج ٣٢٩/١) نیز فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ زندہ ہیں جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ ﷺ اپنی قبر میں اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ (فتح الملهم ٤١٩/٣)

☆ حضرت علامہ انور شاہ صاحب بھی اسی طرح فرماتے ہیں:

ان كثيرا من الاعمال قد ثبتت فى القبور كالآذان والاقامة عندالدارمى و قرأة القران عند الترمذى. (فيض البارى ١٨٣/١)

آنحضرت ﷺ زندہ ہیں جیسا کہ اپنی جگہ یہ ثابت ہے اور آپ ﷺ اپنی قبر میں اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ قبروں میں سے اعمال کا ثبوت ملتا ہے جیسے اذان واقامت ثبوت دارمی کی روایت میں اور قرأت قرآن کا ترمذی کی روایت میں۔

عقیدہ زیر بحث میں مسلک دیوبند تو المھند کی عبارت سے ہی پوری طرح عیاں ہے اور سطور بالا میں اس مسلک کی دلیل کی طرف کسی قدر اجمالی طور پر اشارہ ہو گیا ہے۔ اب تائید کے لئے بعض اکابر دیوبند کی مزید تصریحات بھی اس عقیدہ پر پیش کی جاتی ہیں۔

☆ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں۔

ارواح انبیاء کو بدن کے ساتھ علاقہ بدستور رہتا ہے پر اطراف و جوانب سے سمٹ آتی ہے۔ (جمال قاسمی، ص:۱۳)

☆ اور فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں کے اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں۔ جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا ایسے ہی آپ کا مال بھی محل توریث نہیں۔ (آب حیات: ص:۳۰)

☆ نیز فرماتے ہیں:

انبیاء کو ابدان دُنیا کے حساب سے زندہ سمجھیں گے پر حسب ہدایت کل نفس ذائقة الموت اور انک میت و انهم میتون. تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی نسبت موت کا اعتقاد بھی ضروری ہے۔ (لطائف قاسمیہ: ص۴)

☆ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں اس لئے ان کے آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (الکوکب الدری ۱/۳۴۴)

اور فرماتے ہیں:

آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں نبی اللہ حیّ یرزق ۔ اس مضمون حیات کو بھی

مولوی قاسم صاحب سلمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''آب حیات'' میں بما لا مزید علیہ ثابت کیا ہے۔(ہدایۃ الشیعہ: ص ۱۸)

☆ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اس کے اندر موجود ہے بلکہ حضور ﷺ خود یعنی جسد مع تلبس الروح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں، صحابہ کا بھی یہی اعتقاد ہے۔حدیث میں بھی نص ہے(ان نبی اللہ حیّ فی قبرہ یرزق...) آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کو رزق بھی پہنچتا ہے۔(الحبور، ص:۱۴۹)

☆ اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: حضور کے لئے بعد وفات کے بھی حیات برزخی ثابت ہے اور وہ حیات شہداء کی حیات سے بھی بڑھ کر ہے اور اتنی قوی ہے کہ حیات ناسوتی کے قریب قریب ہے۔ چنانچہ بہت سے احکام ناسوت کے اس پر متفرع بھی ہیں۔ دیکھئے زندہ مرد کی بیوی سے نکاح جائز نہیں، حضور کی ازواج مطہرات سے بھی نکاح جائز نہیں ہے اور زندہ کی میراث تقسیم نہیں ہوتی۔

حضور ﷺ کی بھی میراث تقسیم نہیں ہوئی اور حدیثوں میں صلوٰۃ وسلام کا سماع وارد ہوا ہے۔(۱)(الطہور، ص:۴۹)

---

(۱) نبی ﷺ کی ازواج مطہرات سے نکاح جائز نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ آپ ﷺ دنیاوی حیات جیسے زندہ ہیں بلکہ آپ ﷺ کے شرف ومنزل کے متقاضی یہی حکم باری تعالیٰ مناسب ہے اور دوسری وجہ یہ کہ آپ ﷺ کی ازواجات اُمت کے لئے بمنزلہ ماں کا درجہ رکھتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وازواجہ امھاتھم... الخ اور آپ ﷺ کا ترکہ تقسیم نہ ہونا بلکہ صدقہ کر دیا جانا آپ ﷺ کے زندہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ انبیاء کا اصل ورثہ تو علم ہوتا ہے لہٰذا علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ دوسرے آپ ﷺ کی مالی میراث کے بارے میں آپ ﷺ نے خود ارشاد فرمادیا کہ ''ما ترکنا فھو صدقۃ'' کہ ہمارا ترکہ فی سبیل اللہ صدقہ کر دیا جائے۔(ابو محمد عفی عنہ)

☆ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں۔ وہ (وہابی) وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے منکر ہیں اور یہ حضرات (علماء دیوبند) صرف اس کے قائل ہی نہیں بلکہ مثبت بھی ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارے میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ (نقش حیات: ۱/۱۰۳)

☆ مفتی پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم (کراچی) سابق مفتی دار العلوم دیوبند تحریر فرماتے ہیں:

جمہور اُمت کا عقیدہ اس مسئلے میں یہی ہے کہ آنحضور ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام برزخ میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ ہیں۔ ان کی حیات برزخی صرف روحانی نہیں بلکہ جسمانی حیات ہے جو حیات دنیوی کے بالکل مماثل ہے۔ بجز اس کے کہ وہ احکام کے مکلف نہیں۔ مزید لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الموت حقیقی جسمانی مثل حیات دنیوی کے ہے۔ جمہور امت کا یہی عقیدہ ہے اور یہی عقیدہ میرا اور سب بزرگان دیوبند کا ہے۔ (ماہنامہ الصدیق ملتان) جمادی الاولی ۱۳۷۸ھ)

☆ مخدوم العلماء حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدفیوضہم تحریر فرماتے ہیں:

احقر اور احقر کے مشائخ کا مسلک وہی ہے جو المہند میں بالتفصیل مرقوم ہے یعنی برزخ میں جناب رسول اللہ ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام بجسد عنصری زندہ ہیں۔ جو حضرات اس کے خلاف ہیں وہ اس مسئلہ میں دیوبند کے مسلک سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (الصدیق مذکور)

☆ مفتی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا سید مہدی حسن صاحب دامت فیوضہم،

تحریر فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود اور حیات ہیں۔ آپ ﷺ کے مزار مبارک کے پاس کھڑا ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (الصدیق مذکور)

☆ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں: ”تمام اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز و عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے۔ اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عامۂ مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے (۱)۔ (حیات نبوی، ص:۲)

---

(۱) اس ساری بحث کا حاصل یہ ہے کہ دیوبندیوں کا اس باب میں وہی عقیدہ ہے جو بریلویوں کا ہے یعنی حیات برزخیہ کو دنیوی حیات جیسا ماننا اور پھر اعمال و اشغال میں مصروف جاننا اور احادیث میں معنوی تحریف کرکے زبردستی اسے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیسا کہ تقی الدین سبکی کا حوالہ دے کر نماز کے لئے زندہ جسم کی لزومیت قرار دینا، یہ تاویلات باطلہ میں سے ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ اور یہ زندگی برزخی زندگی ہے۔ اسی طرح زمین پر اللہ تعالیٰ نے یہ حرام قرار دے دیا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو کوئی نقصان پہنچائے پھر نبی ﷺ کا موسیٰ علیہ السلام کو بھی اعمال حج ادا کرتے دیکھنا یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی دنیاوی حیات سے متصف ہونے کی دلیل نہیں بن سکتیں البتہ برزخی حیات کے حاصل ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس قسم کی احادیث سے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

☆ آنحضرت ﷺ کے فرمان (کانی انظر الیہ) کہ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں کی اہل تحقیق نے مختلف توجیہات کی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ یہ حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ انبیاء کرام اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں پس کچھ مشکل نہیں کہ وہ اس حالت میں حج بھی کرتے ہوں جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ

عقیدہ:۸

اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ قبر شریف کی زیارت کے وقت چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور یہی ہمارے نزدیک معتبر ہے اور اسی پر ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عمل ہے اور یہی حکم دعا مانگنے کا ہے۔ امام مالکؒ سے مروی ہے جبکہ وقت کے خلیفہ نے ان سے مسئلہ دریافت کیا تھا اور اس کی تصریح مولانا گنگوہی اپنے رسالہ "زبدۃ المناسک" میں کر چکے ہیں(۱)۔ (المہند، ص:۱۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ قرطبی نے کہا کہ عبادت ان کے لئے محبوب ترین چیز رہی۔ پس وہ عالم آخرت میں بھی اسی حالت میں بطیب خاطر مشغول ہیں حالانکہ یہ ان کے لئے وہاں لازم نہیں یہ ایسا ہی جیسے کہ اہل جنت کو ذکر الٰہی کا الہام ہوتا رہے گا اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عمل آخرت ذکر اور دعا ہے جیسا کہ آیت: **دعواهم فيها سبحنك اللهم... الخ** (یونس:۱۰) (ترجمہ: اہل جنت کا ورد اللہ کی تسبیح کرنا اور ان کی عبادت سلام کرنا اور ان کا ورد آخر الحمد للہ رب العالمین ہوگا) میں مذکور ہے۔ لیکن اس توجیہہ کی تکمیل اس پر ہے کہ آپ ﷺ کو ان کی ارواح نظر آئیں اور عالم مثال میں دنیا میں ان کو دکھایا گیا۔ جیسا کہ معراج میں ان کو تمثیلی اشکال میں دکھایا گیا حالانکہ ان کے اجساد تو قبروں میں تھے۔ ابن منیر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کی ارواح کو عالم مثال میں رکھ دیتا ہے، یہ عالم بیداری میں بھی ایسے ہی دکھائی دیتے ہیں جیسے عالم خواب میں۔

☆ دوسری توجیہ یہ ہے کہ ان کے تمثیلی حالات دکھائے گئے جیسے کہ وہ دنیا میں عبادت اور حج اور لبیک وغیرہ کیا کرتے تھے۔

☆ تیسری یہ کہ وحی سے یہ حال معلوم کرایا گیا جو اتنا قطعی تھا کہ آپ نے **كانى انظر اليه** سے تعبیر فرمایا۔

☆ چوتھی توجیہ یہ ہے کہ یہ عالم خواب کا معاملہ ہے جو آپ کو دکھلایا گیا اور انبیاء کے خواب بھی وحی کے درجے میں ہوتے ہیں اور میرے (ابن حجرؒ کے) نزدیک اسی توجیہ کو ترجیح ہے جیسا کہ احادیث الانبیاء میں صراحت آئے گی اور اس کا حالت خواب میں نظر آنا کوئی بعید چیز نہیں ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف جان لینے کے بعد دیوبندیوں کا اصلی چہرہ واضح ہو گیا کہ کس طرح یہ لوگ اپنے قبیل کے گمراہ لوگوں مثلاً شبیر احمد عثمانی، انور شاہ کشمیری، مفتی محمد شفیع، مولانا ادریس، اشرف علی تھانوی، حسین احمد مدنی، قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے نظریات کو زبردستی مسلک اہل السنۃ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ (ابو محمد)

---

(۱) (دیکھیں حاشیہ کتاب ہذا، ص:۴۸)

عقیدہ:۹

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح جملہ انبیاء علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نماز پڑھتے ہیں، حسن وعلم سے موصوف ہیں اور آپ ﷺ پر امت کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اور آپ کو صلوۃ وسلام پہنچائے جاتے ہیں۔ (طبقات الشافعیہ ۴/۲۸۲) (۱)

آنحضرت ﷺ پر اُمت اجابت کے اعمال کا فرشتوں کے ذریعے اجمالی طور پر پیش کیا جانا مسند بزاز کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

☆ علامہ عثمانیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: اس کی سند عمدہ ہے۔ (فتح الملہم ۱/۴۱۲)

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری براہین قاطعہ (جس کی تصدیق حرفاً حرفاً بغور ملاحظہ فرما کر حضور گنگوہیؒ نے فرمائی ہے) میں فرماتے ہیں۔ اور صلوۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمال اُمت آپ پر پیش ہوتے ہیں۔ (براہین، صفحہ ۲۰۰)

☆ حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلتِ حیات اور اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا...الخ (نشر الطیب، ص: ۲۹۷)

ان عبارات سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ وسلام کے علاوہ بھی برزخ میں آنحضرت ﷺ پر اعمال اُمت پیش ہوتے ہیں اور صلوۃ وسلام کے پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے آپ کو اطلاع دیتے ہیں جیسا کہ دوسرے اعمال امت کی بھی اطلاع دیتے ہیں۔ آج کل

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش کیے جانے سے متعلق جتنی احادیث ہیں تمام غیر مستند و غیر صحیح ہیں۔ شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ رقم الحدیث ۱۲۸۰ ج ۳/ ۴۰۹ میں اس کا موضوع ہونا ثابت کیا ہے۔ (ابو محمد)

صلوت وسلام کے پہنچنے کی جو یہ مراد بتلائی جارہی ہے کہ صلوۃ وسلام کا ثواب آپ ﷺ کو جاتا ہے یہ اجماع اُمت کے خلاف ہے۔(۱)

عقیدہ:۱۰

ہمارے نزدیک آنحضرت ﷺ (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) وفات کے بعد بھی اپنی قبور مبارکہ میں اسی طرح حقیقتاً نبی اور رسول ہیں جس طرح وفات سے قبل ظاہری حیات مبارکہ میں تھے۔

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے: اہل سنت کے امام ابوالحسن الاشعریؒ (المتوفی ۳۳۰ ہجری) کی طرف ان کے دشمنوں نے جو یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کے رسول ہونے کے قائل نہیں ہیں، یہ ان پر خالص بہتان اور محض افتراء ہے امام ابوالقاسم قشیریؒ (۴۶۵ ہجری المتوفی) نے اس افتراء کی سختی سے تردید کی ہے۔(شامی، ج ۳، ۳۲۷)

(فائدہ)

نبوت ورسالت کے لئے حس وعلم سے موصوف ہونا لازم ہے۔اس لئے یہ عقیدہ رکھنا

---

(۱) صلوٰۃ وسلام آپ کو پہنچائے جاتے ہیں نہ کہ آپ خود سنتے ہیں اور زیادہ درست مراد صلوٰۃ وسلام پہنچنے کی یہی ہے کہ ان تمام درود وسلام کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر کے نبی ﷺ کے حق میں پہنچتا ہے اور اس طرح آپ ﷺ کے مقام ومرتبہ میں مسلسل اضافہ ہوتا جاتا ہے کیونکہ درود وسلام میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے کہ وہ محمد ﷺ پر سلامتی ورحمت بھیجے۔چنانچہ یوں اُمت محمدیہ ﷺ کو یہ شرف ملا کہ وہ اپنے پیغمبر ﷺ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں یعنی اُمت کی منقبت کا پہلو بھی اس سے نکلا کہ اللہ کے حضور دعا گو ہیں اور پھر انہیں اس پر اجر وثواب خود بھی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ خود نبی صلی ﷺ کا ارشاد ہے: من صلی علی واحدہ صلی اللہ علیہ عشرا ۔(مسلم) ''جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار رحمت کرے گا۔'' تو ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی (الاحزاب) کا مطلب واضح ہو گیا کہ اللہ اپنے پیغمبر پر رحمت نچھاور فرماتا ہے وگرنہ مراد یہی لفظ ہوں تو اللہ کس کے سامنے یہ دعائیہ الفاظ کہے گا؟ یعنی تمام اُمتیوں کے درود رحمت میں تبدیل ہو کر قبر اطہر شریف پر نچھاور کئے جاتے ہیں۔(واللہ اعلم بالصواب، ابو محمد۔عفی عنہ)

ضروری ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ابدان مبارکہ میں وفات کے بعد بھی بہ تعلق روح ادراک وشعور ہوتا ہے، ورنہ جس بدن میں ادراک وشعور نہ ہو اُس پر حقیقی اعتبار سے رسول اللہ کا اطلاق نہیں ہوسکتا تو اس میں بعد وفات وصوف نبوت سے انعزال لازم آتا ہے۔ اس لئے کہ بغیر تعلق روح کے ابدان مدفونہ میں جو شعور مثل جمادات کے (نعوذ باللہ) قبور کے اندر ایجاد کیا جارہا ہے اس میں چونکہ احساس وعلم نہیں ہوتا اسی وجہ سے وہ ابدان وصف نبوت ورسالت سے متصف نہیں ہوسکتے۔ (والعیاذ باللہ)(۱)

عقیدہ:۱۱

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا ومولانا وحبیبنا وشفیعنا محمد رسول اللہ ﷺ تمامی مخلوق سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب ومنزلت میں کوئی شخص آپ ﷺ کے برابر تو کیا قریب بھی نہیں ہوسکتا۔ آپ سردار ہیں جملہ انبیاء اور رسل علیہم السلام کے اور خاتم النبیین ہیں سارے برگزیدہ گروہ کے، جیسا کہ نصوص سے ثابت ہے اور یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی دین اور ایمان۔ اسی کی تصریح ہمارے مشائخ بہت سی تصنیف میں کرچکے ہیں۔ (المہند، ص:۴۰)

عقیدہ:۱۲

ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار وآقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''ولیکن محمد ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''
اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے جو معناً تواتر کی حد تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع

---

(۱) دیکھیں حاشیہ کتاب ہذا صفحہ نمبر ۴۴۔۴۵۔

اُمت سے۔ سو حاشا! ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے، اس لئے کہ وہ منکر ہے نص صریح قطعی کا۔ (المہند، ص:۲۱)

عقیدہ:۱۳

ہم اور ہمارے مشائخ سب کا مدعی نبوت ومسیحیت قادیانی کے بارے میں قول ہے کہ:

"جب اس نے نبوت ومسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا منکر ہوا اور اس کا خبیث عقیدہ اور زندیق ہونا ہم پر ظاہر ہوا تو ہمارے مشائخ نے اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا۔ قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع ہو چکا اور بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے۔" (المہند:۴۴)

عقیدہ:۱۴

جو شخص اس کا قائل ہو کہ نبی کریم ﷺ کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے اور ہمارے تمام گزشتہ اکابر کی تصنیفات میں اس عقیدۂ واہیہ کا خلاف مصرح ہے۔ (المہند:۲۳)

عقیدہ:۱۵

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں جس کو ذات وصفات اور تشریعات یعنی احکام عملیہ و حکم نظریہ اور حقیقت ہائے حقہ اور اسرار مخفیہ وغیرہ سے تعلق ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی و رسول اور بے شک آپ ﷺ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ ﷺ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ کو زمانہ کی ہر آن میں حادث وواقع ہونے والے واقعات میں سے ہر جزئی کی

اطلاع وعلم ہو کہ اگر کوئی واقعہ آپ ﷺ کے مشاہدہ شریفہ سے غائب رہے تو آپ ﷺ کے علم (تشریع) اور معارف میں ساری مخلوق سے افضل ہونے اور وسعت علمی میں نقص آ جائے، اگرچہ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس جزئی سے آگاہ ہو۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام پر واقعہ عجیبہ مخفی رہا کہ جس سے ہُد ہُد کو آگاہی رہی۔ اس سے سلیمان علیہ السلام کے اعلم (زیادہ عالم) ہونے میں نقصان نہیں آیا چنانچہ ہُد ہُد کہتا ہے کہ: ''میں نے ایسی چیز دیکھی ہے جس کی آپ کو اطلاع نہیں اور شہر سبا سے میں ایک سچّی خبر لے کر آیا ہوں۔'' (المہند ص:۲۵)

عقیدہ:۱۶

ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں (مثلاً شیطان) کا علم نبی ﷺ سے زیادہ ہے تو وہ کافر ہے چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہت سے علماء کر چکے ہیں۔ (المہند :۲۷)

عقیدہ:۱۷

ہمارے نزدیک حضرت محمد ﷺ پر درود شریف کی کثرت مستحب ہے اور نہایت موجب اجر وثواب طاعت ہے۔ خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مؤلفہ کی تلاوت سے ہو، لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت ﷺ سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ (۱) (المہند)

---

(۱) دیکھیں حاشیہ کتاب ہذا صفحہ (۴۹۔۵۰۔۵۱)

عقیدہ:۱۸

وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ ﷺ کے بول و براز، نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ 'براہین قاطعہ' میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتاویٰ میں مسطور ہے۔ (المہند :۳۱)

عقیدہ:۱۹

آنحضرت ﷺ (اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام) کی نیند میں صرف آنکھیں مبارک سوتی تھیں دل مبارک نہیں سوتا تھا۔ اسی لئے آپ ﷺ کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (نشر الطیب، ص:۲۴۷ اور ۱۹۴)

بخاری شریف میں ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ان عینی تنامان ولا ینام قلبی. (بخاری، ج:۱، ص:۱۵۴) "میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔" نیز بخاری شریف میں ہے۔ وکذلک الانبیاء تنام اعینهم ولا ینام قلوبهم. (بخاری، ج:۱، ص: ۵۰۴) اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی آنکھیں سوتی ہیں ان کے دل نہیں سوتے۔

اور ایک سفر میں جو نیند کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی نماز فجر فوت ہو گئی تھی تو اس سے شبہ نہ کیا جائے کہ اگر نیند میں دل نہیں سوتا تھا تو آپ ﷺ کو فجر کے طلوع کا علم کیوں نہ ہوا؟ اس لئے کہ طلوع وغیرہ کا ادراک آنکھ سے متعلق ہے دل سے اس کا تعلق نہیں اور چونکہ آنکھ پر نیند کا اثر ہوتا تھا اس لئے طلوع فجر کا ادراک نہ ہو سکا۔ اس کے لئے نووی شرح صحیح مسلم ج: ۱، ص: ۲۵٤ اور فتح الملهم ص: ۲٤۱ اور امداد الفتاوی ملاحظہ ہو۔

عقیدہ:۲۰

انبیاء علیہم السلام کا رؤیا (خواب) بھی وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں

ہے رؤیا الانبیاء وحی (ج:۱،ص:۲۵) ''نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے۔''

عقیدہ:۲۱

آنحضرت ﷺ پشت کی جانب سے ویسے ہی دیکھتے تھے جیسا کہ آگے کی جانب سے دیکھتے تھے۔ (نشر الطیب، ص:۲۲۸)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (نماز میں) صفوں کو سیدھا کیا کرو کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۱۰۰)

عقیدہ:۲۲

اس زمانے میں نہایت ضروری ہے کہ چاروں اماموں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جائے بلکہ واجب ہے کیونکہ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ ائمہ کی تقلید چھوڑنے اور اپنے نفس وہویٰ کے اتباع کا انجام الحاد وزندقہ کے گڑھے میں جا گرنا ہے، اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔ بایں وجہ ہم اور ہمارے مشائخ تمام اصول وفروع میں امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ(۱) کے مقلد ہیں۔ خدا کرے اسی پر ہماری موت ہو اور اسی زمرہ میں ہمارا حشر ہو اور اس بحث میں ہمارے مشائخ کی بہترین تصانیف دنیا میں مشتہر وشائع ہو چکی ہیں۔(۲) (المہند، ص:۱۷)

---

(۱) رضی اللہ عنہ کا لقب صرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے مخصوص ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود اسے اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے (سورہ بینہ:۸) اور لوگوں کے لئے یہ بطور دعا استعمال ہو سکتا ہے نہ کہ بطور جزم ویقین کے، وگرنہ علم غیب خداوندی میں مداخلت کا اندیشہ ہے۔ (ابو محمد عفی عنہ)

(۲) تقلید اُمت مسلمہ میں چوتھی صدی ہجری کے بعد پھیلنے والی بلاء مصیبت ہے جس نے اس اُمت کے اتفاق واتحاد کو انتشار وافتراق میں بدل دیا، حتیٰ کہ تقلیدی مذاہب والوں نے آپس میں کشت وخون تک کیا اور باہم مناکحت کو ترک کر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپس کی جنگ وجدال کے لئے فرض روزے تک چھوڑ دیا کرتے اور الگ الگ جائے نماز مقرر کر لئے اور [واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا] (آل عمران) ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور آپس میں فرقے فرقے

عقیدہ:۲۳

ہمارے نزدیک مستحب یہ ہے کہ انسان جب عقائد کی درستی اور شرع کے مسائل ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو جائے تو ایسے شیخ کی بیعت کرے جو شریعت میں راسخ العقیدہ ہو۔

نہ ہو جاؤ'' کے حکم قرآنی کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے حرم تک میں چار مصلے مقرر کر دیئے۔ اپنے اپنے امام کے پیچھے اپنے وقت کے مطابق حنفی شافعی مالکی وحنبلی نمازیں پڑھنے لگے۔ یقیناً تقلید بدعت ہے اور امت کا افتراق عذاب الٰہی کی تصویر ہے اور کسی ایک شخص کی معین تقلید تو شرک فی الرسالت ہے۔ آئمہ کرام رحمہم اللہ خصوصاً آئمہ اربعہ رحمہم اللہ نے اپنی تقلید اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں اعلام الموقعین حافظ ابن قیمؒ کی، الاعتصام شاطبی کی، اللمحات ندوی کی، صفۃ صلاۃ النبی ﷺ الالبانیؒ کی اور دیگر کتب کثیرہ۔ اب رہا موصوف ترمذی صاحب کا یہ کہنا کہ وہ اصول وفروع میں امام ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں تو یہ سفید جھوٹ ہے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کے مسائل پر مشتمل کوئی کتاب دنیا میں موجود نہیں پہلی فقہ حنفیہ کی کتاب بنام 'قدوری' ۴۲۸ ہجری کے لگ بھگ لکھی گئی جبکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ ہجری میں فوت ہوئے اور ان کے خاص شاگردوں محمد بن الحسن، اور ابو یوسف رحمہما اللہ نے ان سے دو ثلث یعنی تقریباً ۶۶ فیصد مسائل میں اختلاف کیا۔ پھر ہر صدی کے مجہول و معروف سنی ومعتزلی وجہمی ورافضی حضرات کے فتاویٰ جات فقہ حنفیہ کے نام سے جمع ہوتے چلے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس فقہ کے حیاسوز اور اخلاق باختہ مسائل کثیر ہیں۔ اسی طرح قطعی نصوص سے انحراف اور عقل وخرد سے گرے ہوئے مسائل کی بھی کثرت فقہ حنفیہ ہی کا خاصا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھیں ظفر المبین نور الحسن سیالکوٹیؒ کی، حقیقۃ الفقہ مولانا محمد یوسف جے پوریؒ کی، اعلام الموقعین حافظ ابن قیمؒ کی وغیرہ اور جہاں تک اصول میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر ہونے کا تعلق ہے تو یہ صاحب المہند کے اعتراف کے خلاف ہے کیونکہ اصول میں یہ لوگ ماتریدی ہیں اور ابومنصور ماتریدی خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا تھا اور اس کے عقائد میں اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا انکار اور ہر جگہ موجود ہونے کا اقرار اسے جہمیہ فرقے میں شامل کر دیتا ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کی تاویلات باطلہ کیا کرتا تھا اور بھی کئی گمراہ کن عقائد اسے اہل السنۃ والجماعۃ کی صف سے خارج کر دیتے ہیں اور دیوبندی جو اپنے تئیں اہل السنۃ اور حنفی ہونے کا گمان رکھتے ہیں دراصل ماتریدی فی الاصول ہیں۔ تفصیل جاننے کے لئے شمس الحق افغانی کی 'الماتریدیۃ' ملاحظہ کریں اور فروع میں مجہول ومعروف گمراہ وہدایت یافتہ اہل السنۃ وغیرہ کا اہل السنۃ کے غیر مستند ومستند ہر قسم کے فتاویٰ جات پر عمل کرتے ہیں جیسا کہ خود علامہ عبدالحی لکھنویؒ نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ دیوبندی نہ صرف یہ کہ امام ابوحنیفہؒ کے سلف صالحین کے مطابق عقیدہ سے منحرف ہیں یعنی امام صاحب سلفی تھے اور یہ سلفیوں کے دشمن ہیں بلکہ یہ لوگ صوفی المشرب ہونے کی وجہ سے قبر پرستی، شرک وبدعات اور وحدت الوجود جیسے الحادی عقائد کے حامل بھی ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھیں الدیوبندیہ للاستاذ ابو اسامۃ دکتور سید طالب الرحمن حفظہ اللہ وغیرہ۔ چنانچہ ان دیوبندیوں کے گلے میں محض تقلیدی گمراہی کا طوق ہی نہیں بلکہ عقیدے کے اعتبار سے یہ لوگ غیر سلفی ماتریدی و صوفی ہیں اور ان کے عقائد نصوص قطعیہ کتاب وسنت سے منحرف ہیں اور ہمیشہ ان لوگوں سے جب بھی عقیدہ سے متعلق گفتگو

دُنیا سے بے رغبت ہو، آخرت کا طالب ہو، نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو، خوگر ہو، نجات دہندہ اعمال کا اور علیحدہ ہو تباہ کن افعال سے، خود بھی کامل ہو اور دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہو۔ ایسے مرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی نظر اس کی نظر میں متصور رکھے اور صوفیہ کے اشتغال یعنی ذکر و فکر اور اس میں فناء تام کے ساتھ مشغول ہو اور اس نسبت کا اکتساب کرے جو نعمت عظمٰی اور غنیمت کبریٰ ہے، جس کو شرع میں احسان کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اور جس کو یہ نعمت میسر نہ ہو اور یہاں تک نہ پہنچ سکے، اس کو بزرگوں کے سلسلہ میں شامل ہو جانا ہی کافی ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''آدمی اس کے ساتھ ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رہ سکتا۔''

مناظرہ کی نشست رکھی گئی تو یہ ایسے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ] (سورة المدثر: ٥٠۔٥١) ''گویا کہ یہ بدکے ہوئے گدھے ہوں جو شیر سے (ڈر کر) بھاگے ہوں۔'' اور یہ منظر ہم اپنی آنکھوں سے کئی مرتبہ دیکھ چکے ہیں کہ جب علماء سلفیین کی طرف سے اکابرین علماء دیو بند کے عقائد کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان کے عقائد ''کفریہ و شرکیہ اور الحاد'' پر مبنی ہیں اور اس کے ثبوت بھی حاضر ہیں تو یہ شور شرابا کر کے ہمیشہ راہ فرار اختیار کرتے ہیں قاتلهم الله انى يؤفكون.

ہماری اس کتاب کے قارئین سے گزارش ہے کہ محض چال چلن اور حلیہ دیکھ کر ہر ایک کی نسبت یہ گمان نہ کر لیا کریں کہ یہ لوگ صحیح العقیدہ سچے مسلمان ہیں کیونکہ شیطان ہمیشہ نورانی صورت بنا کر ہی دھوکہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو منافقین کی مثال دے کر قیامت تک کے لیے خبردار کر دیا ہے کہ وہ ہر چمکتی چیز کو سونا اور ہر مسجد و محراب سے متعلق حضرات کے بارے میں بلا تحقیق و تفتیش عقائد انہیں اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ نہ سمجھ لیا کریں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے [و اذا رايتهم تعجبك اجسامهم و ان يقولوا تسمع لقولهم كانهم خشب مسندة يحسبون كل صيحة عليهم هم العدو فاحذرهم قاتلهم الله انى يؤفكون] (المنافقون:۴)

''جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے جسم (حلیے) آپ کو خوشنما محسوس ہوں اور جب یہ باتیں کرنے لگیں تو آپ ان کی باتوں پر کان لگائیں (یعنی بظاہر دینداری والی باتیں کرتے ہیں) گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں دیوار سے لگی جو ہر سخت بات کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں (یعنی قرآن و حدیث کے دلائل سن کر بدک جاتے ہیں) یہی حقیقی دشمن ہیں ان سے بچو، اللہ انہیں غارت کرے کہاں پھرتے جاتے ہیں۔'' (دیکھیں حاشیہ کتاب ہذا ص:۵۴، ۵۵، ۵۶۔ ابو محمد عفی عنہ)

اور بحمد اللہ ہم اور ہمارے مشائخ ان حضرات کی بیعت میں داخل اور ان کے اشغال کے شاغل اور ارشاد و تلقین کے درپے رہے ہیں۔(۱)

والحمدللہ علی ذلک (المہند، ص:۱۷)

عقیدہ:۲۴

مشائخ اور بزرگوں کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں سے اور قبروں سے باطنی فیوض کا پہنچنا سو بے شک صحیح ہے مگر اس طریقہ سے جو اس کے اہل اور خواص کو معلوم ہے نہ اس طرز سے جو عوام میں رائج ہے۔(۱) (المہند، ص:۱۸)

عقیدہ:۲۵

ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے۔ اس کے کسی کلام میں کذب (جھوٹ) کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کلام میں تکذیب کا وہم کرے وہ کافر، ملحد و زندیق ہے کہ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں (المہند)

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد سید الاولین والآخرین و علی آلہ و صحبہ و ازواجہ اجمعین

سیّد عبدالشکور ترمذی ابن مولانا مفتی سیدنا عبدالکریم گمتھلی،
(سابقہ مفتی خانقاہ امدادیہ، تھانہ بھون)
مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال، ضلع سرگودھا
(۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ ہجری)

---

(۱) دیکھیں حاشیہ کتاب ہذا ص:(۵۷۔۵۸۔۵۹۔۶۰)

تصديقات جديدة من اكابر علماء ديوبند

یعنی اکابر علماء دیوبند کی جدید تصدیقات پر مشتمل رسالہ۔ یہ تصدیقات مولانا مفتی سیّد عبدالشکور ترمذی کی ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ یعنی خلاصہ عقائد علمائے دیوبند'' سے متعلقہ ہیں۔

(۱) قاری محمد طیّب قاسمی(۱)

اصابوا بما اجابوا یعنی تمام جوابات درست ہیں۔ محمد طیّب مہتمم دارالعلوم دیوبند وارد حال، لاہور۔ ۱۵ رجب ۱۳۸۸ ہجری، ۱۹ اکتوبر ۱۹۶۸ء

(۲) مفتی محمد شفیع دیوبندی(۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ ''عقائد علماء دیوبند'' مصنفہ عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب کا کچھ

---

(۱) قاری طیب دیوبند میں ۱۳۱۵ ہجری میں پیدا ہوئے ان کے دادا حجۃ الاسلام قاسم نانوتوی تھے۔ بڑے مشہور واجل عالم تھے، علمائے ربانی میں سے تھے۔ ۱۳۳۲ ہجری میں دارالعلوم دیوبند سے وابستہ ہوئے۔ ان کے اساتذہ میں امام عصر علامہ انور شاہ صاحب کشمیری اور مفتی اعظم شیخ عزیز الرحمٰن عثمانی، حبیب الرحمٰن عثمانی، شبیر احمد عثمانی اور اصغر علی دیوبندی نمایاں ہیں۔ ۱۳۳۹ ہجری میں انہوں نے شیخ الہند محمود الحسن کے ساتھ بیعت کا سلسلہ شروع کیا پھر ۱۳۵۰ ہجری میں اشرف علی تھانوی صاحب نے انہیں بیعت کی اجازت عطا کی۔ ۱۳۴۱ ہجری میں دوران تعلیم ہی دارالعلوم دیوبند کے نائب مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۳۴۸ ہجری میں مدیر مقرر ہوئے (اکابر علماء دیوبند ص: ۲۷۶)

(۲) مفتی محمد شفیع علمائے ربانی میں شمار کیے جاتے ہیں اپنے عصر کے مفسر ومدبر اور عالم بے مثل تھے۔ فاضل اجل فقیہ عصر اور عظیم محقق ہی نہیں بلکہ امام تھے، جن کا مثیل طرق سلوک وتصوف میں کوئی نہ تھا، یہ شیخ کامل تھے۔ ۱۳۱۴ ہجری میں دیوبند کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۲۵ ہجری میں دارالعلوم دیوبند میں تعلیم شروع کی، ان کے ممتاز اساتذہ، جو بڑے علماء تھے، میں انور شاہ کشمیری، مفتی عزیز الرحمٰن، شبیر احمد عثمانی، سیّد اصغر حسین دیوبندی، اعزاز علی دیوبندی، استاذ العلماء شیخ رسول خان ہزاروی، فخر العلماء حبیب الرحمٰن عثمانی وغیرہ تھے۔ انہیں سلوک وتصوف میں بھی ممتاز مقام حاصل تھا۔ ۱۹۲۰ء میں محمود الحسن دیوبندی سے اخذ بیعت کی پھر ان کی وفات کے بعد ۱۳۴۶ھ میں حکیم الامت اشرف علی تھانوی'' سے بیعت کی اور ان کے روحانی مقام ومرتبے کو دیکھتے ہوئے انہوں نے انہیں خلافت اور اجازت بیعت دی۔ یعنی ۱۳۴۹ھ کو مفتی اعظم محمد شفیع کو یہ مقام نصیب ہوا کہ وہ تھانوی صاحب کے خلیفہ مجاز خاص بنے اور وہ تمام علماء دیوبند کے امام، مشرف اور رئیس بنے۔ (اکابر علماء دیوبند: ص ۲۰۸)

ابتدائی حصہ احقر نے دیکھا۔ میں اگرچہ طبعاً اس کو پسند نہیں کرتا کہ عقائد علمائے دیوبند کے عنوان سے کوئی کتاب لکھی جائے جس سے ناواقفوں کو شبہ ہوسکتا ہے کہ ان کے عقائد کچھ مخصوص ہیں۔ حالانکہ علماء دیوبند کے تمام عقائد "اہل السنّت والجماعت" کے مسلمہ عقائد ہیں۔ اس لئے بے کم وکاست ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کتب عقائد اہل السنۃ والجماعت کو دیکھ لیجئے جو عقائد ان تمام کتابوں میں صراحت کے ساتھ مذکور ہیں، علماء دیوبند انہیں عقائد کے زبردست حامل اور ان کے خلاف کرنے والوں کی تردید میں پیش پیش ہیں۔(۱) لیکن چونکہ ایک خاص طبقے نے عقائد اہل السنّت والجماعت کو صرف علماء دیوبند کی طرف منسوب کرکے ان کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اسی لئے اگر اسی نام سے 'اہل السنّت والجماعت' کے عقائد کو پیش کیا جائے تو شکوک وشبہات میں پڑنے والوں کے لئے نافع ہوگا۔

عزیز محترم مولانا عبدالشکور صاحب نے اسی کا اہتمام کرکے الحمد للہ ایک عوامی ضرورت کو پورا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کو نافع ومفید بنائے۔ (۱۹۸۸/۸/۲۱ء

بندہ: محمد شفیع دارالعلوم، کراچی نمبر ۱۴)

(۳) ظفر احمد عثمانی(۲)

الحمد للہ ذی العز والعظمۃ والکبریاء والسلام والصلاۃ علی خیرتہ

---

(۱) مفتی شفیع صاحب کا اشارہ جن کتب عقائد اہل السنۃ کی جانب ہے دراصل وہ عقیدۂ ماتریدیہ کے مطابق لکھی گئیں کتب ہیں جنہیں دیوبندی اپنے مدارس میں باقاعدہ نصاب میں شامل کرکے وہی عقائد اپنے طالب علموں کو سکھاتے ہیں جو ان میں مذکور ہیں اور انہی کتب عقائد کو یہ لوگ زبردستی عقائد اہل السنۃ والجماعۃ باور کراتے ہیں حالانکہ ان میں بڑی تعداد میں آئمہ سلف صالحین کی لکھی ہوئیں کتب عقائد سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً عقائد نسفیہ، شرح فقہ الاکبر ملا علی قاری، اور شرح تہذیب العقائد وغیرہ۔ (ابومحمد عفی عنہ)

(۲) ۱۳۱۰ ہجری میں دیوبند میں پیدا ہوئے ان کے دادا نہال احمد عثمانی نے دارالعلوم دیوبند کے لئے زمین ہبہ کی تھی۔ ظفر احمد عثمانی اشرف علی تھانوی کے بھانجے تھے اور ابتدائی تعلیم وتربیت انہیں سے حاصل کی اور حصول تعلیم کے لئے دارالعلوم

من خلقه سيدنا محمد خاتم النبيين و على آله و اصحابه البررة الاتقياء و تابعيهم باحسان و اتباعهم من العلماء والفقهاء والاولياء و على المسلمين والمسلمات الاموات منهم والاحياء: و بعد: میں نے اس رسالہ کو چیدہ چیدہ دیکھا ہے مؤلف نے اس میں ہمارے علماء و مشائخ کے عقائد کو المہند اور دیگر اکابرین علماء دیوبند کی تالیفات سے اکٹھا کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

میں ہوں اپنے رب واحد الصمد کے در کا فقیر اور اس کی رحمت کا طلبگار

ظفر احمد عثمانی تھانوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ وما والاہ ولمشائخہ واصحابہ واحبابہ

ابدالاباد ۴ شعبان ۱۳۸۸ ہجری

دیوبند کا رخ کیا۔ پھر اپنے ماموں اشرف علی تھانوی کی خدمت کرتے رہے اور ان کے حکم پر مظاہر العلوم سہارنپور میں خلیل احمد سہارنپوری سے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور بڑی قلیل مدت میں علمی و روحانی فیض ان سے پایا حتیٰ کہ عظیم محدث و مفسر اور پیر کامل بن گئے۔ سید محمد یوسف بنوری ان کی تالیف اعلاء السنن کے متعلق فرماتے ہیں: شیخ نے اپنی کتاب اعلاء السنن کے ذریعے حنفی مذہب کی عظیم خدمت سرانجام دی ہے۔ اسی طرح انہوں نے حدیث و فقہ کی بڑی خدمت کی جس کی نظیر نہیں ملتی انہوں نے اپنی اس تالیف سے علم اور علماء پر احسان عظیم کیا ہے اور دوسری جہت سے اس کتاب کی وجہ سے علماء حنفیہ اس مذہب پر جمے رہنے والے ہو گئے اور تا قیامت اس عظیم عالم کے احسان کے بوجھ تلے دب گئے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس زمین اور جو کچھ اس پر ہے اس کا وارث نہیں ہو جاتا یعنی تا وقت قیامت۔

بلکہ انہوں نے ان کے علم و فضل کا اعتراف مختلف علماء سے بھی نقل کیا ہے۔ مثلاً شیخ الحدیث عبدالحق، حکیم الامت اشرف علی تھانوی، شیخ خلیل احمد سہارنپوری، شیخ الیاس کاندھلوی، شیخ حسین احمد مدنی، علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ انور شاہ کشمیری، کفایت اللہ دہلوی، سید سلیمان ندوی وغیرہ۔

ظفر احمد عثمانی صرف عالم متبحر فی الشریعہ ہی نہ تھے بلکہ پیر کامل تھے۔ علوم طریقت اور سلوک و تصوف میں ان کے شاگردوں و خلفاء میں ادریس کاندھلوی، بدر عالم میرٹھی، عبدالرحمٰن کاملپوری، اسعد اللہ سہارنپوری، زکریا کاندھلوی، مفتی جمیل تھانوی، شمس الحق فرید پوری، احتشام الحق تھانوی، مالک کاندھلوی، عبدالشکور ترمذی وغیرہم مشہور فضلاء و علماء و شیوخ شامل ہیں۔ (اکابر علماء دیوبند ص: ۲۰۰-۲۰۲)

(۴) محمد یوسف بنوری(۱)

میں نے اس رسالہ کو بغور پڑھا۔ جو کچھ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب (کراچی) مد ظلہ نے تحریر فرمایا میں بھی تصدیق کرتا ہوں۔

محمد یوسف بنوری

۲۴ شعبان ۱۳۸۸ ہجری۔ عفا اللہ عنہ

(۵) خیر محمد جالندھری(۲)

اللہ کی قسم تمام جوابات حق ہیں اور حق کی اتباع کی جائے کیونکہ یہ اتباع کے زیادہ لائق ہے۔ احقر فقیر محمد۔ عفا اللہ عنہ

مدیر مدرسہ خیر المدارس ملتان۔ ۲۵ جمادی الاخری ۱۳۸۸ ہجری

---

(۱) مقالات کوثری پر انہوں نے جو مقدمہ لکھا ہے تو اس میں کوثری کی گمراہیوں اور آئمہ سنۃ کے خلاف اور سلف صالحین کے متعلق بدزبانیوں کو بے نقاب کر کے دیوبندی مذہب کی حقیقت واضح کی ہے۔ ۱۳۹۷ھ میں فوت ہوئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں الماتریدیہ الشمس الدین السلفی الافغانی ۱/۳۴۲،۳۴۳)

(۲) ان کے متعلق محمد اکبر شاہ نے لکھا کہ یہ خیر محمد جالندھری کبار علماء اور استاذ العلماء میں سے تھے ان کا علم وفضل اور زھد وتقویٰ تمام لوگوں کے نزدیک مسلم ہے۔ ۱۸۸۵ء میں جالندھر کے علاقے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے ماموں میاں شاہ محمد سے حاصل کی، قطب ارشاد شیخ رشید احمد گنگوہی سے بیعت تصوف حاصل کی۔ متقی وصالح عالم تھے، حافظ محمد احمد قاسمی مدیر دار العلوم دیوبند سے مدرسہ کا تخریجی سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ ہم یہاں یہ بات بھی خصوصیت سے بیان کرتے ہیں کہ علماء دیوبند کی خاصیت یہ ہے کہ بیک وقت یہ حال وقال یعنی تصوف وشریعت ظاہری وباطنی علوم کے جامع ہوتے ہیں۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد یہ ضروری ہے کہ اصلاح باطن کی تکمیل کی جائے اور جب تک علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ باطنی علوم تصوف واصلاح نہ حاصل کیا جائے تو اس وقت تک انسان کی شخصیت مکمل نہیں ہوتی بلکہ نامکمل رہتی ہے۔ خیر محمد جالندھری نے تکمیل تربیت کے لئے اور باطنی تزکیہ وتطہیر کے لئے مراکز اصلاح باطن کی طرف رجوع کیا اور اس مقصد کے لئے انہوں نے تھانہ بھون میں قائم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کا انتخاب کیا اور اشرف علی تھانوی کی تربیت میں تطہیر قلبی کی اور تھانوی صاحب نے ۹ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ بعد نماز مغرب ان سے چاروں سلسلہ ہائے تصوف کی بیعت لی اور بعد میں خلافت بھی عطا کی۔ (اکابر علماء دیوبند ص: ۲۲۷۔۲۲۸) (تذکرۃ علماء پنجاب، ص: ۱/۱۷۷)

(۶) مفتی جمیل احمد تھانوی(۱)

مذکور سب مسائل حق ہیں۔

جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور (مسلم ٹاؤن)

(۷) مفتی محمود (۲)

تمام مذکورہ عقائد حق وصحیح ہیں، جن پر ہمارے مشائخ کا اتفاق ہے۔

م ۱۹۸۸ـ۶ـ۲۵ محمود۔ عفا اللہ عنہ۔ مفتی قاسم العلوم، ملتان

(۸) مفتی عبد اللہ ملتانی (۳)

حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی مہتمم مدرسہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا کا

---

(۱) محمد اکبر شاہ ان کے متعلق لکھتے ہیں: مخدوم العلماء کے نام سے معروف ہیں اور بہت علمی گھرانے سے تعلق ہے۔ اصلی وطن تھانہ بھون ہے۔ ۱۳۳۳ھ میں مدرسہ امدادیہ تھانہ بھون سے الحاق کیا۔ اس کے بعد مدرسہ سہارنپور مظاہر العلوم سے اخذ علم کیا اور شیخ خلیل احمد سہارنپوری کی خصوصی توجہ وعنایت سے ابتدائی ساری تعلیم حاصل کی، خصوصاً ظہور الحق دیوبندی سے علم حاصل کیا اور دورس حدیث شیخ خلیل احمد سہارنپوری سے لیا۔ پھر اسی مدرسہ میں بڑے اہم مدرس مقرر ہوئے اور اثنائے تدریس ان سے ہزاروں طالب علموں نے کسب علم کیا جن میں تبلیغی جماعت کے امیر شیخ محمد یوسف کاندھلوی، انعام الحسن کاندھلوی (امیر تبلیغی جماعت ہند) فضل احمد (مدیر مدرسہ قاسم العلوم، فقیروالی) وغیرہ شامل ہیں۔ شیخ خلیل احمد سہارنپوری سے روحانی فیض بھی جاری رکھا اور اسی طرح اشرف علی تھانوی سے بھی روحانی علوم وسلوک پایا۔ اسی طرح انہوں نے ان کے ہاتھوں پر بیعت کی اور بعد میں یہی توجیہات وعنایات روحانیہ شاہ محمد اسعد اللہ قدس سرہ سے بھی پائیں اور تربیت واصلاح میں مہارت حاصل کی اور بیعت کی اجازت بھی انہوں نے عطا کی۔ (اکابر علماء دیوبند ص: ۲۷۹ـ۲۸۲)

(۲) مفتی محمود صاحب ۱۹۰۹ء میں ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔ شیخ محمد صدیق نقشبندی ان کے والد تھے۔ ابتدائی تعلیم انہی سے حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان کی طرف سفر کیا اور ۱۳۵۰ ہجری میں تمام علوم فنون میں مہارت حاصل کر کے واپس لوٹے اور اپنے والد سے سلسلہ نقشبندیہ کی بیعت حاصل کی اور شیخ عبدالعزیز اور عبدالقادر رائے پوری سے چاروں سلسلہ ہائے تصوف کی بیعتیں حاصل کیں۔ (اکابر علماء دیوبند ص: ۴۳۸)

(۳) ان کا اصلی وطن ڈیرہ غازی خان تھا اپنے شہر کے علماء سے ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر دار العلوم دیوبند کی طرف رُخ کیا اور تمام علوم وفنون میں وہاں سے تعلیم پائی۔ بڑے علماء وفضلاء سے کسب علم کر کے دار العلوم سے فارغ ہوئے۔ ان کے مشہور اساتذہ میں شیخ الاسلام حسین احمد مدنی، مفتی اعظم مفتی محمد شفیع، شیخ الادب اعزاز علی دیوبندی ودیگر علماء شامل ہیں۔ شیخ خیر محمد کی زبانی یہ الفاظ سنے گئے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ ''اگر کوئی کسی جنتی کی زیارت کرنا چاہے تو وہ مفتی عبداللہ کو دیکھ لے۔'' ۱۴۰۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند: ۴۳۵)

رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنۃ والجماعۃ بندہ نے دیکھا، فجزی اللہ المؤلف عنی و عن سائر المسلمین۔ نہایت عمدہ اور مسلک اسلاف کے عین مطابق ہے اس کے مندرجات سے ہمیں اتفاق ہے۔ فقط: نیازمند

محمد عبداللہ عفا عنہ

۲۴ جمادی الاخری ۱۳۸۸ ہجری مفتی خیر المدارس، ملتان

(۹) مفتی عبدالستار ملتانی(۱)

نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۲۴ جمادی الآخری ۱۳۸۸ ہجری

(۱۰) الشیخ عبدالحق اکوڑوی(۲)

مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

---

(۱) مفتی عبدالستار ملتانی پاکستان کے مشہور علماء میں سے تھے۔ ۱۳۷۰ ہجری سے مسلسل دارالافتاء مدرسہ خیر المدارس سے وابستہ رہے، مختلف مدارس سے کسب علم کیا۔ لیکن خیر المدارس میں تکمیل علم کی۔ ان کے مشہور اساتذہ میں خیر محمد جالندھری، عبدالرحمٰن کاملپوری، علامہ یوسف بنوری، سید بدر عالم میرٹھی، مفتی عبداللہ ملتانی، اشفاق الرحمٰن کاندھلوی شامل ہیں۔ انہوں نے ان تمام اساتذہ سے اصلاح باطن کا واسطہ بھی رکھا، خصوصاً شیخ خیر محمد جالندھری، مفتی محمد حسن شیخ الحدیث محمد زکریا، عبداللہ بھلوی اور شیخ عبدالعزیز سے کسب فیض کیا۔ قاری فتح محمد پانی پتی، ولی محمد اقبال مدنی اور شیخ علی المرتضیٰ (ڈیرہ غازی خان) سے بیعت تصوف کی۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۵۲۸)

(۲) شیخ عبدالحق اکوڑہ خٹک پشاور پاکستان میں ۱۳۲۷ ہجری کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے شہر میں حاصل کی اور پھر اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے انڈیا چلے گئے۔ میرٹھ اور امروہ کے مدرسوں سے تعلیم حاصل کر کے دارالعلوم دیوبند ۱۳۴۷ھ میں داخلہ لیا اور درسِ حدیث حسین احمد مدنی سے لیا۔ دیگر اہم اساتذہ میں رسول خان ہزاروی، محمد ابراہیم بلیاوی، مفتی محمد شفیع دیوبندی وغیرہ شامل ہیں۔ بعد میں اسی مدرسے دارالعلوم دیوبند میں تکمیل تعلیم کے بعد تدریسی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ ۱۳۶۲ھ سے لے کر ۱۳۶۶ھ تک وہاں مدرس رہے۔ پاکستان بننے کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی بنیاد رکھی جو کہ پاکستان میں وہی مقام رکھتا ہے جو مقام ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند کا ہے جیسا کہ سعید الرحمٰن علوی مدیر مجلۃ خدام الدین، لاہور۔ لکھتے ہیں یہ بڑے محقق محدث و عالم کبیر تھے۔ ۱۴۰۹ھ میں فوت ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند)

(۱۱) الشیخ محمد احمد تھانوی(۱)

رسالہ کے جملہ مندرجات سے احقر کو کُلی اتفاق ہے۔

محمد احمد تھانوی مہتمم مدرسہ اشرفیہ، سکھر

(۱۲) الشیخ عبدالحق نافع(۲)

علمائے دیوبند کے عقائد وہی اہل السنّت والجماعت کے عقائد ہیں، سرِ موفرق نہیں۔ مگر بعض حاسدین نے دیوبندیوں کے عقائد کے عنوان سے علمائے دیوبند کے خلاف بے موقع غلط پراپیگنڈہ اپنا شعار بنا رکھا ہے۔

خدام دارالعلوم بھی عوام کو ان حاسدین کے دام فریب سے بچانے کی غرض سے اپنے مسلک کی توضیح کرتے رہے۔ یہ رسالہ سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے۔ مصنف کو اللہ تعالیٰ اس نیک عمل کی بہتر جزا دے۔

(۱۳) الشیخ عبداللہ بھلوی(۳)

---

(۱) فخر العلماء کے لقب سے ملقب ہیں۔ علمی خاندان سے تعلق تھا، دیوبند کے نزدیک راجپور میں پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچنے کے بعد حکیم اشرف علی تھانوی کی خانقاہ سے منسلک ہو گئے پھر انہیں کے مدرسے اشرفیہ تھانہ بھون سے تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی مرحلے کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مدرسۂ مظاہر العلوم سے اخذ علم کیا۔ ۱۳۵۲ھ میں وہاں سے فارغ ہوئے ان کے اہم اساتذہ میں عبدالرحمٰن کامیلوری، حافظ عبداللطیف، اسعد اللہ، شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی شامل ہیں۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۳۶۷)

(۲) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۳) ۱۳۱۳ھ میں شجاع آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور درس نظامی کے بعد دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔ وہاں لغت کی دیگر کتب پڑھیں اور دورۃ الحدیث والتفسیر مختلف علماء سے کیا جن میں حسین علی وان بھچرانوی، احمد علی لاہوری وغیرہ شامل ہیں۔ فضل علی قریشی مسکین پوری کے ہاتھ پر نقشبندی سلسلے کی بیعت کر لی۔ یہ ان کے خلفاء میں سے بھی تھے۔ روحانی فیض انہوں نے حسین علی وان بھچرانوی، تاج محمود امروٹی اور حکیم الامت اشرف علی تھانوی سے حاصل کیا۔ ان کی قیمتی تصنیفات میں مستدلات الاحناف، الفیض الروحانی، معارف السلوک، تصفیۃ الاعمال وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۳۹۸ھ میں فوت ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۳۸۱)

بسم اللہ حامداً و مصلیاً، بندہ کا اس مؤلف سے تمام امور میں اتفاق ہے۔ جزی اللہ تعالیٰ عنا المؤلف خیر الجزاء۔

اللھم تقبل منا و منہ انک انت السمیع العلیم

مولانا عبداللہ بھلوی عفی عنہ، مہتمم مدرسہ حبیب آباد اشرف العلوم، شجاع آباد

(۱۴) الشیخ محمد انوری (۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً!

۱۳۳۰ ہجری میں جب حضرت علامہ رشید رضا مصری دار العلوم دیوبند میں تشریف لائے تو علماء و طلباء کے مجمع میں حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے حضرت مولانا محمد انور شاہ صاحبؒ نے ایک عربی زبان میں مبسوط تقریر فرمائی تھی اس میں فرمایا تھا کہ:

''ہم نے عقائد میں تو امام تسلیم کیا ہے حضرت مولانا نانوتویؒ کو اور فروع میں امام تسلیم کیا ہے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو اور دونوں سے ہم کو صاف اور مبیض علم ملا۔ تو اب معلوم ہوا کہ دیوبندیت منحصر ہے ان بزرگوں کے اتباع میں۔ اب ایک کے تو اتباع کا دعویٰ کرنا اور ایک میں نقائص نکالنا یہ کوئی دیوبندیت نہیں۔''

چنانچہ آپ حیات کی توثیق حضرت گنگوہیؒ نے ہدایۃ الشیعۃ میں فرمائی ہے اب یہ رسالہ جو حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی نے تصنیف فرمایا ہے میں نے اس کو حرف بحرف سنا اور اپنے اساتذہ اور مشائخ کے اصول کے حرف بحرف مطابق پایا۔

---

(۱) ۱۳۱۹ھ میں جالندھر میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد رشید احمد گنگوہی صاحب کے خادم خاص اور شاگرد تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دار العلوم دیوبند چلے گئے۔ ۱۳۳۸ھ میں امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری سے دورۂ حدیث کیا پھر مدرسے سے فارغ ہو کر شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے بواسطہ مفتی فقیر اللہ بیعت کی اور اصلاح نفس کا رتبہ انور شاہ کشمیری سے پایا اور ان کے خلیفہ مقرر ہوئے۔ پھر شیخ عبدالقادر رائے پوری سے بیعت کی اور اس سے قبل ہی وہ بیعت لینے کے مجاز ہو چکے تھے۔ (اکابر علماء دیوبند، ص:۳۵۹)

میرا بھی یہی اعتقاد پہلے ہی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف علامہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔ یہ رسالہ سن کر بہت ہی پسند آیا کہ اس میں حد اعتدال سے نہیں بڑھے اور افراط و تفریط سے بری رہے۔

فجزاهم الله خير الجزاء فصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد ن المصطفى و على آله و اصحابه و اهل بيته اجمعين

احقر محمد انوری عفا اللہ عنہ لائل پوری۔ انوری قادری مہتمم مدرسہ تعلیم الاسلام بسنت پورہ، لائل پور۔ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۹ ہجری۔

(۱۵) حضرت مولانا شمس الحق افغانی (۱) شیخ التفسیر جامعۃ الاسلامیہ، بہاولپور

الحمدلله وحده والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده!

امابعد! میں نے رسالہ ہذا کے مختلف حصص کو دیکھا۔ مندرجات رسالہ وہی مسائل ہیں جن پر اہل السنۃ والجماعۃ متفق ہیں، جن میں علماء دیوبند بھی داخل ہیں۔ بہرحال معنون جن مسائل کا مجموعہ ہیں وہ سب صحیح اور صواب ہیں اور موافق مسلک اکابر دیوبند ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دیں کہ اس نے محنت کر کے حق کو مرتب کیا اور اہل سنت والجماعت اور ان کے خلاف گروہ میں حد فاصل قائم کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت بخشیں۔

شمس الحق افغانی۔ عفا اللہ عنہ۔ جامعہ اسلامیہ، بہاولپور

صدر شعبۂ تفسیر ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۸ ہجری

---

(۱) شیخ مذکور ۱۳۱۸ھ میں چارسدہ پشاور کے نزدیک پیدا ہوئے۔ مختلف علوم وفنون علمائے سرحد وافغانستان سے حاصل کیے۔ ۱۳۱۸ھ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے دارالعلوم دیوبند گئے۔ ۱۳۳۹ھ میں علامۃ العصر انور شاہ کاشمیری و شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی، سید اصغر دیوبندی، رسول خان ہزاروی جیسے اکابر علماء سے اکتساب علم اور دورۂ حدیث کیا۔ پھر اسی مدرسے میں بطور استاذ العلماء، شیخ التفسیر للفصول العلیا ۱۳۵۴ھ تا ۱۳۵۷ھ مقرر ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند: ۳۱۴)

(۱۶) سید حامد میاں(۱)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد! حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم کا رسالہ "عقائد اہل السنۃ والجماعۃ" دیکھا۔ مولانا نے جو عقائد تحریر فرمائے ہیں وہی میرا عقیدہ ہے اور ہم سب کے اکابر واسلاف کا بھی چلا آ رہا ہے۔

علماء دیوبند "اہل سنت والجماعت" کا عظیم حصہ ہیں۔ ان کی طرف جن عقائد کی غلطی کی نسبت کی گئی تھی مفتی صاحب موصوف نے "المہند" وغیرہ کی عبارات سے اس کا بہتر انداز میں دفعیہ فرما دیا ہے۔ اکابر کی عبارات کے ساتھ دلائل جمع کر کے انہوں نے اس کو مزید مفید وقت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور جزائے خیر دے۔

سید حامد میاں، جامعہ مدینہ لاہور ۲۷ رجب ۱۴۰۲ھ۔ ۲۲ مئی ۱۹۸۲ء

(۱۷) مفتی رشید احمد لدھیانوی(۲) دارالافتاء، کراچی

اس کتاب میں مندرجہ عقائد صحیح ہیں۔ اہل سنت والجماعت اور علماء دیوبند کے یہی عقائد ہیں۔

---

(۱) محمد اکبر شاہ ان کے متعلق لکھتے ہیں: سید حامد میاں ۱۳۴۵ھ میں دیوبند میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد محترم سید محمد میاں امام عصر انور شاہ کشمیری کے شاگرد تھے موصوف خود بھی مشہور مورخ محقق و عالم تھے سید حامد میاں نے ابتدائی تعلیم قاری اصغر علی سے دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی پھر مراد آباد کے مدرسہ شاہی میں تشریف لے گئے اور دوبارہ دارالعلوم دیوبند کی طرف رُخ کیا اور وہاں کتب حدیث کو بڑے علماء سے پڑھا جن میں عبدالسمیع دیوبندی، عبدالحق مدنی، مفتی محمد شفیع، الیاس کاندھلوی، اعزاز علی امروہوی، سید حسین احمد مدنی جیسے نامور علماء سے اکتساب علم کیا۔ بعد از فراغت حسین احمد مدنی کے ہاتھ پر بیعت تصوف کی اور مراحب سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے خلافت و اجازت بیعت کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۴۰۸ھ میں فوت ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند: ص ۲۲۵)

(۲) لدھیانہ کے علمی گھرانے سے ان کا تعلق ہے جو خصوصی طور پر علم و ذکاوت تقویٰ، احوال باطنی اور کشف و کرامات کے لئے معروف ہے۔ اظہار حق پر جرأت اور ابطال باطل اس خاندان کے امتیازی اوصاف ہیں۔ موصوف کے والد شیخ محمد سلیم نے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے زیر سایہ تربیت حاصل کی۔ ۱۳۴۱ھ میں رشید احمد صاحب پیدا ہوئے اور ان کا نام رشید احمد گنگوہی کے نام پر رکھا گیا۔ علوم و فنون میں تعلیم کی تکمیل کے لئے مختلف جگہوں سے علم حاصل کیا اور بعد میں اعلیٰ تعلیم کے حصول

بندہ رشید احمد دارالافتاء، ناظم آباد، کراچی، ۴ جمادی الاول ۱۴۰۵ ہجری

(۱۸) مولانا محمد فرید صاحب (۱) دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک

اِس رسالہ "عقائد علماء دیوبند" میں جتنے عقائد مسطور ہیں وہ تمام کے تمام حق ہیں۔ قرآن وحدیث وفقہ حنفی سے موافق ہیں۔ اہل زیغ کی طرف سے علماء راسخین پر بدظن شدگان کے لئے اکسیر اور تریاق ہیں۔

محمد فرید عفی عنہ۔ خادم الافتاء والحدیث بدارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک۔

(۱۹) مولانا مفتی احمد سعید (۲) سراج العلوم۔ سرگودھا۔

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:

برادر محترم حضرت مولانا سید عبدالشکور صاحب ترمذی نے ایک اہم اور نہایت ضروری کام کو پورا فرمایا۔ عقائد علماء دیوبند جو دراصل عقائد اہل السنۃ والجماعت ہیں، طبع کرائے اور فسادی عنصر کے منہ پر طمانچہ لگایا۔ **ھذا ھو الحق وما ذا بعد الحق الا الضلال**

احقر مفتی احمد سعید عفی عنہ جامعہ عربیہ سراج العلوم، سرگودھا۔ (۱۹۸۵/۱/۲۸ء)

(۲۰) مفتی محمد وجیہ صاحب (۳) دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار، سندھ

کے لئے صرف ایک ہی شہرۂ آفاق مدرسہ تھا جس کا رخ کیا اور وہ دارالعلوم دیوبند ہے۔ چنانچہ ۱۳۶۰ھ میں وہاں چلے گئے۔ وہاں دورہ حدیث کیا اور صحیح بخاری وترمذی حسین احمد مدنی صاحب سے پڑھیں اور طحاوی کو مفتی اعظم پاکستان، مفتی محمد شفیع سے پڑھا۔ یہ دارالعلوم دیوبند ہی ہے کہ جس میں سے اتنے بڑے علماء ومفتی اور فقہاء تیار ہو کر نکلے ہیں۔ مثلاً مفتی عزیز الرحمن عثمانی، مفتی محمد شفیع، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مفتی محمد جمیل تھانوی اور مفتی رشید احمد لدھیانوی وغیرہم۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۲۹۱)

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۲) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۳) مفتی وجیہ صاحب ۱۳۲۳ھ میں رامپور میں شیخ محمد وجیہ کے گھر پیدا ہوئے جو کہ اشرف علی تھانوی صاحب کے خلیفہ تھے۔ بڑے جید عالم دین اور پیر کامل تھے۔ پہلے شاہ عبدالرحیم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر اشرف علی تھانوی کے ہاتھ پر بیعت کی اور بعد ازاں خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ ان کی والدہ بھی اشرف علی تھانوی کی بیعت میں تھیں۔ مفتی وجیہ صاحب کا نام اشرف علی

الحمدللہ و کفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

صدیق محترم ومکرم جناب مولانا المفتی الحافظ القاری سید عبدالشکور ترمذی دام مجدھم کے رسالہ ''عقائد علماء دیوبند'' کو بغور دیکھا تمام مسائل صحیح وحق ہیں۔ مصنف موصوف نے وقت کے اہم تقاضے کو پورا اور حال میں پیدا ہونے والی تلبیس کا ازالہ فرما کر اُمت پر احسان فرمایا اور واقعی غیر واقعی دیوبندی میں امتیاز پیدا فرمایا۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء عنا و عن سائر المسلمین

محمد وجیہ غفرلہ۔ دارالعلوم الاسلامیہ، ٹنڈو الہ یار ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۰۵ ہجری

(۲۱) مفتی علی محمد (۱) دارالعلوم، کبیر والا

بعد الحمد والصلاۃ: رسالہ ہذا کا احقر نے مطالعہ کیا بہت مفید پایا اس میں عقائد حقہ صحیح ہیں۔ یہ عقائد بلا ریب ہمارے اور ہمارے مشائخ کے ہیں۔ نفع اللہ بھا ایانا و جمیع المسلمین و وفقنا باشاعتھا و جعلھا اللہ زاداً لمؤلفھا. احقر الانام علی محمد عفا اللہ عنہ خادم الحدیث، بدارالعلوم، کبیر والا۔ ملتان

(۲۲) حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب (۲) (دارالعلوم کبیر والا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً! بندہ نے حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہم

تھانوی صاحب نے ہی رکھا تھا۔ فارسی زبان کی تعلیم محمد علی دیوبندی سے حاصل کی پھر شیخ محمد صابر امروہوی جو اشرف علی تھانوی کے خلیفہ بھی تھے، ان سے تعلیم حاصل کی۔ پھر مظاہر العلوم سہارنپور میں داخل ہوئے اسی دوران اشرف علی تھانوی کی بیعت سے مشرف ہوئے اور سہارنپور ہی میں اسعد اللہ، عبدالرحمٰن کاملپوری، زکریا کاندھلوی وغیرہ سے اخذ علم کیا۔ ۱۳۶۳ھ میں دورہ حدیث کیا اور مدرسہ وخانقاہ اشرف علی تھانوی واقع تھانہ بھون میں مدرس مقرر ہوئے اور اشرف علی کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ انہیں ۱۳۹۵ھ میں خلافت واجازت عطا کی گئی۔ پھر شیخ مسیح اللہ نے بھی بیعت لینے کی اجازت سے مشرف فرمایا۔ (اکابر علماء دیوبند)

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۲) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

کے ساتھ انسلاک اور انتساب پر اصرار بھی ہے۔ تقبل الله هذا الرسالة و جزى المؤلف عنا و عن المسلمين جزاء يليق بشانه (بندہ عبدالقادر عفی عنہ)

خادم حدیث و فقہ جامعہ دارالعلوم عیدگاہ، کبیر والا، ملتان۔ (۱۹ جمادی الاولی ۱۴۰۵ ہجری)

(۲۳) الشیخ محمد شریف صاحب(۱) کشمیری جامعہ خیر المدارس

(۲۴) مولانا فیض احمد صاحب(۲) جامعہ قاسم العلوم ملتان

نحمده و نصلى على رسوله الكريم

امـا بـعـد! کتاب "خلاصہ عقائد علماء دیوبند" میں مندرجہ عقائد بعینہ علماء اہل السنۃ والجماعت کے عقائد ہیں۔ ان سے انحراف کرنے والا اہل سنت والجماعت کے گروہ سے خارج ہے۔ محمد شریف غفرلہ، ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۵ ہجری۔

بندہ۔ فیض احمد غفرلہ مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان۔ (۲۶۔۴۔۱۴۰۵ ہجری)

(۲۵) مولانا سیّد صادق حسین صاحب(۲) فاضل دیوبند، جھنگ صدر

عارف باللہ عالم باعمل حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور صاحب ترمذی مدظلہ کے رسالہ مشتمل بر عقائد اہل السنّت والجماعت کا مطالعہ کیا ہے، اس میں وہ تمام عقائد بہتر انداز میں لائے گئے ہیں جو واقعی اہل السنّت والجماعت کے عقائد ہیں۔ احقر ان تمام مندرجہ عقائد میں اپنے اسلاف کی اتباع کرنا ہی عین نجات سمجھتا ہے۔

---

(۱) محمد شریف کشمیری پلندری آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور وہاں تعلیم حاصل کی۔ پھر ۱۹۴۲ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک دارالعلوم دیوبند میں مدرس کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد شیخ خیر محمد جالندھری کے امر سے مدرسہ خیر المدارس ملتان سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۴۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند: ۴۴۸)

(۲) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

سید صادق حسین غفرلہ

مہتمم مدرسہ علوم الشریعہ، جھنگ صدر (۱۹/۵/۱۴۰۵ ہجری)

(۲۶) مولانا عبدالحیٔ صاحب (۱) مدظلہ شجاع آباد، ملتان

یہ تمام عقائد جنہیں میرے برادر شیخ مکرم مولانا سید عبدالشکور ترمذی صاحب نے تحریر فرمایا ہے سب اہل السنۃ والجماعۃ کے موافق اور میرے نزدیک حق وصواب ہیں۔

الفقیر عبدالحیٔ غفرلہ۔ فاروق آباد، شجاع آباد۔ ملتان

(۲۷) مولانا عبداللہ (۲) صاحب رائے پوری جامعہ رشیدیہ، ساہیوال

جو مولانا الاستاذ خیر محمد جالندھری نے فرمایا ہے وہی ہمارے لئے کافی ہے۔

عبداللہ رائے پوری غفرلہ ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۰۵ ہجری۔

(۲۸) حضرت علامہ محمد عبدالستار تونسوی (۳) (صدر تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ، ملتان)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم!

حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالشکور ترمذی مدظلہ کے رسالہ کو ابتداء سے اختتام تک بغور پڑھا جس میں مرقوم عقائد اہل سنت علماء دیوبند کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں۔ بفضل تعالیٰ رسالہ

---

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۲) موصوف ۱۳۳۰ھ میں جالندھری کے نواح میں پیدا ہوئے ان کے والد مفتی فقیر اللہ جالندھری، شیخ الہند مولانا محمود الحسن کے شاگردوں میں سے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر رائے پور کے مدرسہ رشیدیہ اور مدرسہ خیر المدارس جالندھر میں حاصل کی ان کے اہم اساتذہ میں خیر محمد جالندھری، مفتی فقیر اللہ، عبدالعزیز رائے پوری، محمد ابراہیم میاں جنوں وغیرہ شامل ہیں جنہیں حسین احمد مدنی وزکریا کاندھلوی کی طرف اجازت حدیث حاصل تھی۔ ان کا روحانی تعلق شاہ عبدالقادر رائے پوری سے تھا۔ بعد میں شیخ الحدیث زکریا کاندھلوی کی طرف سے بیعت کی اجازت اور ان کی خلافت انہیں عطا ہوئی۔ (اکابر علماء دیوبند: ۴۲۹)

(۳) ان کا اصلی وطن ڈیرہ غازی خان کے نواح میں واقع تونسہ ہے۔ ابتدائی تعلیم وہیں پائی پھر دارالعلوم دیوبند (انڈیا) چلے گئے وہاں قرآن وحدیث، فقہ وکلام، منطق وفلسفہ پر عبور حاصل کیا۔ دورۂ حدیث حسین احمد مدنی سے کیا۔ اہم اساتذہ میں اعزاز علی امروہوی، علامہ ابراہیم بلیاوی، مفتی محمد شفیع دیوبندی، شیخ عبدالسمیع وغیرہ شامل ہیں۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۵۳۲)

ہذا اس پر فتن دور میں مسلک حقہ کی اشاعت اور عقائد باطلہ کے رد میں نہایت ہی مؤثر رہے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو اس عظیم دینی خدمت پر جزائے کثیر عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ علمی مذہبی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین

دعا گو محمد عبدالستار تونسوی عفی عنہ

صدر تنظیم اہل سنت پاکستان دفتر مرکزیہ، نواں شہر، ملتان

۱۹ جمادی الاخری ۱۴۰۵ ہجری

(۲۹) العلامۃ الشیخ محمد شریف جالندھری (۱) سابق مہتمم مدرسہ خیر المدارس، ملتان

احقر محمد شریف جالندھری مدرس و نائب مہتمم خیر المدارس، ملتان

(۳۰) مولانا نذیر احمد (۲) شیخ الحدیث جامع امدادیہ اسلامیہ، فیصل آباد

مندرجات رسالہ کی صحت میں قلب سلیم والے کے لئے شک کی گنجائش ہی کہاں ہے۔

ناچیز نذیر احمد غفرلہ۔

(۳۱) حضرت مولانا ادریس صاحب (۳) بنوری ٹاؤن۔ کراچی

تمام عقائد صحیح ہیں اور ہمارے مشائخ کے نزدیک مسلمہ ہیں۔

---

(۱) استاذ العلماء والفضلاء الشیخ خیر محمد جالندھری کے بڑے صاحبزادے ہیں ابتدائی تعلیم و تربیت مدرسہ عربیہ خیر المدارس جالندھر میں حاصل کی۔ ۱۳۶۰ھ میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کی خاطر دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ ان کے اہم اساتذہ میں شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی، علامہ شبیر احمد عثمانی، شیخ الادب اعزاز علی امروہوی جامع المعقول علامہ محمد ابراہیم بلیاوی، مفتی اعظم محمد شفیع دیوبندی شامل ہیں۔ روحانی سلسلے میں انہوں نے اشرف علی تھانوی صاحب سے اکتساب فیض کیا اور اصلاح و تربیت حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی خلیفہ اشرف علی تھانوی سے پائی۔ شیخ خیر محمد جالندھری سے بیعت کی۔ ۱۳۸۸ھ میں ان کی وفات کے بعد قاری محمد طیب نے انہیں اجازت بیعت مرحمت فرمائی۔ ۱۴۰۱ھ میں فوت ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند، ص: ۴۴۰)

(۲) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۳) ۱۹۱۱ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی پھر دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور دورۂ حدیث علامہ انور شاہ کشمیری سے کیا۔ دیگر اہم اساتذہ میں سے علامہ شبیر احمد عثمانی، سید حسین احمد مدنی، اعزاز علی امروہوی، محمد ابراہیم بلیاوی شامل ہیں۔ ۱۴۰۹ھ میں فوت ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند: ۴۵۳)

احقر محمد ادریس غفرلہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ، کراچی۔

(۳۲) علامہ شیخ محمد علی جالندھری(۱)

تمام جوابات بے شک صحیح اور حق ہیں۔

امیر مجلس مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان۔

(۳۳) علامہ محمد ایوب بنوری(۲) مدیر دار العلوم، پشاور

ان تمام جوابات کے درست و صحیح ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

محمد ایوب بنوری غفرلہ مہتمم دار العلوم، پشاور

(۳۴) حضرت مولانا فضل غنی صاحب(۳) عفی عنہ، مدرس معراج العلوم، بنوں

(۳۵) حضرت مولانا فیض احمد(۴) مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے۔

یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین. (*)

---

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

(۲) ۱۹۱۱ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی پھر دار العلوم دیوبند چلے گئے اور دورۂ حدیث علامہ انور شاہ کشمیری سے کیا۔ دیگر اہم اساتذہ میں سے علامہ شبیر احمد عثمانی، سید حسین احمد مدنی، اعزاز علی امروہوی، محمد ابراہیم بلیاوی شامل ہیں۔ ۱۴۰۹ھ میں فوت ہوئے۔ (اکابر علماء دیوبند: ۴۵۳)

(۳) رائے پور (جالندھر) میں ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوئے۔ شیخ فقیر اللہ رائے پوری سے جامع رشیدیہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر ۱۳۹۱ھ میں دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے (اکابر علماء دیوبند ص: ۳۵۶)

(۴) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

* اس علم کو ہر دور کے عادل لوگ لیں گے اور غلو کرنے والوں کی تحریف، دین کا ابطال کرنے والوں کی سینہ کاریوں اور جہلاء کی باطل تاویلوں کو اس علم سے دور کر دیں گے۔

پاک و ہند کے خطے میں اس مبارک حدیث کا اولین مصداق اس دور میں علماء دیوبند ہیں جو ایک صدی سے زیادہ عرصے سے کتاب وسنت، فقہ اسلامی اور دیگر علوم اسلامیہ کی ہمہ نوع دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ عربی، فارسی اردو متعدد زبانوں میں ان کی ہزاروں تصنیفات اور ہزاروں عربی و دینی مدارس، متعدد اصلاحی تبلیغی سیاسی تنظیمیں اور تحریکیں اور فکری و عملی مساعی اس کا بین شاہد ہیں کہ یہ اکابرِ دین اسلام کے کامیاب مخلص خادم اور فکر و عمل میں اسلاف اہل سنت و جماعت کے صحیح ترجمان ہیں۔

مکرم و معظم حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم کا رسالہ "عقائد علماء دیوبند" بھی اس سنہری سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مولانا موصوف نے بروقت حق اور اہل حق کی صحیح ترجمانی فرمائی ہے۔

جزاهم الله عنا و عن سائر الاسلام. (آمین)

بندہ فیض احمد غفرلہ

مہتمم جامعہ قاسم العلوم، ملتان، ۲۵ جمادی الاولی ۱۴۰۵ ہجری

(۳۶) حضرت مولانا ابوالزاہد سرفراز خان صفدر(۱)

شیخ الحدیث نصرت العلوم مدرسہ (گوجرانوالہ)

مبسلاً و محمدلاً و مصلیاً و مسلماً

---

(۱) سرفراز خان صفدر صاحب ۱۹۱۴ء میں نور احمد خان بن گل احمد خان کے گھر (مانسہرہ۔ ہزارہ) میں پیدا ہوئے۔ اپنے چھوٹے بھائی صوفی عبدالحمید کے ہمراہ دارالعلوم دیوبند علم کے حصول کے لئے تشریف لے گئے۔ ۱۳۶۱ھ میں دورۂ حدیث کی ڈگری حسین احمد مدنی سے حاصل کی۔ دیگر اہم اساتذہ میں اعزاز علی امروہوی، علامہ ابراہیم بلیاوی، مفتی محمد شفیع وغیرہ شامل ہیں۔ کئی کتب کے مؤلف ہیں جن میں اہم احسن الکلام، قرۃ العیون، مؤسس دارالعلوم، اور حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ ہیں۔ کبار علماء فقہاء میں سے محقق ومحدث ومصنف کبیر ہیں اور علماء دیوبند میں ممتاز ہیں۔ (اکابر علماء دیوبند ص: ۵۱۰)

اما بعد! جوں جوں قیامت قریب آئے گی ہر صاحب رائے اپنی رائے پر ناز کرے گا اور اعجاب کل ذی رای برأیہ کا خوب مظاہرہ ہوگا لیکن کامیابی صرف اسی میں ہے۔

لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا بما صلح بہ اولھا (۱)

ان مسائل میں سے ایک مسئلہ حیات الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور سماع صلوۃ وسلام عندالقبور بھی ہیں۔ جس میں ۱۳۷۴ ہجری سے پہلے از مشرق تا غرب از شمال تا جنوب کسی فرقہ کے کسی عالم کا کوئی اختلاف نہ تھا۔ جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ اور امداد الفتاویٰ وغیرہ سے بالکل عیاں ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ راقم اثیم نے اپنی مفصل کتاب تسکین الصدور میں اس پر مبسوط بحث کی ہے۔ جس کی تائید و تصدیق دور حاضر میں پاک و ہند کے مسلم اکابر علماء دیوبند نے کی ہے اور یہی علماء دیوبند کا مسلک ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور صاحب ترمذی دامت برکاتہم کو جنہوں نے ''المہند علی المفند'' کو عمدہ کتابت و طباعت سے آراستہ کر کے اور آخر میں موجودہ زمانہ کے علماء دیوبند کی تصدیقات سے مثبت فرما کر عوام الناس کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ فجزاھم اللہ عنہ و عن سائر المسلمین خیر الجزاء.

وصلی اللہ علیہ وسلم علی خاتم الانبیاء والمرسلین و علی الہ واصحابہ اجمعین

احقر ابوالزاھد، محمد سرفراز خطیب جامع مسجد، گکھڑ

وصدر مدرس مدرسہ نصرت العلوم، گوجرانوالہ ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ ہجری

(۳۷) حضرت مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی (۲)

---

(۱) اس امت کے آخری حصے کی اصلاح بھی اسی طرح ہوگی جس طرح اولین امت (صحابہ وتابعین) کی اصلاح ہوئی۔ یہ قول امام مالک رحمہ اللہ کا ہے جو اس پر دلیل ہے کہ کتاب وسنت ہی اصلاح و ہدایت کا معیار ہے، تصوف وسلاسل گمراہی وضلالت اور تفرقہ پر مشتمل جماعتیں یقیناً اس منہج سے ہٹی ہوئی ہیں جس کے ذریعے سلف ہذہ الامۃ کی اصلاح ہوئی۔ ان ہی میں دیوبندی جماعت بھی شامل ہے کیونکہ دیوبندیوں کے عقائد کا کتاب وسنت منہج سلف صالحین سے جدا ہونا خود ان کی کتب سے ظاہر وباہر ہے جس کی ایک مثال خود یہ کتاب "المہند علی المفند" ہے۔ (ابو محمد عقا عنہ)

(۲) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم نے المہند کا خلاصہ آسان اُردو زبان میں لکھ کر بڑی خدمت سرانجام دی ہے اور پاک و ہند میں اہل السنّت والجماعت کے عقیدہ و مسلک کے صحیح ترجمان اور جانشین علماء دیوبند کی کتاب ''المہند علی المفند'' جس پر حرمین شریفین اور مصر و شام وعراق وغیرہ بلاد اسلامیہ کے چاروں فقہ مفتیوں کی تصدیقات موجود ہیں اور جس کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے۔ اس کی اشاعت عمدہ طباعت کے ساتھ بھی کر دی گئی ہے۔ مفتی صاحب موصوف کا ہم سب پر احسان ہے۔

فجزاهم الله احسن الجزاء

فقط: خادم اہل السنۃ عبداللطیف غفرلہ۔ (۲۳ جمادی الاخری ۱۴۰۵ ہجری)

(۳۸) علامہ محمد یوسف بنوری(۱)

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی

حضرات علماء دیوبند کثّر اللہ امثالہم کا مسلک وہی ہے جو اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے البتہ دشمنان اسلام کے پروپیگنڈہ سے علماء دیوبند کا مسلک مشتبہ ہو گیا تھا۔ محدث وقت حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ العزیز نے ''المہند علی المفند'' کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں عقائد علمائے کرام دیوبند تفصیل سے تحریر فرمائے اور لوگوں کے مکروہ پروپیگنڈے کو جواب باصواب دیا۔ جواب دیئے جانے کے بعد اپنے اور غیروں میں اب بھی اس کے مرض باقی ہے۔ حضرت مولانا عبدالشکور ترمذی دامت برکاتہم نے اس رسالہ کا ترجمہ فرمایا اور آسان زبان میں اس کا خلاصہ بھی کیا۔ راقم نے اس رسالہ کو دیکھا، ماشاء اللہ خوب ہے، حضرات علماء دیوبند کے عقائد بلا کم وکاست سب آگئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو نافع بنائے۔

ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

حضرت مولانا کو اجر جزیل سے نوازے اور مشتبہ لوگوں پر حق واضح کرے۔ آمین

محمد یوسف بنوری صدر مدرس جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن

(۶ جمادی الاخرے ۱۴۰۷ ہجری)

(۳۹) مولانا عبدالکریم عفی عنہ(۱)

مدرس مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی، ڈیرہ اسماعیل خان، پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خلاصہ ''عقائد علماء دیوبند'' مؤلفہ حضرت مولانا سید عبدالشکور مدظلہ کو دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازیں اور مقبولیت عامہ عطا فرمائیں۔ اس وقت جبکہ دیوبندیت کو من وراء الجدر دیوبندیت ہی کے نام سے مٹا دینے کی نامحمود کوششیں ہو رہی ہیں۔ نئی نسل کو ایسے مضامین کی شدید ضرورت ہے (لیهلک من هلک عن بینة و یحییٰ من حیّ عن بینه)

دوسری خوشی اس بات کی ہے کہ یہ اقدام اس وقت کیا گیا کہ جب اسلاف دیوبند کے صحیح اخلاف اور ان کے باقیات صالحات جو کہ حقیقتاً دیوبند کی نمائندگی کے اہل تھے، بقید حیات تھے اور ان حضرات کی تائید و تصدیق آپ نے لے لی۔ فللہ الحمد

گزارش ہے تو صرف اتنی کہ پڑھی لکھی دنیا کی سہل نگاری اور عام دینی طلباء کی ناداری آپ کو معلوم ہے۔ اگر رسالہ خلاصۃ العقائد کو اسی طرح دیدہ زیب کتابت اور طباعت کے ساتھ علیحدہ شائع کر دیا جائے تو سہل الحصول اور جاذب مطالعہ ہو کر انشاء اللہ تام الفائدۃ ہونے کے ساتھ ساتھ عام الفائدہ بھی ہو جائے کیونکہ قلیل الفرصۃ اور قلیل المال اصحاب بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

اگر ایسا ارادہ ہو جائے پچاس نسخے واجبی اور رعایتی ہدیہ کے ساتھ نجم المدارس کلاچی

---

(۱) ان کے حالات ہمیں نہیں ملے۔

کے نام وی پی کر دیجئے ۔ رسالہ اس قابل ہے کہ دین کا ہر طالب اور طالبین حق کا ہر فرد اسے اپنے پاس رکھے اس سے مستفید ہو اور عامۃ المسلمین تک علماء حق کی یہ بات پہنچائے۔

مؤلف مدظلہ کو افسوس ہے کہ علماء دیوبند کے ان اجماعی عقائد (۱) کی کھلی مخالفت کرنے والے اپنے آپ کو دیوبندی کہلانے پر اصرار کرتے ہیں۔

میرے خیال میں یہ اس وقت کی بات ہے جب آج سے پندرہ سال پہلے یہ رسالہ لکھا جا رہا تھا یعنی ۱۳۸۸ ہجری کی، اب تو ان کے ذمہ دار رہنما آسانی سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں دیوبندی کہلانے کی کوئی ضرورت نہیں اب تو مولانا کو ان حضرات پر افسوس کرنا چاہیے جو کہ دیوبند کے ان اجماعی عقائد کی کھلی مخالفت کرنے والوں اور خود دیوبندی کہلانے پر اصرار نہ کرنے والوں کو دیوبندی کہلوانے پر مصر ہیں اور اسے دیوبندیت کی خدمت سمجھتے ہیں حالانکہ ان کے ناجائز تشددات سے مسلک دیوبند کو چند ہی سالوں میں جو نقصان پہنچا ہے کھلے مخالفین نصف صدی سے اس کا عشر عشیر بھی نہیں پہنچا سکے۔ حق کی سرحدیں جب محفوظ نہ رہیں تو اطمینان کا ہے کا؟ (۲) حضرت مولانا کی خدمت، لیاقت اور طلب دعوت کی درخواست...

واللہ خیر الحافظین۔ ناکارہ عبدالکریم عفی عنہ۔ ۲۶ جمادی الاولی ۱۴۰۵ ہجری (۱۷-۲-۱۹۸۵)

---

(۱) اجماعی عقائد سے مراد وہ اجماعی عقائد نہیں جن پر اصلی اہل سنت والجماعت علی منہج سلف صالحین ۱۴۰۰ سالوں سے چلے آ رہے ہیں بلکہ یہاں ان اہل البدعۃ والزیغ والضلال کا اجماع مقصود ہے یعنی مشائخ علماء دیوبند کا اجماع۔

(۲) حیاتی دیوبندی جن کے مؤید تمام اکابرین علماء دیوبند بشمول تبلیغی جماعت وان کے شیوخ و امراء شرک پسند اور [illegible] کے رسیا ہیں۔ البتہ ان شرک و بدعات سے متنفر ہو کر معدودے چند حضرات نے ایک نئی دیوبندیت کی بنیاد رکھی جنہیں [illegible] دیوبندی کہا جاتا ہے۔ جن سے تمام حیاتی دیوبندی علماء و عوام نالاں رہتی ہے بہرکیف حیاتیوں سے "کچھ" بہتر ہونے کے [illegible] دیوبندی مماتی جو پنج پیری اور اشاعۃ التوحید والسنۃ وغیرہ ناموں سے معروف عمل ہیں اہل حدیثوں کے کٹر مخالف اور دشمن [illegible] مخالفت کی وجہ اہل حدیث کا عقیدہ و سلف صالحین سے وابستہ ہونا یعنی سلفی العقیدہ ہونا ہے۔ جبکہ یہ مماتی پکے ماتریدی

تقریظ

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ، کراچی

محترمی زیدت معالیکم

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی! یادآوری کا شکریہ قبول فرمائیں۔ آپ کی فرمائش کی تعمیل نہ کرنا ایک جرم اور جواب نہ دینا دوسرا اور بڑا جرم ہے۔ اس لئے اپنی مجبوریوں کے پیش نظر فیصلہ یہ کیا کہ کم از کم دوسرے بڑے جرم سے بچنے کی کوشش تو کر ہی لوں۔ یہ بھی اُمید ہے کہ اس کے نتیجے میں ممکن ہے پہلے جرم میں کچھ تخفیف ہو جائے اور معافی مل جائے۔ دراصل اکابر کی کسی تحریر کی تائید اور توثیق مجھے اپنے درجے سے اُوپر کی بات معلوم ہوتی ہے اور اس میں بے ادبی کا شبہ ہوتا ہے اس لئے جرأت نہیں ہوئی۔ جہاں تک اپنے نقطۂ نظر کا تعلق ہے بحمداللہ تعالیٰ وہ اکابر کے درج کردہ تمام عنوانات میں حرف بحرف تحریر کتاب کے مطابق ہے۔ والد صاحب زید مجدھم سے سلام و دعا کے بعد مزاج پرسی کیجئے۔

سلیم اللہ خان ۱۴۰۵/۷/۱۲

اور اسماء وصفات میں باطل تاویلات کرنے والے اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کے انکاری ہیں اور تقلید شخصی میں بھی بہت متعصب ہیں۔ حتیٰ کہ اہل حدیثوں کا نام بگاڑ کر انہیں غیر مقلد اور جھوٹے قادیانی قرار دیتے ہیں (الماتریدیہ) امام احمد بن سنان رحمہ اللہ ثقہ محدث نے ان بدعتیوں کا بالکل درست نقشہ کھینچا ہے۔ "لیس فی الدنیا مبتدع الا و ھو یبغض اھل الحدیث" دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں جو اہل حدیث سے بغض و دشمنی نہ رکھتا ہو۔ (ابو محمد علی حمد)

فہرست موضوعات

دار الکتاب والسنۃ (الپاکستان) کی چند مطبوعات

دار الکتاب والسنۃ